

کلیاتِ امدادیہ

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

جو تصوف و سلوک، تزکیہ نفس اور اصلاح اخلاق میں
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ



کتابخانہ اسلامیہ

آلہ مبارک ایم اے بنارہو، کراچی، پاکستان فون: 2631661

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُزِلُّ مَنْ تَشَاءُ ط

کلیاتِ امدادیہ

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

۱۔ ضیاء القلوب	۲۔ فیصلہ ہفت مسئلہ	۳۔ نالہ امداد غریب
۴۔ ارشادِ مرشد	۵۔ جہادِ اکبر	۶۔ مثنوی تحفۃ العشاق
۷۔ غذائے روح	۸۔ دروغِ مناک	۹۔ گلزارِ معرفت
	۱۰۔ وحدۃ الوجود	

جو تصوف و سلوک، تزکیہ نفس اور اصلاح اخلاق میں
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں

مصنفہ:

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ

کتاب اور اس کے مصنف کا مختصر تعارف

از بندہ محمد رضی عثمانی

ہندوپاک کے مرشد کامل اور سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ ان عظیم ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے برصغیر ہندوپاک میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیے جس کی مثال مشکل ہے۔ اور آج برصغیر میں جو کچھ مسلمانوں میں اسلام باقی ہے۔ وہ انہی کامرہون منت ہے۔ اپنے ایک طرف تو دین و مذہب اور شریعت و طریقت کی شمع روشن فرمائی اور دوسری طرف جہاد بلیغ کے لئے عملاً میدان جہاد میں شریک ہوئے۔ اور ۱۲۴۲ھ کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف شاعلی ضلع مظفرنگر کے محاذ پر جہاد کر کے اسلام کا علم بلند فرمایا۔

آپ کی ولادت ۲۲ صفر ۱۲۳۲ھ بروز روز شنبہ بمقام قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور یوپی میں ہوئی۔ لیکن آپ کا آبائی وطن تھانہ بھون ضلع مظفرنگر ہے۔

آپ کے والد نے امداد حسین اور تاریخی نام ظفر احمد رکھا۔ اور شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلویؒ نواسہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے آپ کو امداد اللہ کا لقب عطا فرمایا۔

آپ تعلیم کے لئے سولہ سال کی عمر میں مولانا مملوک العلی صاحب کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل فرمائی۔ اگرچہ حاجی صاحب کا ظاہری علم بہت زیادہ نہ تھا لیکن باطنی علوم کی وجہ سے کیونکہ آپ کو علم لدنی سے نوازا گیا تھا۔ بڑے بڑے اور عظیم الشان مسائل حل فرما دیا کرتے تھے۔ آپ کا روحانی مقام اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہندوستان کے تقریباً سب بڑے بڑے علماء اور صلحاء آپ کے مرید اور خلفاء ہوئے مثلاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتویؒ مولانا ذوالفقار علی صاحب۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ وغیرہ جن لوگوں نے بعد میں اپنے اپنے طرز پر اسلام کی وہ عظیم الشان خدمات انجام دیں جن کی مثال دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ جنگ آزادی کے بعد جب ہندوستان میں مسلمان شرفاء کا رہنا مشکل ہو گیا تو آپ نے مکہ معظمہ کی ہجرت منظور فرمائی اور ۱۲۷۱ھ میں مکہ معظمہ ہجرت فرمائے۔ اور وہیں جو اسی سال کی عمر میں وفات پائی ۱۲۷۱ھ یا ۱۲۷۲ھ جمادی الاخرہ ۱۲۷۱ھ بروز بدھ اپنے ملک حقیقی سے جاملے آپ کی مزار جنت العلیٰ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے فاصلے پر مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کے پہلو میں ہے آپ کی تصانیف میں سے سب سے عظیم کارنامہ تو مشنری مولانا روم پر فارسی زبان میں حواشی لکھنے کا ہے جسکی خوبیوں سے سب اہل علم واقف ہیں ان کے علاوہ آپ کی دس تصانیف کا مجموعہ بنام کلیات امداد ایہ عوام و خواص میں مقبول و مشہور ہو چکی ہے۔ اب تک شائع شدہ نسخوں میں غلطیاں بہت تھیں اور طباعت بھی بہت ناقص تھی اور عرصہ سے یہ کتاب نایاب ہو گئی تھی اسلئے بنام خدائے تعالیٰ دارالاشاعت کراچی سے اسکا جدید عکسی ایڈیشن تصحیح و اصلاح کے بعد شائع کیا جا رہا ہے۔ اور ابتداء کتاب میں تمام تصانیف کی یکجائی اور مکمل فہرست مضامین کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے جسکی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ کتاب مفید سے مفید تر ہو جائیگی۔

بندہ محمد رضی عثمانی

آخرت بنائیں آمین۔ فقط۔

۲۵ دسمبر ۱۹۷۶ء

۴ محرم ۱۳۹۷ھ

لے یہ حالات امداد الشاق صفحہ نمبر ۱۷۱ مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حیات امداد از پروفیسر محمد الزار الحسن سے لے گئے ہیں جو حضرات تفصیلی حالات دیکھنا چاہیں ان کتب کے علاوہ شامل امداد وغیرہ بھی ملاحظہ فرمائیں

(فقط محمد رضی عثمانی ناشر)

مکمل فہرست مضامین

کلیات امدادیہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۲	ذکر ازہ کا طریقہ	۲	کتاب اور اس کے مصنف کا مختصر تعارف
۲۲	ذکر ازہ کا دوسرا طریقہ		ضیاء القلوب
۲۳	دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان میں	۸	ابتدائیہ از مصنف
	خطرات سیدہ کا انسداد جس ذکر سے ہو جاتا ہے اس کا	۹	مقدمہ
۲۳	بیان	۱۰	پہلا طریقہ صلحاء و اخبار کا ہے
۲۴	جس نفی و اثبات کا طریقہ	۱۰	دوسرا طریقہ مجاہدات و ریاضات کا ہے
۲۴	نفی و اثبات کے جس کا دوسرا طریقہ	۱۰	تیسرا طریقہ اصحاب اشطاریہ کا ہے
۲۵	شغل سہ پایہ دورہ چشتیہ کا طریقہ	۱۰	فصل اول: طریقہ بیعت میں
۲۶	شغل سلطانان نصیر کا طریقہ		باب اول: حضرات چشتیہ کے اذکار و اشغال اور
۲۶	شغل سلطان محمود کا طریقہ		مراقبات کے تفصیلی حالات
۲۷	شغل سلطان الاذکار کا طریقہ	۱۲	پہلی فصل
۲۷	شغل سرمدی کا طریقہ	۱۲	توجہ کا طریقہ
۲۸	شغل بساط کا طریقہ	۱۲	دوسرا طریقہ
	تیسری فصل: ان انوار اور مراقبات کے بیان میں جو	۱۳	ذکر کا بیان
۲۹	ذکر اور مراقبہ کی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں۔	۱۴	مراتب ذکر کے بیان میں
۲۹	مراقبہ کا طریقہ	۱۵	نفی و اثبات کا دوسرا طریقہ
۳۰	دوسرا طریقہ	۱۶	اثبات مجرد کے ذکر کا طریقہ
۳۰	مراقبہ رؤیت	۱۶	اسم ذات کے ذکر کا طریقہ
۳۰	مراقبہ اقربیت	۱۷	نفی و اثبات کا اس ذکر کے علاوہ دوسرا طریقہ
۳۱	دیگر مراقبات بہت ہیں	۱۸	پاس انفاس کا طریقہ
۳۱	دوسرا مراقبہ	۱۹	پاس انفاس کا دوسرا طریقہ
۳۲	فنا کے مراتب کا بیان	۱۹	مرید غبی کا دوسرا طریقہ
۳۶	اچھے اور برے انوار و آثار کی کیفیت	۲۰	اسم ذات کے زبانی ذکر کا بیان
	دوسرا باب، حضرات قادریہ جیلانیہ کے اذکار و اشغال	۲۰	اسم ذات مع الضرب کا طریقہ
۳۶	کے بیان میں	۲۰	دوسرا طریقہ
۴۰	جس نفی و اثبات کا طریقہ	۲۱	چہار ضربی کا دوسرا طریقہ
۴۰	پاس انفاس کا طریقہ	۲۱	اسم ذات قلندری کا طریقہ
۴۰	اسم ذات با ضربات کا طریقہ	۲۱	ذکر جاروب کا طریقہ
	دوسری فصل: اشغال قادریہ کے بیان میں اسم ذات	۲۱	ذکر حدازی کا طریقہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۵	آئندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ	۴۰	خفیہ کا طریقہ
۵۶	بلا کے دفعہ کرنے کا طریقہ	۴۱	برزخ اکبر کا شغل
	چوتھا باب: قرآن پاک پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور	۴۱	اسم ذات کا شغل
۵۶	دیگر اعمال کی کیفیت	۴۱	شغل دورہ قادریہ کا طریقہ
۵۷	اول قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ	۴۲	تیسری فصل: مراقبات قادریہ کے بیان میں
۵۸	نماز پڑھنے کا طریقہ	۴۲	دوسرا مراقبہ
۶۰	نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ	۴۲	آیت کا مراقبہ
۶۰	نماز کا ایک اور طریقہ	۴۳	اول مراقبہ توحید افعالی
۶۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ	۴۳	دوسرا مراقبہ توحید صفائی کا ہے
۶۱	نماز کن فیکون کا طریقہ	۴۴	تیسرا مراقبہ
۶۲	نماز استخارہ کا طریقہ	۴۴	ذکر برائے شائے مریض
۶۳	استخارہ کا دوسرا طریقہ	۴۴	ارواح اور ملائکہ کے کشف کا طریقہ
۶۳	ایک اور طریقہ	۴۴	آئندہ کے حالات سے باخبر کر دینے والا ذکر
۶۳	صبح و شام کے مختلف اعمال کا بیان	۴۴	بیماری کی شفا کے لئے ذکر
۶۵	ختم خواجگان چشت کا طریقہ		مشکل چیزوں کے حصول اور آئندہ کے متعلق واقفیت
۶۵	ختم خواجگان قادریہ کا طریقہ	۴۵	حاصل کرنے کا ذکر
	سلوک کے راستوں کے موانع کا بیان اور ان کے	۴۵	کشف قبور کے واسطے ذکر
۶۵	دفعیہ کا بیان		آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے کشف
۶۶	تصرفوں کی کیفیت اور ان کا علاج	۴۵	کا ذکر
۶۷	چلہ کا طریقہ	۴۵	حاجت براری کا ذکر
۶۸	خلوت کی شرطیں		تیسرا باب: حضرات نقشبندیہ کے اذکار و اشغال میں
۶۹	نصیحت اور وصیت آمیز کلمے	۴۶	استخارہ کا طریقہ
	مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے	۴۶	لطائف ستہ کا بیان اور ان کے ذکر کا طریقہ
۷۳	سلسلوں کی کیفیت	۴۸	لطائف ستہ کے شغل کا بیان
۷۴	سلسلہ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان	۴۸	ذکر جاروب کا طریقہ
۷۴	سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ	۴۹	سلطان الاذکار کا طریقہ
۷۴	سلسلہ عالیہ قادریہ قدوسیہ کا بیان	۴۹	نفی و اثبات کا طریقہ
۷۵	سلسلہ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ	۴۹	شغل نفی و اثبات کا طریقہ
۷۶	سلسلہ سہروردیہ قدوسیہ	۵۰	توحید افعالی کا طریقہ
۷۶	سلسلہ کبریہ قدوسیہ	۵۱	مراقبہ نیافت
	۲ فیصلہ لغت مسئلہ	۵۳	مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ
۷۷	ابتدائیہ	۵۳	مرض کے سلب کر لینے کا یہ طریقہ ہے
۷۸	پہلا مسئلہ مولود شریف کا		زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا
۸۱	دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا	۵۵	طریقہ خطرہ معلوم کرنے کا طریقہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۹۸	شجرہ قادریہ	۸۲	تیسرا مسئلہ عروس و سماع کا
۹۹	شجرہ نقشبندیہ	۸۳	چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا
۹۹	شجرہ سہروردیہ	۸۴	پانچواں مسئلہ جماعت ثانیہ کا
۱۰۰	شجرہ پیران چشت اہل بہشت (منظوم)	۸۵	چھٹا و ساتواں مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا
۱۰۵	نصائح متفرقہ	۸۶	وصیت
	۵ جہاد اکبر (نظم)	۸۶	اشعار مثنوی معنوی در تمثیل اختلاف از حقیقت شناسی
۱۰۶	حمد	۸۷	۳ نالہ امداد غریب (نظم)
۱۰۶	مناجات بجناب قاضی الحاجات	۸۸	خمسہ بر مناجات حضرت ابوبکرؓ
۱۰۸	لغت شریف	۹۰	غزل در شوق زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
	مثنوی افسوس اور ندامت غفلت پر اور تنبیہ کرنا، نفس	۹۰	مناجات
۱۰۸	سرکش کو اور اللہ کی طرف رجوع کرنا	۹۱	مناجات حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
۱۰۹	تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا نفس مردود کو، جواب دینا نفس کا	۹۱	مناجات دیگر
۱۱۱	نفس سے عاجز ہو کر بادشاہ روح سے مدد چاہنی		۴ ارشاد مرشد
۱۱۲	جاسوس و سواس کو باخبر کرنا کہ نفس کو تن میں رہنا ہے	۹۲	وظائف صبح
	خبر ہونی وزیر عقل کو اور بھیجنا اسیر قناعت کو بمقابلہ حرص	۹۳	وظیفہ بعد ہر نماز
۱۱۳	سنگھ کے اور حلم کو غصہ کے اور ان کی فتح ہونا	۹۴	بیان از کار و اشغال اور مراقبات کا
۱۱۴	آنا شہوت سنگھ کا مقابلہ وزیر عقل کے	۹۵	طریقہ اثبات مجرد
	بھیجنا وزیر عقل کی امیر تقویٰ کو مع افواج شرم و حیا	۹۵	طریق اسم ذات
۱۱۴	بمقابلہ شہوت سنگھ کے اور فاح ہونا امیر تقویٰ کا	۹۵	طریق ذکر پاس انفاس
	غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور سوار ہونا لڑنے کے	۹۶	پاس انفاس کا دوسرا طریقہ
۱۱۵	لئے شیطان روح سے	۹۶	بیان ذکر اسم ذات ربانی
	آگاہ ہونا سلطان روح کا اور بھیجنا وزیر عقل کو مع لشکر	۹۶	طریق ذکر نفی اثبات
۱۱۵	دین و تقویٰ اور برابر رہنا دونوں لشکروں کا	۹۶	طریق شغل اسم ذات کا
	سلطان روح کا دیوان کل کو طلب کرنا کہ وہ پیر روشن	۹۶	طریق شغل نفی اثبات کا
۱۱۶	ضمیر ہے اور شامل کرنا صلاح جنگ میں	۹۷	مراقبہ کا ایک اور طریقہ
	آگاہ کرنا جاسوس نفس کا شیطان وزیر کو اور بھیجنا طول	۹۷	مراقبہ کا دوسرا طریقہ
	اہل سنگھ کو عقل اور پیر کے قتل کے لئے زہر ہے اور اس کا	۹۷	طریق ذکر اسم ذات کا
۱۱۷	نام امید ہونا۔	۹۷	اول لطیفہ قلبی
	مطلع کرنا جاسوس دین کا کہ جو مفتیاں یقین کے ہیں	۹۷	دوسرا لطیفہ روحی
۱۱۷	سلطان روح کو اس امر سے۔	۹۷	تیسرا لطیفہ نفسی
۱۱۸	پیر اور عقل کی نگہبانی روح کے طول اہل کے شہر سے	۹۷	چوتھا لطیفہ ستیری
	نام امید ہونا طول اہل سنگھ اور بھیجنا نفس کا حد سنگھ اور نجل	۹۷	پانچواں لطیفہ خفی
	سنگھ اور ریاسنگھ اور عجب سنگھ کو لڑائی کے لئے وزیر عقل	۹۷	چھٹا لطیفہ اخفی
۱۱۸	اور دیوان پیر کے۔	۹۸	شجرات و سلاسل، شجرہ چشتیہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۳۵	بیان کرنا تحفہ بی بی کا کہ میرا محبوب و معشوق قادر مطلق ہے یعنی اللہ ہے۔	۱۱۹	وزیر عقل کا اس واقعہ سے آگاہ ہو کر امیر سخاوت کو نخل کے مقابلہ میں بھیجنا۔
۱۳۶	رجوع بقصہ	۱۱۹	اور فتح ہونا صدق و اخلاص کو حسد پر خوف ورجا کو ریا پر۔
۱۳۷	حکایت حضرت شیخ منصور	۱۲۰	خبر ہونا نفس کو اس شکست کی اور بھیجنا ہر اول طمع کو اور حب جاہ اور حب دنیا اور فضول کلام کو لڑنے وزیر عقل سے۔
۱۳۷	ملاقات ہونا شیخ سری سقطی کی تحفہ کے مالک سے		بھیجنا وزیر عقل کا اسیر توکل کو مقابلہ کو مقابلہ طمع کے اور خضوع کے غرور کے لئے اور زہد و تقویٰ کو حب دنیا کے لئے اور فنا کو جاہ کے لئے اور خاموشی کو فضول کلام کرنے لئے۔
۱۳۸	تاجر کا حال بیان کرنا بی بی تحفہ کا	۱۲۱	بھیجنا نفس کا بخشی تکبر کو جنگ کے لئے اور مقابل بہ آنا
۱۳۸	ظاہر ہونا تحفہ کے عشق کا		تواضع کا تکبر سے اور فتح پانی اسلام کی اور بھاگنا
۱۳۹	تحفہ کو بیمارستان میں مقید کرنا اور اس کا غلبہ عشق الہی	۱۲۲	شیطان کا اور پکڑا جانا نفس کا۔
۱۵۰	شیخ سری سقطی کا تحفہ سے اس کا حال پوچھنا		حکم کرنا روح کا نفس کے قتل کا اور چھڑانا وزیر عقل کا قتل سے اور قید کر دینا اس کو۔
۱۵۰	ذکر عطا ہے انتہائے الہی در عبادت	۱۲۳	خاتمۃ الرسالہ
	سری سقطی کا تحفہ کو خریدنا اور تاجر کا منظور نہ کرنا اور تحفہ کو آزاد کر دینا	۱۲۷	۶ مثنوی تحفۃ العشاق (نظم)
۱۵۱	مناجات شیخ سری سقطی در طلب قیمت تحفہ کاملوں کی	۱۲۸	مناجات جناب الہی تعالیٰ شانہ
۱۵۲	صحبت کی تائید اور ان کی فرصت کی حرص	۱۲۹	مناجات دیگر
۱۵۳	تحفہ کا آزاد ہو کر مخلوق سے بھاگنا	۱۳۰	نعت شریف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
	شیخ اور تاجر اور امیر بن شنی کا بیت اللہ کو جانا اور امیر کا راستہ میں انتقال ہونا تحفہ کا اور ملاقات ہونا شیخ کی تحفہ سے اور انتقال ہونا تحفہ کا اور تاجر کا۔	۱۳۰	در مدح چار یار کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
۱۵۵	نظم از جناب مولانا اشرف علی تھانوی	۱۳۱	در مدح اہل بیت
۱۵۶	غذائے روح (نظم)	۱۳۱	تصنیف مثنوی کی وجہ
۱۵۷	حمد	۱۳۳	رجوع بقصہ
۱۵۷	نعت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم		در بیان محرومی و ندامت بر حال خود حسرت مفارقت
۱۵۷	مدح مبارک ہر چہار خلفاء و دیگر اصحاب	۱۳۴	بزرگان و یاران
۱۵۷	مدح حضرت میاں جیونور محمد تھنجانوی	۱۳۴	شروع داستان حضرت بی بی تحفہ مغنیہ
۱۵۹	مناجات جناب باری تعالیٰ	۱۳۵	تمیز عشق حقیقی و عشق مجازی و ذم عشق مجازی
	بیان لطف و احسان حضرت مولانا و مرشدنا قطب میاں و مولوی نور محمد صاحب قدس سرہ جو ہمارے شیخ ہیں۔	۱۳۵	داستان و بیان حال حضرت سری سقطی
۱۶۰	ذوق و شوق محبت الہی کا بیان	۱۳۸	کیفیت بیمار خانہ مقولہ سری سقطی
۱۶۱	کتاب نان و حلوہ مصنفہ بہاء الدین عالی جو ہمارے حسب حال ہے	۱۳۸	ملاقات سری سقطی از بی بی تحفہ و بیان حال عشق
۱۶۲	داستان ندامت کہ عمر بیکار خرچ کی اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جھوٹا مومن کا شفا ہے	۱۳۹	بیان چروالہ موسیٰ علیہ السلام (تمثیلاً)
۱۶۲	قطع علائق اور گوشہ نشینی	۱۴۱	موسیٰ علیہ السلام کا عذر کرنا شبان چروالہ سے
۱۶۳	ایک جاہل عابد کی حکایت جو غار میں رہتا تھا اور ایک	۱۴۱	بی بی تحفہ مغنیہ کا ذکر اور ان کا ذکر زور و شور عشق
		۱۴۳	حکایات بطریق تمثیل

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۸۷	کسی کے برا بھلا کہنے کا خیال نہ کرے بلکہ خدا اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق عمل کرے	۱۶۴	جوان دنیا دار کی
۱۸۸	ایک بے وقوف مرد کی حکایت	۱۶۸	ان علماء کی مذمت جو امراء سے مشابہت رکھتے ہیں اور فقراء سے دور رہتے ہیں
۱۸۹	خاموشی جو انسان کی تمام عادتوں سے بہتر ہے	۱۶۹	متفرق چیزوں کا بیان اور اشارہ قولہ تعالیٰ اِنَّ السَّعۃَ یَاْمُوْکُمْ اَنْ تَذٰبُحُوْا بَقَرَةً
۱۸۹	ایک حکایت بطور مثال	۱۷۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول حب الوطن من الایمان کی کیا غرض ہے۔
۱۹۰	ان لوگوں کی مذمت جو بظاہر فقراء سے مشابہت رکھتے ہیں لیکن اصل میں وہ شقی ہیں	۱۷۱	ایک حکایت بطور مثال
۱۹۰	حضرت بایزید بسطامی کی حکایت	۱۷۲	عشق کی راہ کی مصیبتیں جو اگرچہ بھاری ہیں لیکن عشاق کے لئے باعث تسکین و راحت ہیں
۱۹۱	خدا کی عبادت صرف خدا ہی کے لئے ہونی چاہئے نہ طمع جنت یا خوف دوزخ کے لئے	۱۷۳	دنیا کو ترک کر کے پہاڑ کے غار میں رہنے والا عابد اور خدا کی طرف سے اس کی آزمائش اور نصیحت یعنی ایک کتے سے۔
۱۹۱	محمود غزنوی اور ایاز غلام کی حکایت	۱۷۴	ریا کاروں اور مکاروں کی مذمت جو بڑا لشکر شیطان کا ہے
۱۹۲	ماسوا کو ترک کر کے محبت الہی کی طرف رغبت	۱۷۵	حکایت بطور مثال
۱۹۳	ہر چیز اسم ذات اللہ کا مظہر ہے اور ہر چیز سے اللہ تعالیٰ کا نام نکالنے کا حسابی طریقہ	۱۷۵	ان مدرسوں کی مذمت کہ جن کا مقصد اپنا فضل اور بزرگی ظاہر کرنا اور مخلوق کو دھوکہ دینا ہے
۱۹۳	تاریخ وفات شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی	۱۷۶	ان لوگوں کی مذمت جو ہمیشہ اسباب دنیا جمع کرتے ہیں لیکن عقبی سے غافل ہیں
۱۹۵	۸۔ رسالہ درد غمناک (نظم)	۱۷۷	آخرت کے کاموں کی انجاری دنیا کے کاموں سے بہتر ہے
	۹۔ گلزار معرفت	۱۷۸	ایک زاہد کا اسیر دنیا دار کو تنبیہ
۲۰۳	التماس جامع اوراق	۱۷۸	جو شخص دنیا سے بھاگتا ہے دنیا اس کے پاؤں پڑتی ہے اور جو دنیا کی طرف دوڑتا ہے دنیا اس سے بھاگتی ہے
۲۰۳	مناجات بدرگاہ الہی	۱۷۹	ایک صوفی کا ارشاد اپنے مریدوں کی دل جمعی و تسکین کے لئے اور طائروں کا اپنا حال بیان کرنا
۲۰۵	چار نعتیہ غزلیں	۱۷۹	حکایت بطور مثال
۲۰۷	عشقیہ و نعتیہ غزلیں	۱۸۰	ان لوگوں کی مذمت جو بادشاہوں سے مصاحبت رکھتے ہیں اور اہل سلوک ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ یہ محال ہے۔
۲۱۵	غزلیات فارسی	۱۸۱	ایک مرد عارف کے سامنے دنیا کا عورت نازنین کی شکل میں آنا
۲۱۵	جواب خط سید علی احمد تخلص صلی علی احمد انھٹوی	۱۸۲	قصہ دو ہنہا ایک چرواہے کا آزمائش اور بد اعتقادی سے۔
۲۱۶	غزل شوقیہ ارکان حج	۱۸۶	ان کی مذمت جو دنیا کی بے لذت چیزوں میں غرق ہیں۔
۲۱۶	عرضی عبد اللہ مسکین در مدح شریف عبد اللہ		
۲۱۶	شجرہ قادریہ قمیصیہ منظومہ		
۲۱۷	رباعی، اور عیدی		
۲۱۷	۱۰۔ رسالہ وحدۃ الوجود		
۲۱۸	آغاز و جواب		
۲۲۰	نقرہ دور بطریق انتخاب از مضامین مکتوب		
۲۲۳	مختصر حال وصال حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی		



ابتدائیہ از مصنف رح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعریف کے تمام مرتبے اس یکتا کیواسطے مخصوص ہیں جس کو تمام موجودات پوجتے ہیں اور چاہنے و توجہ
 قیدوں سے آزاد ہے اور بڑے مرتبہ والا ہے اور ہر شان کی نعمت ان محترم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ہے جو
 دنیا کے وجود کا سبب اور خدا کے پچھے قائم مقام ہیں خدا ان پر اور ان کے متعلقین اور دوستوں پر باران رحمت کی بارش
 کرے۔ یہ مذہبی فرض ادا کرنے کے بعد جناب تقدس مآب مجمع الفضائل والمناقب صاحب الشریعتہ والطریقۃ مولانا
 و مرشدنا و ہادیانامیان جیو نور محمد جہانوی چشتی قدس سرہ کا ایک ادنیٰ خادم اور ان کی درگاہ اقدس کا ایک
 کمترین خاکروب امداد اللہ فاروقی چشتی باادب عرض کرتا ہے۔ کہ میرے بعض مخلصین دیاران طریقت
 علیٰ الخصوص میرے عزیز حافظ محمد یوسف نے جو امام العاشقین عارف باللہ کامل اکمل حضرت حافظ محمد
 ضامن شہید فاروقی چشتی کے تحت جگر میں باصرار کہا اور تحریک کی کہ خاندان چشتیہ صابر یہ قدم سیرت اشغال
 میں مشغول ہوئے تھے۔ اور جواز کار و مراقبات ان کے معمول بہا تھے ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کر دیجئے جس
 پر عمل کیا جائے۔ اور آئندہ کام آئے کیونکہ آپ کے حرم محترم کی جاوید کشتی کی وجہ سے ہمارے اور آپ کے درمیان
 جدائی کی ایک بہت وسیع خلیج ہو گئی ہے۔ کجا آپ کہ حرم شریفین کی خدمت کر رہے ہیں اور کجا ہم کہ ہندوستان
 میں پڑے ہوئے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس حالت میں تعلیم و تعلم بغیر کتابی صورت کے نہیں ہو سکتی ہے۔ اگرچہ
 اس کمترین اور نالایتی کی کم لیاقتی اس ارشاد کے پورا کرنے سے مانع ہوتی تھی لیکن ان حضرات کے غیر معمولی
 اصرار سے روٹابی کا کوئی موقع نہیں دیکھا اور درگاہ احدیت سے اعانت کا خواستگار ہوا۔ اور حکم الہی اس کی
 کتابت پر مامور کیا۔ کیونکہ عادت الہی یونہی ہے کہ جس شخص سے لوگوں کو عقیدت ہوتی ہے اس کے زبان و قلم سے
 لوگوں کو فائدہ ضرور پہنچتا ہے، اسوجہ سے مجھ کو اپنے خاندان کے اکابرین اور پیرومرشد سے جو کچھ سلسلہ چشتیہ
 قادریہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے متعلق واقفیتیں حاصل ہوئی ہیں۔ ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع
 کرتا ہوں شاید میری یہ کوشش بار آور ہو اور جن حضرات کے اصرار نے مجھ کو مجبور کیا ہے ان کو معتد بہ فائدہ اور
 جو مقصود اس اصرار کا تھا حاصل ہو و اللہ بھری من یشاء والی صراط مستقیم۔ اب معلوم کرنا چاہیے کہ چونکہ فلوریہ حضرت
 و مشائخ چشتیہ میں بہت بڑا نسبتی اتحاد ہے اسوجہ سے ان دونوں کے اشغال و اذکار تقریباً ایک دوسرے سے مخلوط ہو گئے ہیں اور امتیازی
 فرق فنا ہو گیا یہاں تک کہ ایک دوسرے کے مخصوص اشغال و اذکار میں مشغول ہوتا ہے اور چونکہ مقصود اوپر دونوں کی متحد ہے اس واسطے میں
 دونوں سلسلوں کے اذکار مخلوط لکھتا ہوں اور مجاہد پر فرق اور امتیاز خود ظاہر ہو جائیگا۔ اور اس کا مضمون ضیاء القلوب کا واللہ ولی التوفیق

مقدمہ

جان تو خدا تیری طریقہ سلوک میں مدد کرے، اگر کبھی سالک کو خدا کی راہ پر چلنے اور اس کے صراط مستقیم پر گامزنی کی توفیق دی جاتی ہے تو اس کا قلب انوار ہدایت سے منور کر دیا جاتا ہے۔ اور ضلالت اور گمراہی سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ یہودی اللہ لنورہ من یشاد اس نور کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اس کے دل میں دنیا کی طرف سے نفرت اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنے عاصی کو یاد کر کے عنان استغفار ہاتھ میں لے کر غفور رحیم و قبلہ حاجات کی طرف رجوع کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت کامیابی اور فوز مرام بغیر کسی مرشد کامل کی درگاہ کے جبہ سانی کے حاصل نہیں ہو سکتا ہے تو اسکو بھی چاہئے کہ کسی جامع شریعت و طریقت کی غلامی کا فخر حاصل کرے تا شیطانی وساوس و ہوائے نفسانی سے اسکے التفات اور توجہ سے محفوظ رہ سکے اور اپنے امراض باطنی کے لئے اسی حکیم صادق کے بتائے ہوئے نسخے کو استعمال کرے کیونکہ جب تک کہ اندونی امراض (حسد، بخل، غرور، کینہ، ریاد وغیرہ) کا انسداد نہ ہو جائے گا۔ اور ان کی جگہ اوصاف حمیدہ (علم، حلم، سخاوت، خاکساری، تحقیر نفس، کم خوری، کم آرام طلبی، کم گفتگو وغیرہ) نہ پیدا ہونگے اسوقت تک وصول الی اللہ نہیں ہو سکتا۔ انھیں ضرورتوں کو مد نظر رکھ کر کسی مرشد کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا ضروری کر دیا گیا ہے۔ جناب باری نے ایک جگہ فرمایا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَقُوا اللَّهَ ط وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ط** دوسری جگہ فرماتا ہے **وَالَّتِيغُ تَسْبِيلُ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ** ان دونوں آیتوں میں صیغہ امر مستعمل ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم وجوبی حکم ہے نیز بیعت کرنا اور کسی مرشد کامل کی غاشیہ برداری ایک ایسا فعل ہے جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف بھی منسوب ہے کلام اللہ میں ہے **أَنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ** ایضاً **إِذْ يَبَايِعُوكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ** جناب رسالت مآب نے فرمایا ہے **تَشِيخُ فِي قَوْمِهِ الْخَدِيعَةُ** و نیز پیشوا یا ان اسلام کا ارشاد کہ جو شخص رب العالمین کی ہم نشینی کرنا چاہتا ہے اس کو حضرات متصوفین کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔ اور چونکہ شیوخ قوم نابین رسول میں اس لئے اُن کی

۱۷۱ مسلمانوں خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو ۱۲ : ۵۲

جس کا میلان میری طرف ہو اس کی اتباع کرد ۱۲ : ۵۲ اے محمد جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ دراصل خدا کی بیعت کرتے ہیں ۵۳ جب درخت کے نیچے تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے ۱۲ شہید ۵۳ شیخ قبیلہ اپنی قوم میں ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں ۱۲ شہید۔

خدمت ضروری ہے۔

بنابرین جو شخص اپنے تمام وقت کو خدمت میں شیخ کامل کے صرف کر دے اور اپنے نفس کا اختیار کلی اس کو دے دے لگا اس کے متعلق امید قوی ہے کہ ضرور مقصود حاصل ہو جائے۔ تبنیہ اس وقت ہم طریق سلوک فہم اور مختصر تحریر کرتے ہیں چونکہ ہر مرض کا علاج جداگانہ ہے اسی وجہ سے امراض قلبی میں طبیب حاذق یعنی شیخ وقت ہر مریض کو علیحدہ علیحدہ دوا تعلیم فرماتا ہے۔

بنابرین سلوک کے طریقے لا تعداد ہو گئے ہیں ان سب میں تین راستے بہت قریب کے ہیں۔

پہلا طریقہ صلحاء و اختیار کا ہے

جس میں تمام شرعی فرائض روزہ، نماز، تلاوت قرآن مجید، جہادِ جہاد کو پورا کرنا پڑتا ہے اس طریقہ میں منزل مقصود تک پہنچنے میں دیر ہوتی ہے

دوسرا طریقہ مجاہدات و ریاضت کریموں کا ہے

اس میں تمام اخلاقی غلطیوں کو اچھائیوں سے اور تمام کج رویوں کو اخلاق حمیدہ سے بدل دیتے ہیں۔ اس راہ میں اکثر فائز المرام ہوتے ہیں۔

تیسرا طریقہ اصحاب شطاریہ کا ہے

یہ تمام علائق دنیا سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور انسانی صحبتوں سے جدا رہتے ہیں ان کا مطمع نظر سوائے درود اشتیاق ذکر و شکر کے کچھ نہیں ہے ان کے نقطہ نظر سے کشف و کرامات مستحسن نہیں ہیں اور اپنے وقت کو ہمو تو قبل ان تصویب کی استقامت میں صرف کرتے ہیں۔ یہ طریقہ پہلے دو طریقوں سے زائد جلد مقصد تک پہنچا دیتا ہے اس طریقہ میں کامیابی کے ذرائع دش ہیں

۱۔ اول تو یہ یعنی کوئی مطلوب سوائے خدا کے نہ ہو جیسا کہ موت کی وقت ہو جاتا ہے۔ دوسرے زہد یعنی دنیا و مافیہا سے کچھ تعلق نہ رکھے جیسا کہ موت کی وقت ہو جاتا ہے۔ تیسرے توکل یعنی اسباب ظاہری کو ترک کر دے جیسا کہ موت کی وقت کرتا ہے چوتھے قناعت یعنی جیسا کہ موت کی وقت نفسانی اور شہوانی خواہشوں کو ترک کر دیتا ہے پانچویں عزت یعنی لوگوں سے کنارہ کشی اور انقطاع کرے جیسا کہ موت کی وقت کرتا ہے چھٹے توجہ یعنی جس طرح موت کی وقت خدا ہی کی طرف توجہ اور اسکے اغراض متعلق ہوتے ہیں کرے سنا تو یہ صبر یعنی تمام نفسانی لذات کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کی وقت ہوتا ہے ۷۔ کھوٹے رضا یعنی اپنے نفس کی رضامندی چھوڑ دے اور اللہ کی رضامندی پر رضامند رہے اور اس کے ان احکام کا پابند ہو جائے جیسا کہ موت کی وقت ہوتا ہے نویں ذکر یعنی اللہ کے ذکر کے سوا تمام اذکار کو ترک کر دے جیسا کہ موت کی وقت ہوتا ہے دسویں

مراقبہ یعنی اپنی تمام قوت و اختیار کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کی وقت ہوتا ہے پس ہر طالب کو چاہیے کہ پہلے اتباع شیخ سے تمام بد اخلاقیوں سے کہ لوازم مادیت سے ہی اپنے کو محفوظ رکھے اور اپنے کو کمالات و محاسن کا جامع بنائے اور دل میں سوائے خدا کے کسی کے خیال کو جگہ نہ دے۔

فصل طریقہ بیعت میں

پیر کو چاہیے کہ جس وقت بیعت لینے لگے اپنے سامنے مرید کو باادب بٹھائے اور خطبہ ذیل پڑھنا شروع کرے الحمد للہ محمدؐ سے انصایا یعون اللہ تک پڑھکر اپنا ہاتھ مرید کے ہاتھ پر رکھ دے اور پھر خود دیکھ اللہ توفیق ایدہم سے باریک اللہ لنا و لکم تک پڑھے اگر مرید بیوی یا عورت ہو تو سچائے طریقہ مذکورہ کے رومال یا چادر یا پگڑی کا ایک گوشہ اسکے ہاتھ میں دبے اور ہر مرید سے یہ کہلانا چاہیے کہ میں تمام ان دینوں سے جو شرک و کفر کے حامل ہیں اظہار بیزاری کرتا ہوں اور اللہ اور اسکے پیغمبر پر ایمان لاتا ہوں اور دین اسلام کو اپنا دستور العمل بناتا ہوں اور اپنے گناہوں پر اظہار شرمندگی کرتا ہوں اور ان سے پرہیز کا عہد کرتا ہوں اور محض خدا کی رضا مندی کیلئے دنیا اور اسکے لذات کو ترک کرتا ہوں اسکے بعد پڑھے رضیت باللہ الخ اس کے بعد کلمہ شہادت پڑھے اور کہے کہ میں نے فلاں ابن فلاں پیر کے ہاتھ پر فلاں سلسلہ میں بیعت کی اور دعا کرے بار الہا اس سلسلہ کے مقدس حضرات سے مجھ کو برکت اور فیض حاصل کر دے اور قیامت کبیرن مجھ کو انہیں کیساتھ اٹھا اسکے بعد پیر کو مرید کی حیثیت دیکھ کر طریقہ ذکر تعلیم کرنا چاہیے اور پیر کو چاہیے کہ سلوک طریقت کے ادب اسکو تعلیم کرے اور اس پر نظر التفات رکھے اور اسکے گوش گزار ہو کر اپنے مقصد میں کامیابی بغیر پابندی شرع کے نہیں ہو سکتی اس واسطے احکام شرع کی پابندی ضروری ہے اور اس کے عقائد کی اصلاح کرے اور بتا دے جو مکاشفہ خلاف شرع ظاہر ہو وہ قابل اعتبار نہیں ہے اور محرمات سے اجتناب اور کبائر سے پرہیز کی تاکید کرے اور بتا دے کہ تمام اشتغال پر احکام شرعی مقدم ہیں۔

سب تعریفیں خدای کے لئے ہیں ہم اس سے مدد مانگتے ہیں اور گناہوں سے توبہ کرتے ہیں بھڑا کو واسطہ بنا مانگتے اپنے نفسوں کی تہمتوں اور اپنے گناہوں کی برائیوں سے کیوں کہ جس کو خدا ہدایت دیتا ہے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو خدا گمراہ کرتا ہے اس کا کوئی رہبر نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ فرد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے نیز اس کی گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ خدا کے رسول اور اس کے بندے ہیں مسلمانوں ایمان لاؤ اور خدا کی رسائی کے وسائل ہم پہنچاؤ اور جہاد و خدا کی راہ میں یقیناً تم فلاح پاؤ گے اے محمدؐ جو تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں ۱۲ ص خدا کا ہاتھ۔ ان کے ہاتھوں پر ہے جو شخص بیعت توڑیگا اس کا نقصان اس کو خود برداشت کرنا پڑے گا۔ اور جو خدا کے وعدے کو پورا کرے گا اسکو بڑا اجر یا جلیلا۔ اللہ ہم سبکو نفع دے اور بیعت مہلک کرے ۱۳ ص خدا کو اس کے پروردگار ہونے اور اسلام کو دین متین ہونے اور محمدؐ کو رسول ہونے کی وجہ سے پسند کرتا ہوں ۱۴ ص

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰی لِسَبِیْلِیْ ۚ وَ کَسٰ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ رَّحْمَةً ۚ وَ اَنِّیْ اَعْلَمُ بِاَنَّ اللّٰهَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۚ وَ اَنَّ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا شَرِکَ لَہٗ ۚ وَ اَنَّ اللّٰهَ مُخْلِیْ الدُّنْیَا وَ الدِّیْنِ ۚ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ الَّذِیْنَ اٰتٰہُمُ الْوَسِیْلَۃَ فَجَآہِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہِ ۚ تَنْصَلِحُوْنَ اِنَّ الدِّیْنَ یَبْتَغِیْکُمْ اَنْتُمْ یَابِیَّاعُوْنَ اَنْتُمْ یَابِیَّاعُوْنَ اللّٰہَ۔

عہد ید اللہ توفیق ایدہم فمن نکث فلننا نکث علی نفسہ ومن اوفایا عہدہ علیہ اللہ منیر یتبہ اجرا عظیما و نفعنا اللہ و ایاکم باریک اللہ لنا و لکم۔

سہ رضیت باللہ ربنا و بالاسلام دینا و بمحمدؐ نبیا صلی اللہ علیہ وسلم۔

باب حضرات چشتیہ کے اذکار و اشغال و مراقبات کے تفصیلی حالات

پہلی فصل

ذکر تلقین میں پیر کو چاہئے کہ ارواح مشائخ کے فاتحہ اور ادائے ختم کے بعد متواتر تین روزوں کا حکم دے اور کہے کہ ان ایام میں کلمہ طیبہ اور استغفار درود شریف کی کثرت کر دو اور تیسرے دن آخر شب یا نماز فجر یا نماز عصر کے بعد میرے پاس آؤ اور جب وہ حاضر ہو جائے تو اس کو خلوت میں لیجائے جس میں اس کے مرید کے سوا کوئی نہ ہو اور اسکو دو روز انموذ بٹھائے اور پہلے اس کی طرف توجہ کرے تاکہ اس کا ذہن آسانی اذکار و اشغال کو قبول کر سکے۔

اور توجہ کا طریقہ یہ ہے۔ کہ مرشد پہلے خود تمام خیالات سے خالی ہو جائے اور پھر اپنے دل کو اس کے دل کے مقابل کرے اور خدا کے اسم ذات کی ضرب اس کے دل پر لگائے اور یہ خیال کرے کہ موجودہ ذکر کی کیفیت میری وجہ سے اس کو حاصل ہو رہی ہے اور یہ ذکر اس کے دل میں سرایت کر رہا ہے اور یہ ضرر نہیں ایک سو ایک بار ہونا چاہیے تاکہ شوق اور ذکر کی حرارت اس کے قلب پر اثر کرے اور اس کا قلب ذکر سے حرکت کرنے لگے بعد ازیں جو ذکر اس کی حیثیت کے مطابق ہو اس کو دینا چاہیے اور مرید کو مرشد کے بتائے ہوئے اشغال میں مشغول ہونا اور باطنی اسرار کو چھپانا چاہیے تاکہ انوار و اسرار اس کو حاصل ہو جائیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے۔

کہ دعاؤں اور اذکار کو ایک بار مرشد پڑھ جائے اور مرید سن رہا ہے یہ عمل تین بار ہونا چاہئے اس کے بعد مرشد کہے کہ جو کچھ تجھ کو اپنے شیوخ سے حاصل ہوا ہے تجھ کو دے دیا اور مرید کہے کہ میں نے قبول کیا اس کے بعد کسی ایسے تنگ و تاریک تجربے میں رہنے کی تعلیم دے جسکی وسعت عرف لیٹے اور کھڑے ہونیکو کافی ہو اور شور و غل کی اس میں آواز نہ آتی ہو۔ مرید کو چاہئے کہ اس تجربے میں پاک و صاف ہو کر داخل ہو اور چار روز انو اس طرح بیٹھے کہ اس کی بیٹھ میں کوئی کچی نہ ہو اور آنکھیں بند کرے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھے اور انگلیاں کھلی رکھے تاکہ اللہ کے نام کا نقش پیدا ہو جائے اور اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے رگ کیماس (ایک رگ ہے جو بائیں گھٹنے کے اندر ہے اور قلب سے تعلق رکھتی ہے اسکی تحریک و حرارت قلب پر اثر کرتی ہے) کو دبائے اس کے بعد خشوع و خضوع و حضور قلب سے یا حتیٰ یا قیوم الخ پڑھے اس کے بعد محاسبہ اور مجاہدہ کے طریقے سے ذکر میں فکر اور ملاحظہ اور واسطہ کے ساتھ بہت توجہ اور قوت و شدت جہر یہ یا خفیہ سے جس سے اس کو ذوق و انبساط پیدا ہو اور لذت ذکر سے بے خودی ہو مشغول

ہونا چاہئے۔ اور اگر کبھی غیر خدا کا خیال آئے تو دیدارِ شیخ سے اس کا انسداد کرے اور بدستور شغل میں مشغول ہو جائے تاکہ خطرات اور وساوس جو انسانیت کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں دفع ہو جائیں اور قلب کی صفائی اور تزکیہ نفس حاصل ہو جائے تاکہ اس ذکر کا اثر اس کے تمام اعضاء اور رگوں میں ظاہر ہو جائے اور مکاشفات انوار غیبی کا مظہر بنے اور حقائق اشیا اس پر منکشف ہو جائیں اور علمِ راج سے ملاقات اور ذکر حقیقی و شہودِ حق حاصل ہو جائے۔

فائدہ جب ذکر کرنے والا ذکر میں ایسا کمال حاصل کرے کہ اس کی قلبی حرکت کا احساس اس کے دل کی زبان سے ہو سکے تو وہ حرکت قلبی تمام جسم میں پھیل جاتی ہے اور اس کی ابتداء یوں ہوتی ہے کہ پہلے کوئی عضو اسی حرکت کرنے لگتا ہے کہ جو قلب کے لئے مخصوص ہے اور اس کے بعد کبھی کبھی ہاتھ اور کبھی پاؤں کبھی سر بلا تدریک حرکت کرنے لگتے ہیں یہاں تک کہ دنیا اسکو متحرک نظر آنے لگتی ہے ذکر کا نور جب حرکت کرتا ہے۔ تو تمام جسم میں پھیل جاتا ہے اور مقوڑی مدت میں تمام جسم کو گھیر لیتا ہے اور اس ذکر کی وجہ سے اس پر مختلف انکشافات ہوتے ہیں اور عجیب عجیب قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں وہ کبھی روتا ہے کبھی ہنستا ہے اور کبھی متحیر و پریشان ہو جاتا ہے مرید کو چاہئے ایسی حالت میں کسی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ ذکر و فکر میں مشغول رہے اور اگر خدا کی مدد شامل ہوئی تو کبھی اپنے تمام جسم کو ذکر پر پلے گا۔ اور تمام اعضاء قلب کے ہم سر ہو جائیں گے اس ذکر میں ذکر تمام اعضاء کا ذکر سنا ہے۔ ایک فرقہ کا خیال ہے کہ ذکر کی کثرت کی صورت میں ذکر خود اور دوسرے لوگ بھی ذکر کی آواز سننے میں۔ بالکل بے بنیاد اور لا اصل ہے کیونکہ ہر ذکر بھی ذکر کی آواز کو نہیں سن سکتا ہے بلکہ اسی ذکر میں سننے کی طاقت ہے جو سالک ہو اس ذکر کو اصطلاح صوفیہ میں سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

ذکر کا بیان

ابتداءً کتاب سے اس وقت تک متعدد مرتبہ لفظ ذکر استعمال کیا جا چکا ہے لیکن اب تک یہ نہیں بتایا گیا کہ ذکر کیا ہے۔ ذکر اصطلاح صوفیہ میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان خدا کی یاد میں تمام غیر خدا کو بھول جائے اور حضور قلب سے خدا کی نزدیکی اور معیت حاصل کرے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے۔ اَنَا مَعَ عَذْرَى الْخَر

۱۲۔ ذکر کو چاہئے کہ اس غیر اختیاری حرکت پر متوجہ نہ ہو بلکہ اپنے التفات کو قلب ہی کی طرف رکھے ۱۲

۱۳۔ جب میرا بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میرے نام سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں میں اس کیساتھ ہو جاتا ہوں

اور جو مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کا ہم نشین اور جلس ہوں ۱۲

عہ اَنَا مَعَ عَبْدِي اِذَا دُكِرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَاةً وَاَنَا جَلِيسٌ مِّنْ دُكْرَنِي۔

اور بحکم سَبَّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا پوری توجہ سے یا وِہی میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے نفس سے بالکل بیخبر ہو جائے اور الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اَلْحَمْدَ کے زمرہ میں داخل ہو جائے اور ذکر اسکی زندگی ہو جائے جاننا چاہئے کہ ذکر کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن مقصود ذکر سے مطلوب کا حاصل ہو جانا ہے توجہ عمل سے یہ فائدہ حاصل ہو جائے سو ہی ذکر کہا جاسکتا ہے خواہ وہ نماز روزہ ہو یا درود شریف اور دعائیں ہوں لیکن یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ذکر اپنے کو مٹانہ دے طالبِ خدا اس کے ذکر میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے کو اور تمام غیر اللہ کو بھول جائے جب طالب اس درجہ تک پہنچ جائے گا۔ تو اخلاقِ حسنہ یعنی زہد، توکل، گوشہ نشینی، قناعت، صبر، تسلیم و رضا خود بخود حاصل ہو جائیں گے، اور اس پر انوارِ الہیہ کی اس قدر تجلیاں ہوں گی کہ اس کے حواسِ خمسہ مغلوب اور مستور ہو جائیں گے۔ اور ذکر و ذکر دونوں فنا ہو جائیں گے اور صرف مذکور یعنی اللہ ہی رہ جائیگا شَہِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ چونکہ حدیث میں اَفْضَلُ اَلَّذِیْ کَرِهَ اِلَّا اِلٰهَ اللّٰہِ آیا ہے اس واسطے اکثر مشائخ بھی اسی ذکر کی تعلیم دیتے ہیں اب ہم ذکر کے چند مراتب لکھتے ہیں

مراتب ذکر کے بیان میں

ذکر کی چار قسمیں ہیں اول ناسوتی جیسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ دوسرے ملکوتی جیسے اِلَّا اللّٰہُ تیسرے جبروتی جیسے اللّٰہُ چوتھے لاہوتی جیسے هُوَ هُوَ اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ زبان کے ذکر کو ناسوتی اور دل کے ذکر کو ملکوتی اور روح کے ذکر کو جبروتی اور ذکر سر کو لاہوتی اور ذکر زبان کو جسمی اور فکر کے ذکر کو نفسی اور مراقبہ کو ذکر دلی اور مشاہدے کو ذکر روحی اور معائنہ کو ذکر سری کہتے ہیں۔

فائدہ۔ ذکر چاہئے کہ اس ذکر میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے وقت تمام چیزوں کی نفی کر دے اور اِلَّا اللّٰہُ کہتے وقت تمام اعضائے جسم کو قائم کر دے۔

فصل ذکرِ حیرتِ نفی و اثبات اور اسم ذات کے بیان میں مع ان بارہ تسبیحوں کے جو حضرات چشتیہ کی معمول ہیں ان بارہ تسبیحوں کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی بارہ رکعتیں چھ سلاموں سے پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورہ اخلاق پڑھے اور نہایت خشوع و خضوع سے تین یا پانچ یا سات بار

اے خدا کی صبح و شام تسبیح کرو ۱۲۰ جو خدا کو اٹھنے بیٹھنے یاد کرتے ہیں ۱۰۰ خدا نے گواہی دی ہے کہ معبود سوائے اس کے کوئی نہیں ۱۰۰ چونکہ حدیث میں ہے اَفْضَلُ اَلذِّکْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ (سب ذکر میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر افضل ہے)

عَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلَیْ اَجْنُوْبَہُمْ ط

ہاتھ اٹھا کر اللہم طہّر قلّبی ۲۱ پنج پڑھے اور توبہ واستغفار کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللہ الخ اکیس بار پڑھ کر درود الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ۲۲ تین بار عروج و نزول کے طریقے پر پڑھے اور چار زانو بیٹھ جائے اور اپنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے پاس والی انگلی سے رگ کیماس کو مضبوط پکڑے اور اپنے دونوں ہاتھ زانو پر رکھ دے اور قبلہ رو ہو جائے اور اَللّٰہ کہتے وقت کلمہ شہادت کی انگلی اٹھاوے اور اَللّٰہ کہتے وقت انگلی رکھ دے اور اپنے کو ساکن و مطمئن رکھے اور خلوص نیت اور خوش الحانی سے اَعُوذ اور بِسْمِ اللّٰہ کہ کر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہ تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے اور اس کے بعد سر کو اتنا جھکائے کہ پیشانی بائیں گھٹنے سے بالکل قریب ہو جائے اور وہاں پہنچنے کے بعد لا الہ کہتا ہوا سر کو اپنے گھٹنے کے قریب لائے اور تین ضربیں ایک ہی سانس میں لگائے اور سر کو پیٹھ کی طرف یہ خیال کر کے جھکائے کہ میں نے ماسوائے اللہ کو پس پشت ڈال دیا اور سانس توڑ کر اَللّٰہ کی ضرب پوری طاقت سے دل پر لگائے اور خیال کرے کہ میرا دل خدا کے عشق و محبت سے لبریز ہو گیا اور موقع نفی میں آنکھیں کھلی اور موقع اثبات میں بند رکھنا چاہئیں اسی طرح دوسو بار کہے اور اسکو جیہا ضربی کہتے ہیں اور ہر دس کے بعد مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہ کہے لیکن مبتدی کو اَللّٰہ کہتے وقت لا معبود اور متوسط کو لا مَقْصُوْدٌ یا لا مطلوب اور کامل کو لا مَوْجُوْد اور ہمہ اوست کا تصور کرنا چاہئے اسکے بعد حقوڑی دیر مراقب خیال کرے کہ فیوض الہیہ مومن کے قلب میں ہر وقت حاصل ہوتے رہتے ہیں چاہنا چاہئے کہ بائیں گھٹنے میں شیطانی خطرہ اور اپنے میں نفسانی خطرہ اور اپنے شانے میں ملکی خطرہ اور دل میں رحمانی خطرہ ہے پس بائیں گھٹنے پر لا الہ سے خطرہ رحمانی کا اثبات کرے اور مرید کے غیر عربی ہونے کی صورت میں اس کو اذکار و ادعیہ اس زبان میں تعلیم دینا چاہئے جسکو وہ سمجھ سکتا ہو۔

نفی و اثبات کا دوسرا طریقہ

ہر خطرہ اور ہر خیال کے علیحدہ علیحدہ نفی کرنے سے ایک گونہ باطنی تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے اس واسطے

مرشد کو نفی قلی تعلیم دینا چاہئے تاکہ خطرات کی بالکلیہ نفی ہو جائے چنانچہ متاخرین اسی پر عمل پیرا ہیں کہ لا الہ میں لا کو پوری طاقت سے کھینچ کر اور لفظ اللہ کو داہنے بازو تک لیجا کر سر کو بیٹھ کی طرف تھوڑا سا جھکا کر یہ خیال کر کے کہ میں نے غیر سے اپنے دل کو پاک کر کے اس کو پس پشت ڈال دیا اور پھر لا اللہ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اور ملاحظیات ذکر نفی و اثبات میں پہلے بیان کیے گئے ہیں وہی بیباں بھی ملحوظ رکھے اور ذکر خداوندی کے سوا اور تمام ذکروں (ذکر جلس یا بغیر جلس ذکر جارب ذکر ارہ) میں چار زانو بیٹھتے ہیں اور ان ذکروں کے علاوہ اور ذکروں میں دو زانو بیٹھنا اولیٰ ہے۔

اثبات مجرّد کے ذکر کا طریقہ

ذاکر کو چاہئے اپنی کمر سیدھی کر کے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر دو زانو بیٹھے اور اپنے سر کو داہنے شانے کی طرف لے جا کر لا الہ اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور لا الہ کہتے وقت لا موجود و لیس مَعہ غیری کا تصور کرے اسی طرح چار سو بار متواتر ضربیں لگائے پھر مثل سابق ایک بار کلمات اور تین بار کلمہ طیبہ پڑھ کر تھوڑی دیر مراقبہ کرے اس ضرب کا اصطلاح صوفیہ میں ایک اضری کہتے ہیں،

اسم ذات کے ذکر کا طریقہ

اس کے بعد قل اللہ تھم ذکر ہم کے مطابق اس طرح ذکر کرے کہ پہلے حرف لفظ اللہ کی راہ کو پیش اور اس کے بعد لفظ اللہ کی راہ کو جزم دے پھر دونوں آنکھیں بند کر کے سر داہنے شانے کی طرف لے جا کر اسمائے صفات اثبات کا یقین کرے اور پہلے لفظ اللہ کی ضرب لطیفہ روح پر لگائے دوسری لفظ اللہ کی ضرب فضائے دل پر لگائے اور اس ذکر کو جسے اصطلاح میں ذکر اسم ذات نامہ ضربی کہتے ہیں چھ سو بار کرے مگر نو دفعہ اللہ اللہ و در سو بی مرتبہ اللہ حاضر علی اللہ ناظر علی اللہ معی میں سے کوئی اللہ کہے مگر اس طرح کہ پہلے دن کے بعد اللہ حاضر علی اور دوسری میں اللہ ناظر علی اور تیسری کے بعد اللہ معی اور پھر ہر دس کے بعد اللہ حاضر علی الہ عروج و

۱۷ میرے سوا خدا کے پاس کوئی نہیں ہے ۱۸ اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم ہے ۱۹ جو داہنے پستان کے نیچے ہے ۲۰ اللہ میرے پاس ہے اللہ مجھ کو دیکھتا ہے اللہ میرے ساتھ ہے ۲۱ اللہ ناظر علی اللہ معی

نزول کے طریقہ پر پڑھے لیکن یہ ضروری ہے کہ اس ذکر کے معنی سمجھنا جائے تاکہ ذکر کا شوق اور اس میں لطف حاصل ہو۔
 اور مستی اور غفلت نہ پیدا ہونے پائے اس کے بعد پھر طریقہ بالا پر گامیہ طیبہ تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار
 پڑھے پھر سر کو دائیں شانے کی طرف جھکا کر لفظ اللہ کی ضرب متواتر قلب پر لگائے اور تین بار کلمہ طیب
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اور ایک ایک دفعہ کلمہ شہادت اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ
 أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ دو استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھے اور مشائخ سلسلہ کی ارواح پر
 حضرت قلب سے ایصالِ ثواب کرے اس کے بعد جتنی دیر چاہے مراقبہ کرے اور جس ذکر میں اس کو لطف
 آئے صبح تک مشغول رہے اور اگر ہو سکے تو نماز فجر کے بعد مرشد کی خدمت میں حاضر ہو ورنہ ذکر و شغل
 و مراقبہ میں مشغول ہو جائے یا اپنے پیر بھائیوں کے ساتھ ذکر جہر یا مراقبہ میں حلقہ کر کے شریک ہو لیکن
 یہ ضروری ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں لفظ اللہ اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں لَا اللہ کا اعادہ بڑی تعدد میں کرے اور ذکر
 کرنے کے بعد آنحضرت علیہ السلام و حضرات طریقت کی ارواح مقدسہ کو ایصالِ ثواب کرے اور فاتحہ پڑھے اور نذر دے۔

نقی اثبات کا اس ذکر کے علاوہ دوسرا طریقہ

بفحوائے اِنَّ فی جَسَدِ آدَمِ اِیْنِ چونکہ دل کو سات لطیف چیزوں سے مناسبت ہے اس وجہ سے نفی
 واثبات کے ذکر کے بھی سات مرتبے تجویز کیے گئے اور ہر درجہ میں نفی واثبات ہے پس ذکر زبانی رجو
 اجسام سے متعلق ہے (ہیں مرید کو اس طرح مشغول ہو جانا چاہئے کہ سوائے ذکر کے اور کچھ نہ رہے اور
 کوئی سانس بغیر ذکر کے نہ لے سکے جب سالک یہ حیثیت پیدا کر لیتا ہے تو عالم مادیت سے تجاوز کر کے
 مرتبہ لطیف پہنچ جاتا ہے مرید کو چاہئے کہ اس ذکر یعنی لا الہ کے ذکر و فکر میں اس درجہ منہمک ہو جائے کہ
 بجز لا الہ کے اثبات کے تمام چیزوں کی نفی ہو جائے اگر سالک کو یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو وہ مرتبہ نفس
 ہے خارج ہو کر دل کے مرتبہ پہنچ جاتا ہے اور چونکہ دل کا ذکر لا الہ ہے اس واسطے اسکو

۱۵۔ کیونکہ ایصالِ ثواب ایک ایسا عمل ہے جس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اس سے تعلق اور محبت پیدا ہو جاتی ہے اس ایصال سے اس کا قلب فیوضاتِ شریعہ کا محیط ہو جائیگا جس سے اپنے مقصود میں کامیابی کی زائد توقع ہے ۱۲ شہید ۱۲ مراقبہ اصطلاح صوفیہ میں اپنے قلب کو غیر خدا سے صاف و پاک رکھنے اور کسی غیر خدا کا دل میں خیال نہ لانے کو کہتے ہیں اور لغتاً محض گردن جھکا کر بیٹھنے کو کہتے ہیں ۱۲ اگر ذکرِ ذکرِ جہری سے گھر اُجائے تو ذکرِ خفی کرے اور اس میں بھی لطف نہ آئے تو اور ذکر میں مشغول ہو اگر اس سے بھی دل کو لطف نہ آئے تو مراقبہ کرے ۱۲ شہید

عنه الله محاضري الله مناظري الله معي عنه ربي في جسد آدم مضغعة وفي المضغعة قلب وفي القلب قوة وفي القوة روح وفي الروح سر وفي السر نور وفي النور أنا -

۱۲ اللہ کا تصور حضور قلب سے کرنا چاہئے اور اپنی ذات و صفات کو جناب باری کی ذات صفات کے ساتھ اس طرح مربوط کر دے کہ **لا الہ الا اللہ** سے استثناء کی نفی ہو جائے جب سالک یہ مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ تو مرتبہ دل سے متجاوز ہو کر مرتبہ روح پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ روح کا ذکر اسم کا ذکر ہے اس واسطے سالک کو چاہئے کہ اسم ذات کے ذکر میں اس طرح متوجہ ہو جائے کہ الف لام جو اللہ پر داخل ہے باقی نہ رہے اور صرف لفظ ہو رہ جائے اس مرتبہ پر پہنچنے پر سالک سر اپا ذکر ہو جائے گا اور مرتبہ روح سے ترقی کر کے مرتبہ سر پر پہنچ جائے گا۔ اور اس کے بعد اس کو ہو نہو کے ذکر میں اس قدر منہمک ہو جانا چاہئے کہ خود مذکور یعنی (اللہ) ہو جائے اور فنا در فنا کے بھی معنی ہیں اس حالت کے حاصل ہو جانے پر وہ سر اپا نور ہو جائے گا۔ اور مرتبہ بی یسمع و بی بصر یعنی اس کو خدا کے ساتھ ایسا تعلق خاص ہو جاتا ہے کہ وہ خدا ہی کی آنکھ سے دیکھتا اور خدا ہی کے کان سے سنتا ہے حاصل ہو جائے گا۔ پھر وہ مرتبہ جس میں عبودیت و معبودیت کی حقیقت بے نقابانہ آشکارا ہو جاتی ہے یعنی مرتبہ عبودیت **لا الہ الا اللہ** بخوبی ظاہر ہو جائے گا۔ اس کے بعد عبادت میں اس کو کما حقہ مشغول ہونا چاہئے اور حفظ مراتب اور احکام شریعت کی بجا آوری کرے اور مسند ارشاد پر جلوہ گر ہو کر طالبان حق کے لئے راہنما ہو اور ایسی حالت پر اس کی ولایت اور مشیخت مسلم ہو جائے گی۔

فائدہ ۱:- وصال محبوب ہونے میں جس قدر دیر ہوتی ہے اسی قدر آتش شوق میں التہاب و خواہش و صل میں زیادتی ہوتی جاتی ہے اور جو شخص استقلال و مردانگی سے جدوجہد کر لے گا اس کے متعلق خدا کے فضل و کرم سے ظفر مندی و کامیابی کی امید ہے۔

پاس انفاس کا طریقہ

انسان کو ہر سانس پر ہوشیار اور بیدار رہنا چاہئے اور بغیر پاس انفاس کی مدد کے انسان کا قلب کدورتوں اور تاریکیوں سے ہرگز صاف نہیں ہو سکتا ہے اور پاس انفاس اصطلاح صوفیہ اس کو کہتے ہیں کہ سانس لیتے اور

۱۳ ولایت خدا ہی میں فنا ہونے اور اپنی بقا کو خدا کی بقا سے اور اپنے ظہور کو خدا کے ظہور سے حاصل کرنے کو کہتے ہیں ۱۲ عالم ملک اور عالم ملکوت میں خدا کے حکم سے تصرف کرنے اور اختیار پا جانے کو مشیخت کہتے ہیں اور مرتبہ مشیخت مرتبہ ولایت سے بالا ہے ۱۴ شہید ۱۵ پاس انفاس بہت سے طریقوں سے ہوتا ہے بعض لوگ ہر سانس میں اللہ اور بعض ہوا الظاہر ہو الباطن یا حی یا قیوم اور بعض حق حق اور بعض یا ہو اور بعض ہیں ہو کہتے ہیں لیکن مقصد یعنی وصول سب سے حاصل ہوتا ہے ۱۲ شہید ۱۵ یعنی نفی کا تصور اس کے ذہن سے جاتا رہے اور صرف اللہ ہی اللہ رہ جائے اور اسی خیال پر ہر وقت قائم رہے ۱۲ شہید ۱۵

اور سانس باہر کرتے وقت جہر ایا سرا (چپکے سے یا بلند آواز سے) ذکر کرے اور سانس لیتے وقت اَللّٰہُ کہے صرف سانس سے اور سانس باہر آتے وقت کَا لَمْ کہے، لیکن ذکر ستری میں صرف سانس سے ذکر کرے اور سانس لیتے اور باہر کرتے وقت ناف کو دیکھے اور منہ بالکل بند رکھے اور زبان کو ادنیٰ حرکت بھی نہ دے اور اس قدر پابندی اور استقلال چاہئے کہ سانس خود بخود بلا ارادہ ذکر کرنے لگے۔

دوسرا طریقہ سانس باہر کرتے وقت لفظ اللہ کو سانس میں لائے اور سانس لیتے وقت ھو کو اندر لائے اور تصور کرے کہ ظاہر و باطن ہر جگہ اللہ ہی کا ظہور ہے اور ذکر کی اس قدر غیر معمولی زیادتی کرے کہ سانس ذکر کی عادی ہو جائے اور حالت بیداری و غفلت میں ذکر رہے اور پاس انفاس سے پہرہ ور ہو اور ماسوائے اللہ سے قلب بالکل صاف ہو جائے چونکہ یہ ذکر قلب کو بالکل صاف اور کمزورتوں سے پاک کر کے انوار الہی کا مضبوط بنادیتا ہے اسوجہ سے اسکو اصطلاح صوفیہ میں جاروب قلب کہتے ہیں۔

فائدہ :- اگر ذکر بالکل خالی الذہن اور سادہ دل ہو اور لذت ذکر سے بالکل نا آشنا ہو تو مرشد کو چاہئے کہ اس کو اپنے سامنے مودب اور دوزانو بٹھا کر آنکھیں بند کرنے اور سر جھکا کر کمر ٹھیکھی کرنے اور سینہ کو مقابل کرنے کو کہے اس کے بعد مرید کی سانس کے ساتھ سانس لے اور جب وہ سانس باہر نکالے تو یہ بھی نکالے اس عمل سے تھوڑی دیر کے بعد خود بخود مرید لرزے لگے گا۔ یا بتیابانہ نعرہ لگائے گا اور جو ذکر کہ مرشد کے ذہن میں ہوگا بے اختیاری سے کرنے لگے گا۔

مرید غیبی کا دوسرا علاج

اگر مرید غیبی ہو اور اس کا قلب کسی ذکر سے متاثر نہ ہوتا ہو تو مرشد کو چاہئے کہ اس کو اس کے اسمِ مربی کے ذکر کی تعلیم دے اور اس کے اسمِ مربی کے دریافت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خلوت میں اس کو اپنے سامنے بٹھائے اور خدا کے ناموں میں سے کسی نام کو اپنے ذہن میں لے اور اس کی ضرب مرید کے قلب پر چند بار لگائے اگر یہ اسم اثر نہ کرے تو اسی طرح دوسرے اسم کی ضرب لگائے اور جب تک اسم اثر نہ کرے اسم برابر بدلتا رہے۔ اور جو اسم اثر کرے اسی کو اس کا اسمِ مربی تصور کرنا چاہئے اور اس کا اسمِ اعظم بھی رہی ہے اور مرشد کو چاہئے کہ اسم کے ذکر کو سہ ضربی یا چہار ضربی کے طریقہ پر انجام کرے تاکہ وہ اس کی پابندی

۱۵ تاثیر کی صورت یہ ہے کہ اس کے قلب میں دریا لرزہ پیدا ہو جائے یا تمام جسم میں لرزہ پیدا ہو جائے اور اس قدر غلبہ کرے کہ اس سے ضبط نہ ہو سکے ۱۲ شبہد

کر سکے انشاء اللہ تعالیٰ یہ ذکر اسکو فائدہ بخش ثابت ہوگا اور وہ نور الہی سے منور ہو جائے گا

اسم ذات کے زبانی ذکر کا بیان

ہر طالب کو چاہئے کہ پاس انفاس کے باوجود اسم ذات کا ورد ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ روز کر لیا کرے یہ مرتبہ انتہائی مرتبہ ہے، اگر اس پر قدرت نہ ہو تو چوبیس ہزار بار ورد کرے اس میں حکمت یہ ہے کہ آدمی دن میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے ہر سانس میں ایک ذکر ہو جائے گا۔ والذاکرین اللہ کشیر والذاکرات وہ مرد اور عورتیں جو خدا کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں، کے زمرے میں داخل ہو جائے گا اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم سے کم بارہ ہزار بار ضرور پڑھ لیا کرے کہ یہ ادنیٰ مرتبہ ہے، اس ذکر میں ذکر زبانی یقیناً ذکر قلبی کا وسیلہ ثابت ہو جائے گا۔

اور جب زبان و قلب دونوں ذکر کرنے لگیں گے تو ذکر کی ترکیب کمال ہوگی یہ ترتیب تمام سلسلوں میں ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ میں صرف ذکر قلبی پر انحصار کرتے ہیں اور مبتدیوں کو اسی ذکر سے شروع کراتے ہیں۔

اسم ذات مع الضرب کا طریقہ

اسم ذات کے ذکر کی چار صورتیں ہیں ایک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی، چہار ضربی، یک ضربی کا طریقہ یہ نکھیں بند کر کے داہنے شانے کی طرف سر کو لیجا کر پوری قوت سے لفظ اللہ کی دل پر ضرب لگانا دو ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب روح پر لگائے اور دوسری دل پر اور سہ ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے۔ دوسری بائیں گھٹنے پر تیسری دل پر چہار ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے اور دوسری بائیں گھٹنے پر اور تیسری روح پر چوتھی دل پر۔

دوسرا طریقہ

خواہ بیٹھ کر خواہ رو بہ قبلہ ہو کر یک ضربی سے ہفت ضربی تک کریں یک ضربی اور دو ضربی تو طریقہ بالا پر لیکن سہ ضربی اس طرح کہ اول ضرب بائیں طرف دوسری داہنی طرف اور تیسری دل پر لگائے اور چہار ضربی میں داہنے بائیں اور سامنے دل پر بالترتیب لگائے اور پنج ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور دل پر لگائے اور شش ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور اوپر آسمان کی طرف اور دل پر

۱۰ بعضوں کے نزدیک مرید کو کم از کم چھ ہزار بار اسم کا ورد کر لینا چاہئے ۱۲ شہید :

بالترتیب لگائے اور سہفت ضربی میں داینے بائیں آگے پیچھے نیچے اوپر اور دل پر بالترتیب لگائے۔ اور ضرب میں فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَوُجْہُ اللّٰہِ جَد ہر منہ پھیرو اور ہر ہی خدا ہے۔ کا تصور کرے اور مستغرق ہو جائے اس ذکر سے ذکر ہی خوب لذت آشنا ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا اگر آیت مذکورہ کے تصور کے ساتھ یہ ذکر پوری توجہ اور مکمل طریقہ سے کیا جائے تو استغراق اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور ہر شے سے ذکر کی آواز سنائی دینے لگتی ہے اور اِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یَسْبِیْحُ بِحَمْدِہٖ - کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں جو خدا کی حمد کی تسبیح نہ کرتی ہو، کی کامل تصدیق ہو جاتی ہے۔

چہار ضربی کا دوسرا طریقہ

قرآن شریف یا کسی بزرگ کی قبر کو سامنے کر کے رو بہ قبلہ بیٹھے اور پہلے داینی طرف اور پھر بائیں طرف اور پھر قرآن شریف یا قبر پر اور پھر قلب پر ضرب لگائے اس ذکر سے معانی قرآنیہ کا انکشاف اور کشف القبور حاصل ہو جائے گا۔

اسم ذات قلندری کا طریقہ

اگر سالک مقام ہویت پر پہنچنا چاہتا ہے تو اس ذکر کی ہمیشگی کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے اور چار زانو بیٹھ کر دونوں گھٹنوں کے بیچ میں سر کر کے ناف پر اسد کی ضرب لگا کر سر کو بلند کرے اور گھٹنوں کو محکم پکڑے اور دل پر ہو کی ضرب لگائے اور گراں اسی طرح ذکر میں مشغول رہے گا تو خدا کے بہتر اوصاف اس میں پیدا ہو جائیں گے یہ ذکر اکثر مشائخ کا دستور العمل رہا ہے۔

ذکر جاروب کا طریقہ

بائیں گھٹنے سے کا الہ شروع کرے اور سر کو داہنے گھٹنے پر لا کر داہنے شانے کی طرف لیجائے اور تھوڑا سا سر کی طرف جھکا کر اَللّٰہ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اس ذکر میں دوزانو بیٹھنا چاہئے۔

ذکر خدادی کا طریقہ

طریقہ بالا پر سانس کو زور سے کھینچ کر اَللّٰہ کا دوزانو داہنے شانے تک پہنچا کر دونوں گھٹنوں سے

۱۔ اس انکشاف سے اس پر قرآن کے معانی بالکل ظاہر ہو جائیں گے جس سے اس کے ایمان میں اور زائد تقویت حاصل ہو جائے گی ۱۲ شہید

کھڑا ہو جائے اور ہاتھ بلند کر کے پوری قوت سے لا الہ الا اللہ کی غرب دل پر گائے اور بیٹھ جائے اور جس طرح لوہار کے ہاتھوں کی حرکت ہتھوڑا اٹھاتے وقت ہوتی ہے اس طرح ہاتھوں کی حرکت دے۔ تاکہ لطف حاصل ہو شیخ جلال تھانی سیری کے متعلق امام ابو الحفص سے مذکور ہے کہ وہ فرماتے تھے میرے شیخ نے پسند یہ ذکر مجھ کو تعلیم فرمایا ہے دیکھا گیا ہے کہ یہ ذکر انسانی طاقت سے باہر ہے لیکن خدا کے فضل سے یہ آسان ہو جاتا ہے۔

ذکر آراء کا طریقہ

سانس کو الٹا کر کے پوری طاقت سے لا الہ الا اللہ کا ورد راہنے کا ندھے تک پہنچائے اور سر کو پیچھ کی طرف تھوڑا جھکا کر دل پر لا الہ الا اللہ کی ضرب لگائے۔

ذکر آراء کا دوسرا طریقہ

پہلے آنکھیں بند کرے اور زبان کو تالو سے ملا کر الٹی سانس میں پوری طاقت سے لفظ اللہ کو ناف سے کھینچ کر راہنے شانے تک پہنچائے اور ہو کی ضرب دل پر اس طرح لگائے جس طرح بڑھی لکڑی پر آراء کھینچتا ہے۔ اور برابر سانس کو زور سے جاری رکھے اور صفات سے اجہات کا تصور کرے اور خیال کرے کہ میں دل پر آراء کھینچ رہا ہوں۔ اور خیال کرے کہ جس طرح لکڑی کا تے وقت اس سے برادہ نکلتا ہے اس طرح میرے قلب سے نور کے ذرات نکل رہے ہیں اور بدن میں پھیل رہے ہیں اور جسم سے نکل کر تمام عالم کو گھیر کر میرے اور تمام عالم کے وجود کو مستور کر رہے ہیں۔ اس ذکر میں اتنا مشغول ہونا چاہئے کہ محویت کل اور مشابہ تمام حاصل ہو جائے اور ذکر ہی اس ذکر کے لطف سے خوب واقف ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا ہے فائدہ :- اذکار جبر یہ میں غذا کو استفادہ نہ کرنا چاہئے کہ ضعف اور لاغری لاحق ہو جائے بلکہ صرف چوتھائی

معدہ کو خالی رکھنا چاہئے اور کھانے میں روغنیات اور مغزیات کا استعمال کرنا چاہئے تاکہ دماغ کو خشکی اور پیوست کی تکلیف نہ ہو اور راہ سلوک میں سب سے زائد مقدم اور ضروری یہ ہے کہ شیخ سے محبت و اعتقاد کے ساتھ ربط قلبی رکھے ان سب ذکروں سے ذکر دوانی مراد ہے یعنی مرید اپنے کو ہمیشہ ذاکر رکھے

۱۲ غالباً اسی منہبت سے یہ ذکر ذکرِ جدادی کہلاتا ہے ۱۲ شبیرؒ غالباً اسی مناسبت سے اس ذکر کو حضرات صوفیہ ذکر آراء کہتے ہیں ۱۲

شبیرؒ باری تعالیٰ کے صفات و جہاتِ علم قدرت حیات سمع بصر ارادہ تکوین کلام ہیں۔ ۱۲ مولانا صبغت اللہ شبیرؒ :-

اور دنیا کے کاروبار سے قطع تعلق رکھے اور اظہار اور دکھاوے سے نفرت رکھے تاکہ یہ ذکر اس کی روح اور دل کو تازگی بخشنے اور اس کا مونس رہے۔

شعر
کارکن کار بگذرا ز گفتار : کا ندریں رہ کار دار دکار

دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان میں

دل میں دوسو راج ہیں ایک نیچے کی طرف جس کا تعلق روح سے ہے دوسرا بالائی جو جسم سے متصل ہے جب ذکر جہر میں ذکر آمد و شد تحت و فوق سے مشغول ہو جاتا ہے تو بالائی دروازہ کھل جاتا ہے لیکن نیچے کا دروازہ صرف ذکر خفی (یعنی جس دم ایسی سے کھلتا ہے اور از کار کا اصل الاصول جس دم ہے۔ حضرات چشتیہ و قادریہ نے اس کو از کار میں شرط کیا ہے، حضرات نقشبندیہ اس کو شرط تو نہیں کرتے ہیں۔ لیکن اس کی اولویت سے ان کو بھی انکار نہیں ہے منجملہ اس کے فوائد کثیرہ کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ باطنی حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور اندرونی چربی اور رطوبت فاضلہ کی تحلیل ہو جاتی ہے اور وہ رگیں جو قلب سے متعلق ہیں بہت چربی دار ہیں اور چربی ہی کے ذریعہ سے شیطان دل میں وسوسہ ڈالتا ہے جس وقت دم رک جاتا ہے تو اس کی حرارت سے جب چربی پگھلتی ہے تو دل صاف ہو جاتا ہے اور شیطان کی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔

خطرات فاسدہ کا انسداد جس ذکر سے ہو جاتا ہو اس ذکر کا بیان

شیطان کی صورت بالکل اڑ رہی ہے اور اس کا پھن بہت سخت زہریلا اور خار دار ہے جس وقت مرید کوئی گناہ کرتا ہے یا کوئی حرام چیز کھاتا ہے تو اس کی قوت اور زائد ہو جاتی ہے اور پھن کو اپنے دل کے اطراف میں گھماتا ہے جس سے اس کا زہر قلب میں اثر کر جاتا ہے اور تاریکی اور سیاہی پیدا ہو جاتی ہے اور جب مرید گناہوں سے توبہ کر کے پاس انفس میں مشغول ہو جاتا ہے تو شیطان ضعیف ہو جاتا ہے اور قلب میں نورانیت اور صفائی پیدا ہو جاتی ہے۔

فائدہ :- جب کوئی برا خیال دل میں راسخ ہو جائے اور کسی طرح دفع نہ ہوتا ہو تو اس کے دور کرنے کی یہ صورت ہے کہ دم کو ناف سے کھینچ کر قلب میں روکے اور کلمہ لا الہ کو دل سے نکالے اور خیال کرے کہ شیطان جو دل پر اڑ رہا ہے کی طرح بیٹھا ہے لا الہ کی قہچی سے میں نے اس کی دم پکڑ لی اور داہنے شانے تک لائے پھر لا الہ کی قلب پر ضرب لگائے اور خیال کرے کہ یہ ضرب شیطان کے سر پر پڑی

اور اس کا سر پاش پاش ہو گیا۔ اور وہ دل سے باہر ہو گیا اسی طرح متواتر ضربیں لگائے اگر خدا نے چاہا۔ تو بہت جلد یہ خیالات فاسدہ دفع ہو جائیں گے اور شیطان ہلاک ہو گا۔ اور دل نور ذکر سے منور ہو جائے گا۔ اس ذکر میں ملاحظہ اور حبس دم ضروری ہے اور بے حبس دم کیے بھی یہ ذکر مفید ہو گا مگر کرنا شرط ہے

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

اس ذکر کو بعض لوگ شغل نفی و اثبات کہتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے لگا کر دم کو ناف سے کھینچے اور دل میں ٹھہرا دے اور کلمہ **اَللّٰہُ کُوْبًا** سے شروع کرے اپنے زانو پر لا کر شانے تک دورہ کو ختم کر کے **اَللّٰہُ** کی پوری طاقت سے دل پر ضرب لگائے پہلے دن میں دس سانسیں کھینچے اور ہر سانس میں یہ تین مرتبہ کرے اس کے بعد روز بروز درجہ ایک ایک دم زائد کرتا رہے اور **اَللّٰہُ تَوَدَّ وَحْدَہُ** اور طاق کو دوست رکھتا ہے، کا لحاظ رکھے تاکہ اندرونی حرارت پیدا ہو اور چربی گھلے اور خطرات شیطانی دفع ہوں اور اس کو شکست ہو۔ اور جب دم کشی کی عادت ہو جائے گی تو دل پر محویت کی کیفیت ظاہر ہونے لگے گی اور تمام جسم میں حرارت جاری ہو جائے گی اور ہر عضو خود بخود ذکر ہو جائے گا۔ اور عشق الہی کی آگ دل میں روشن ہو جائے گی مگر خطرہ کی مدافعت اور کشش دم کے واسطے یہ ضروری ہے کہ معدہ غذا سے خالی ہو۔ اور ابتدا میں اس کی بہت ضرورت ہے۔

فائدہ :- حبس دم میں ٹھنڈی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے مثلاً ٹھنڈی ہوا ٹھنڈے پانی وغیرہ سے بچنا چاہئے کیونکہ خوف ہے کہ یہ ٹھنڈک دل کی گرمی کو ٹھنڈا نہ کر دے اور مرض اور بیماری کے خوف سے گرم چیزوں سے بھی پرہیز کرنا چاہئے اور نہ اس قدر سیر ہو کر کھائے کہ مضمل ہو جائے اور نہ اس قدر کم کھائے کہ ضعیف ہو جائے۔

نفی و اثبات کے حبس کا دوسرا طریقہ

چاہئے کہ تنہائی میں چار زانو بیٹھ کر آنکھیں بند کر لے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے

سے اس میں بھید یہ ہے کہ ناف جو انسان کے وسط میں ہے اسی طرح نفس کا مقام ہے جس طرح مضنہ صنوبری دل کا پس جب وہاں یہ نفی شروع کی جائے گی اور دماغ تک پہنچائی جائے گی توجہ چیزیں بیچ میں واقع ہوں گی مناسبتوں کی اور حجاب ان سے اٹھ جائے گا شہید

پاس کی انگلی سے رگ کیماس کو مضبوط پکڑے اور ہاتھوں کو زانوؤں پر رکھے پھر دم کو ناف سے کھینچ کر دل کی طرف لاکرام الدماغ میں پھیرائے اور بغیر زبان کو حرکت دئے ہوئے غور و فکر کے ساتھ لفظ لا کو ناف سے کھینچ کر روح کی طرف لاکر لفظ لا کو دماغ تک پہنچا کر باہر لائے اور دل پر لا لا اللہ کی ضرب لگائے اسی طرح ایک سانس میں پانچ یا سات مرتبہ کہے پھر آہستہ سے سانس باہر کرے اور ہر بار باہر کرتے وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد خدا کے رسول ہیں خدا ان پر صلوٰۃ و سلام بھیجے کا تصور کرے اور آنکھیں کھول کر لا عجوب الا اللہ رکونی سوا خدا کے پیارا نہیں ہے کا تصور کرے اور سانس لیتے وقت آنکھیں بند کر لے اور لا موجود الا اللہ رکونی موجود حقیقی سوائے خدا کے نہیں ہے کا تصور کرے اور آہستگی سے سانس روکے اور اسی طرح ہر دن دس سانس لے اور ہر روز ایک ایک بار زائد کرتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ ایک سانس سے ایک سو اکیس مرتبہ ذکر کر سکے اس وقت دروازہ قلب کا کھل جائے گا۔ اور نور مشاہدہ سے قلب منور ہو جائے گا۔

شغل سہ پایہ دورہ ہشتیہ کا طریقہ

شغل سہ پایہ یہ ہے۔ اللہ سَمِیعُ اللہ بَصِیرُ اللہ عَلِیمُ (خدا دانا اور بینا اور سننے والا ہے) کا ذکر کرے اس ذکر کو اکثر حضرات مشائخ نے کیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ جائے اور سُلْطَا ناً نَصِیراً (مددگار اور محمود شہنشاہ) کا تصور کرے۔ اور سانس کو روک کر اور ناف سے بیکرام الدماغ تک پہنچائے جب سانس ام الدماغ میں پہنچے تو اللہ سَمِیعُ اللہ سَمِیعُ (اللہ سنتا ہے) کہے اور بی یسمع (میرے ہی ذریعہ - سنتا ہے) کا تصور کرے پھر ناف پر اللہ عَلِیمُ (خدا دانا ہے) کہے اور بی یَنطِقُ (میرے ہی ذریعہ سے بولتا ہے) کا تصور کرے پھر شروع کرے اور ام الدماغ میں اللہ عَلِیمُ اور ناف پر اللہ سَمِیعُ عروج و نزول کے طریقہ پر کہے یہاں تک کہ ایک سانس میں ایک سو ایک بار شغل سہ پایہ کرنے لگے تو جمال الہی سے فیضیاب ہو جائے گا اور چونکہ اس شغل میں آٹھ چیزوں کا تصور شرط ہے اس واسطے اصحاب شطاریہ اس کو ہشت رکنی بھی کہتے ہیں۔ شعر

برزخ و ذات و صفات و شد و مد و تحت و فوق فی نماید طالبان و کل نفس ذوق و شوق

اس شغل میں جو احوال منکشف ہوتے ہیں ان کو بیان کرنا بے ادبی ہے لیکن اس میں تین احوال

۱۔ صفات سے مراد صفات اجبات ہیں جن کو ہم ادب پر بیان کر چکے ہیں اور برزخ سے واسطہ مرشد اور ذات سے اسم ذات مراد ہے ۲۔ شہید

ذاتی ہیں۔ اول قرب نوافل، دوسرے قرب فرائض تیسرے نہ قرب نوافل اور نہ قرب فرائض بلکہ سالک کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعین عین ذات باری کا تعین ہے۔

فائدہ :- قرب کی دو قسمیں ہیں قرب نوافل اور قرب فرائض۔ قرب نوافل اس کو کہتے ہیں کہ سالک سے انسانی صفتیں زائل ہو جائیں اور خدائی اوصاف حاصل ہو جائیں جیسے قم باذن اللہ کہہ کر کسی مردے کو زندہ کر دینا اور پھر اس کو ملاک کر ڈالنا اور بہت دور کی بات سن لینا یا دور کی چیز کا معائنہ کر لینا اور قرب فرائض اس کو کہتے ہیں کہ انسان تمام موجودہ چیزوں کے ادراک سے فنا ہو جائے اور اس کی نظر میں سوائے وجود الہی کے کچھ باقی نہ رہے اور فنا فی اللہ کا یہی مطلب ہے اور یہ قرب فرائض کا ثمرہ ہے۔

شغل سلطاناً نصیراً کا طریقہ

خواجہ معین الدینؒ سے روایت ہے کہ اس شغل کے فوائد بہت ہیں خصوصاً خطرات کے انسداد میں عجیب و غریب تاثیر رکھتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ صبح شام کو رو بہ قبلہ دو زانو بیٹھے اور اطمینان خاطر سے دونوں آنکھیں یا ایک آنکھ بند کر کے دوسری آنکھ سے ناک کے نتھنے پر نظر ڈالے اور بغیر پلک جھپکائے جس طرح چراغ یا ستارہ کی روشنی کو دیکھتا ہے غیر معین نور کا تصور کرے اور استغراق اس پائے کا کہ وہ محو ہو جائے ابتدا میں تو آنکھوں میں ضرور تکلیف ہوگی اور پانی بہے گا۔ لیکن چند دن کے بعد جب عادت پڑ جائے گی تو یہ تکلیف جاتی رہے گی اور اس کو اپنی صورت جس طرح آئینہ میں نظر آتی ہے نظر آنے لگے گی اور نور الہی سے منور ہو جائے گی۔ اور بطف و مذاق اس کی حیثیت کے مطابق ہو جائے گا۔

شغل سلطاناً محموداً کا طریقہ

جس طرح سلطان نصیر کے ذکر میں نتھنوں پر نظر رکھتے ہیں اسی طرح اس شغل میں دونوں بھوؤں کے بیچ میں نظر رکھتے ہیں اس شغل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذکر کو اپنا سر نظر آنے لگتا ہے اور جب سر نظر آنے لگتا ہے تو عالم بالا کے حالات سے مطلع ہو جاتا ہے

شغل سلطان الاذکار کا طریقہ

سالک کو چاہئے کہ تنگ و تاریک حجرے میں جس میں شور و غل کی آواز نہ آتی ہو داخل ہو کر درود و

استغفار اور اعوذ بسم اللہ پڑھ کے اللہ اعطینی نوراً الخ اللہ مجھ کو نور دے اور میرے واسطے نور کر دے اور میرا نور بڑھا دے اور خود مجھ کو نور کر دے (تین بار حضور قلب اور تصور سے کہے اس کے بعد لیٹ کر یا بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر اپنے بدن کو ہلکا کرے اور مردہ تصور کرے اور از سر تا پا متوجہ اور باہمت ہو جائے اور جب سانس لے تو اللہ کا اور جب سانس باہر نکالے تو لفظ ہو کر تصور کرے اور خیال کرے کہ سانس لینے اور باہر کرنے وقت ہر ہر بال سے لفظ ہو نکل رہا ہے اور اس ذکر میں اس طرح منہمک ہونا چاہئے کہ اپنا خیال بھی جاتا رہے اور ہوالحی القیوم (خدا زندہ اور قائم ہے) کا ہر وقت تصور قائم کرے اس کا نتیجہ چند روز کے بعد یہ ہوگا کہ جسم کا ہر ہر رواں اور ہر ہر بال ذکر ہو جائے گا اور انوار تجلی سے منور ہو جائے گا۔

ذکر سلطان الاذکار کا طریقہ

حواس خمسہ کو روئی یا انگلی سے بند کر کے دم کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر ام الدماغ میں روکے اور وہاں سے دل مدور میں لیجا کر اسم ذات کے ذکر قلبی کے ساتھ قلب صنوبری سے آواز حدیث کے سننے کے ضمن میں اس نقطہ درخشاں کے خیال میں جو دل مدور میں ام الدماغ میں واقع ہے بعضے اس کو لطیفہ اخفی کہتے ہیں شغل رکھے یہاں تک کہ یہ نقطہ اس قدر وسیع اور چوڑا ہو جائے کہ تمام جسم منور ہو جائے اور اس کے بعد عرش سے زمین تک مخفی نور ہی نور دکھائی دے اور اس نور میں حق اور ملائکہ کی صورتیں دکھائی دینے لگیں جب سالک اس طریقہ کو حاصل کر لیتا ہے تو اپنی حقیقت کو وجود عالم میں متصرف خود دیکھنے لگتا ہے اس مقام میں سالک کو اپنی صفات کو صفات باری سمجھنا چاہئے واللہ یزنی من یشاء و خدا جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے

شغل سردی کا طریقہ

طریقہ بالا پر آنکھوں اور کانوں کو انگلیوں سے بند کر لے اور حواس خمسہ کو جمع کر کے خیال کرے کہ دماغ کے اوپر سے پانی گرنے کی آواز آرہی ہے اور اس کے سننے میں پوری سمیت سے مشغول ہو کسی نے کہا ہے۔

۱۱ بلکہ بہتر یہ ہے کہ ذکر کسی حوض میں غوطہ لگا کر اس عمل پر عمل ہو ۱۲ شہید

۱۳ بعض لوگ اس ذکر کو بخسرو سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں ۱۴ شہید ۱۵ حواس خمسہ دیکھنے سننے سو گھنے چکھنے اور چھونے کی قوت کو کہتے ہیں ۱۶

عہ اللہ اعطینی نوراً ۱۷ اذ جعل لی نوراً ۱۸ اعظم لی نوراً ۱۹ اذ جعل لی نوراً ۲۰

شغل کی برکت سے معین الدین چشتیؒ کو باطنی معراج حاصل ہوئی تھی اسی بنا پر کہا جاتا ہے العلم نقطۃ علم ایک نقطہ ہے، اس شغل کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے اور زبان کو تالو سے لگا کر ام الدماغ میں روک کر گردہ ہو سٹو کو سر منی سرخی مائل آفتاب کی طرح خیال کرے کہ یہ تمام جسم کو پھیلا کر حاوی ہو گیا ہے۔ گویا اس کا جسم فنا ہو گیا ہے اور اس کی جگہ پر گردہ ہو کہ بے جہت اور بے کیف ذات کا عین ذات ہے قائم ہو گیا اور اس مرتبہ فنا کا نام رویت تجلی ذات اور لاہوت محمدی ہے۔ اس شغل میں اگر زرد نور دکھائی دے تو نور نفس و ناسوت اگر سرخ دکھائی دے تو نور ملکوت اور اگر سبز نظر آوے تو نور جبروت اور اگر سیاہ نظر آئے تو نور لاہوت ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ صیفاً یشتاہہ خدا کی عنایت ہے جس پر چاہتا ہے کرتا ہے۔

تیسری فصل انوار و مراقبات کے بیانیہ میں جو ذکر اور مراقبہ کی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں

مراقبہ کا طریقہ۔ جب انوار تہریر و سربہ سے سالک منور ہو جاتا ہے۔ اور اس کی رگ و پے میں ذکر ستر کر جاتا ہے اور ایک محویت اور بے خودی پیدا ہو جاتی ہے تب اس کو مراقبات کی تعلیم دیجاتی ہے اور مراقبہ کی چند قسمیں ہیں جن سے طالب کو فائدہ ہو اور جو اسے منزل مقصود تک پہنچائے اس پر عمل کرے اس میں سے چند ہم بیان کرتے ہیں۔

مراقبہ کا طریقہ

دو زانو جس طرح نماز میں نشست ہوتی ہے بیٹھ کر سر کو گھٹنے پر رکھ کر قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کر کے خدا کی درگاہ میں حاضر کرے اور تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور تسمیہ یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے بعد اَللّٰهُمَّ حَاضِرِیْ، اَللّٰهُمَّ نَاظِرِیْ، اَللّٰهُمَّ مَعِیْ۔ کہہ کر مراقب ہو کر اس کے معنی کا تصور کرے اور خیال کرے کہ خدا حاضر و ناظر ہے اور ہمیشہ میرے ساتھ ساتھ ہے اس خیال میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ غیر خدا کا یہاں تک کہ اپنا بھی خیال دل سے نکل جائے اور اگر یہ خیال تھوڑی دیر میں زائل ہو جائے تو یقین کرنا چاہئے کہ مراقبہ نہیں ہے ابتداء میں مراقبہ میں زحمت ہوتی ہے لیکن عادت ہو جانے پر کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ اس سے رجوع مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس

سہ جو چیز مطلوب حقیقی، تک پہنچانوالی ہو اس کے خیال رکھنے کو مراقبہ کہتے ہیں تو مراقبہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مد نظر رکھنے کو کہتے ہیں اور مراقبہ خاص یہ ہے کہ خدا کی ذات میں اس قدر فکر کرے کہ اپنے سے بے فکر اور بے خبر ہو جائے ۲ شہید

مرتبہ تک رسائی تدریجاً ہوتی ہے اس وجہ سے ابتدا میں عاجز ہو کر چھوڑ نہ دینا چاہئے۔
شعر
ہمہ کارے کہ بہت بستہ گردو : اگر خارے بود گلہ ستہ گردو

دوسرا مراقبہ

جن امراض قلبی کی وجہ سے دل غیر خدا کی طرف متوجہ رہتا ہے ان کے اسباب تین ہیں ایک حدیث نفس یعنی بقصد اپنے دل سے جلوت اور خلوت میں باتیں کرنا۔ دوسرے خطرہ جو بلا قصد دل میں پیدا ہو جاتا ہے، تیسرے نظر بغیر یعنی کثیر التعداد چیزوں کی واقفیت ان امراض کا اصلی علاج شغل باطنی ہے۔ لیکن اس کی چند صورتیں ہیں حدیث نفس کی صورت میں اسم ذات اور خطرہ میں اسمائے صفات احبات کا دل میں تصور کرے اور دل کی توجہ مرشد کی طرف رکھے۔

مراقبہ رویت

خدا کی رویت کا تصور کرے اَلَمْ يَعْلَمِ بَانَ اللّٰہِ یَرٰی کیا نہیں جانتا ہے کہ خدا دیکھتا ہے پر غور کرے اور اس پر یہاں تک مواظبت کرے کہ اس صورت کے دیکھنے کا ملکہ پیدا ہو جائے۔
مراقبہ معیت وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ۔ (جہاں کہیں تم ہو خدا تمہارے ساتھ ہے) معنی کے ساتھ تصور کرے اور یقین کرے کہ خلوت و جلوت بیماری صحت غرض ہر حالت میں خدا میرے ساتھ ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے

مراقبہ اقربیت

نَحْنُ اقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ جَلِّ الْوَکِیْدِ (ہم انسان کے رگ گلو سے بھی زیادہ قریب ہیں) پر تصور معنی کے ساتھ غور کرے اور اس خیال میں محو ہو جائے کہ خدا مجھ سے قریب ہے۔
مراقبہ وحدت ہمہ ادست اور ہوا اول و ہوا اخر اس کا وجود ہر جگہ جلوہ فرما ہے اور ابتداء اور انتہا میں وہی ہے زبان سے کہے اور تصور کرے کہ اس کے سوا کوئی نہیں ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے۔
مراقبہ فنا کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانَ الْاٰیۃ۔ (دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں اور بزرگ خدا باقی رہے گا۔) کے معنی کے تصور

۱۲ شہید
عہ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانَ دَیِّقٌ وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط

کے ساتھ خیال کرے کہ تمام چیزیں فنا ہو جائیں گی اور ذات باری جو بے عیب ہے ہمیشہ رہیں گی اور چشم دل سے دیکھے اور اس خیال میں نحو ہو جائے تاکہ اس کے معنی اور بھی منکشف ہو جائیں اور اس کے وجود کو فنا اور علم و عقل کو اضمحلال حاصل ہو۔

دیگر مراقبات بہت ہیں

جیسے اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَمُؤَدَّوْهُ اللّٰہ۔ (جدیر منہ پھیرا دھر ہی خدا ہے) اور كَانَ اللّٰہُ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا (خدا تمہاری حالتوں کا معائنہ فرماتا ہے) اور وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِیْطٌ (خدا ہر چیز کو احاطہ کیے ہوئے ہے) اور فِیْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تَبْصُرُوْنَ (خدا تم میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو۔)

دوسرا مراقبہ

بعض لوگ آنکھ کھول کر آسمان کی طرف یا اپنے سامنے دیکھتے ہیں اور پلک نہ بند ہونے کی کوشش کرتے ہیں اس شغل میں انوار الہیہ متبجی ہوتے ہیں اور ایک پلک سے آگ نکل کر تمام جسم کو گھیر لیتی ہے اور عشق خدا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ مراقبہ سہوا کہلاتا ہے۔ بعض حضرات نظر سہوا پر کر کے مدتوں عالم تحریر میں رہتے ہیں صراقبہ۔ تنگ و نار یک حجرے میں بیٹھ کر آنکھ کھول کر ہوا میں ایک جگہ دیکھے اس سے انوار الہی ظاہر ہوں گے اور وصال حق نصیب ہوگا۔

صراقبہ۔ بعض لوگ خاموش رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ میں موجود نہیں ہوں بلکہ اسی کا وجود ہے اگر پوری توجہ سے اس پر غور کرے گا تو جہاں الحق و نہی الحق الباطل کے مطابق خودی کا خیال دل سے نکل جائے گا۔ اور یہ راستہ بہت قریب کا ہے۔

صراقبہ۔ بعض لوگ ذات باری کو صاف اور روشن پانی کا دریا تصور کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا قطرہ خیال کرتے ہیں اور اس میں مستغرق ہو جاتے ہیں

صراقبہ۔ بعض اس نور مطلق کو نور غیر متناسی کا دریا فرض کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا ایک قطرہ مستہک خیال کرتے ہیں۔

۱۔ ہوا میں سر عظیم یہ ہے کہ مستقیم اور مستدیم ہے اور قول اللہ کافی خلق الرحمن من تفاوت اسی کلام کا ہمسرہ ہے اور ہوا عالم خدا اور عالم صفات ہے کون و مکان یعنی مشرہ ہزار عالم اسی ہوا میں ہیں اور ہوا سے گذر کر سبحان و لا مکان ہے جس کا۔ الرحمن علی العرش العسوی اور تو ہو اکتبا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ ہوا کیا چیز ہے ۱۲ ارشاد الطالبین ۱۵ حتی آگیا اور باطل فنا ہو گیا ۱۲ مولانا صغیت اللہ شہید:

صراحتاً قبہ بعض اس کو ظلمت محض اور اپنے کو تاریکی میں زائل ہو جانے والا سایہ تصور کرتے ہیں غرض یہ مثالیں اس وجہ سے فرض کی جاتی ہیں تاکہ مادی اور کوتاہ عقلمیں اس کو تصور کر سکیں ورنہ ذات مطلق جو بے کیف و بے چوں اور تمام دنیاوی لوازم سے خالی ہے اور اس سے کوئی نسبت بھی نہیں رکھتی ہے۔ ان تمثیلات سے پاک اور بری ہے تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیراً اور ان تمام حیلوں اور طریقوں سے غرض اپنے مبہوم مستحق کو فنا کرنا ہے کیونکہ یہ وجود عین حقیقت کے مشاہدہ سے سالک کو روکتا ہے جس قدر سالک استغراق اور محویت کی زیادتی کی وجہ سے اپنی ذات سے فنا ہو جاتا ہے اسی قدر وہ مال حق نصیب ہوتا ہے۔ غرض سالک کو اپنے افعال و صفات اور وجود کو جناب باری کے صفات افعال اور وجود سمجھنا چاہئے اور اسی میں مستغرق رہے تاکہ اس کی حقیقت اس پر منکشف ہو جائے اور منزل مقصود تک پہنچ جائے۔

فائدہ ۱۰۔ جب مذکورہ بالا اذکار جہر یہ اور سر یہ سے مرید ترقی کر جاتا ہے اور درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے تو اس پر معنوی و حقیقی درجوں کو ذکر روحی اور سری اور ذکر مشاہدہ و معائنہ کہتے ہیں (منکشف ہو جائے تو وہ اس مقام میں غلبہ نور اور خدا کی عظمت سے بیہوش ہو جائے گا۔ بیہوش میں آنے پر سالک کو اپنے کو عاجز اور کم حیثیت سمجھنا چاہئے اور ترقی کا آرزو مند ہونا چاہئے اس کے بعد نور حجابی ظہور فرمائے گا اس نور کا غلبہ اس کے حواس خمسہ کو بیکار اور مضطرب کر دے گا۔ اور باطنی آنکھ کے غلبہ کی وجہ سے اس نور کا ظاہری آنکھ سے دیکھے گا۔ اگر یہ اس کے دل میں ٹھہر جائے گا۔ اور قرار پکڑ لے گا۔ تو اس کا ارادہ اور کام خدا کا ارادہ اور کام ہو جائے گا۔ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ دِكْهُنَا سَنُفَرِّقَنَّ اس کے تمام افعال خدا ہی سے ہوں گے اور تمام چیزوں میں خدا کے وجود کو پائے گا۔

۱۱۔ خدا ان تمام چیزوں سے بالاتر اور پاک ہے ۱۲۔ شہید ۱۳۔ بیہوشی کی درجہ میں ہیں ایک تو بے حس و ادراک ہو جانا اور دوسرے نیند یا نشہ کی کیفیت کا پیدا ہو جانا ۱۴۔ شہید ۱۵۔ جب حضرت موسیٰ کے ایسے حلیل القدر رسول ایک ارنی اتھلی میں بیہوش ہو کر سپاڑ پر گر پڑے تو یہ بیچارہ کس طرح متحیل ہو سکتا ہے اس کا تو بیہوش ہو جانا اور بیہوشی کا زائل ہو جانا یقینی ہے مولانا محمد صبغت اللہ صاحب شہید لکھنوی فرنگی محل ۱۲۔ تمام موجودات کو خدا گھیرے ہوئے ہے یعنی دنیا اسی کے قبضہ

اقتدار میں ہے اور اس کے علم سے کوئی شے باہر نہیں ہے اور تم جہاں کہیں اور جس حالت میں ہو خدا تمہارے ساتھ ہے ۱۶۔ شہید ۱۷۔ اس مقصد کو شیخ المتصوفین حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے اپنے شعر میں بیان کیا ہے۔
برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ۱۸۔ ہر درختے دفتر است معرفت کردار۔ یعنی سبز درختوں کے چہرے چہرے
پتے عقلمند اور سالک کی نظر میں خدا کی جاننے کے ایک ایک دفتر ہیں وہ انہیں پتوں میں خدا کو دیکھتا ہے یہی ہمہ اوست کے معنی ہیں ۱۹۔ شہید

اور اس کی توجہ خدا ہی کی طرف ہوگی یہ مرتبہ قرب نوافل و مقام مشاہدہ کا ہے اور اس کی کوئی حد نہیں ہے اس میں سالک پہنچے ہوئے چیزوں سے بنانے والے یعنی خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جب سالک اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اور اس میں کمال حاصل کر لیتا ہے اس کو مجذوب کہنے لگتے ہیں۔ اور

وَبِنِي يُنْصَحُ وَبِنِي يُنْطَقُ وَبِنِي يُعْطَشُ وَبِنِي يُعْشَى وَبِنِي يُعْقَلُ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا وَلَا أَرَى أُنَيْتُ اللَّهُ فِيهِ شَعْرًا

علم حق در علم صوفی گم نشود : این سخن کے باور مردم شود

اس مرتبہ میں انوار تجلی کبھی اجسام کی طرح سالک پر ظاہر ہوتے ہیں تو اس کو چاہئے کہ ان انوار کو انوار الہی خیال کرے اگر اس حالت پر سالک ٹھہر جاتا ہے تو وہ اس سے بلند مرتبہ میں پہنچ جاتا ہے اور تجلی ذاتی اس کے قلب کو حاصل ہوتی ہے اس تجلی میں اس نور کو بے نظیر و بے مثال دیکھے گا اور خدا کے وجود کو جانے گا۔ اور جناب باری کو بے حجاب دیکھے گا۔ اور اس سے یا اور دوسروں سے جو افعال و اوصاف صادر ہوں گے ان کو جناب باری کے اوصاف و افعال خیال کرے گا۔ جو عالم سے ظاہر ہوتے ہیں یہ مقام قرب فرائض کا ہے اس مرتبہ میں کمال حاصل کر لینے کے بعد سالک مجذوب سالک کہلاتا ہے یعنی صفات باری اور اس کی ہستی کو دنیا کی ہر چیز میں مشاہدہ کرتا ہے مَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا وَرَأَيْتُ اللَّهَ فِيهِ اس مشاہدہ کی کوئی حد نہیں ہے اگر اس مرتبہ سے مزید ترقی حاصل ہو اور تجلی ذات یا تجلی صفات خدا کے فضل سے اس پر ہوں تو اس کو ان تجلیات میں مستغرق ہو جانا چاہئے اس تیسری مرتبہ میں سالک ہمہ تن صانع ہو جائے گا اور کوئی صنعت نہ رہے گی اور اَلَا اِنَّ كُلَّ شَيْءٍ مَّحْبُطٌ كَاِسٍ سے ظہور ہوگا اور مَحْضٌ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ کا اسرار اس پر منکشف ہو جائے گا۔ اور خدا کی ہستی کے سوا اس میں کچھ نہ رہے گا۔ اور فنا ہو جائے گا اور اَلَا اِنَّ كُلَّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ کا اس پر ظہور ہوگا۔ اور حق محض باقی رہ جائے گا۔ اگر اس جگہ اَلَا اِنَّ كُلَّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ کا تصور کرے گا نور روح کو جو خدا کا نور ذاتی ہے۔ بے نقاب دیکھے گا اور رَأَيْتُ رَبِّي بِرَبِّي :

۵۷ حاشیہ صفحہ گزشتہ پر دیکھیے۔ ۵۸ یعنی میرے ہی ذریعہ سے سنتا ہے دیکھتا ہے بولتا ہے پکارتا ہے چلتا ہے اور اوراک کرتا ہے میں کوئی چیز نہیں دیکھتا جس میں خدا کا جلوہ دکھائی دے ۵۹ شہید ۵۸ خدا کا علم اس کے علم میں غائب ہو جاتا ہے یعنی دونوں علم مخلوط ہو جاتے ہیں لیکن اس کہنے کو ہر شخص یقین نہیں کر سکتا ۶۰ شہید ۵۸ میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جس میں خدا کا جلوہ نہ دکھائی دے ۶۱ شہید ۵۸ آگاہ ہو جاؤ کہ تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے سب چیزیں اس کے قبضہ اقتدار میں ہیں ۶۲ شہید ۵۸ جس نے اپنے کو پہچان لیا اس نے اپنے پروردگار کو جان لیا خود انسان خدا کی صفت اور خدا کی قدرت کا ایک کامل نمونہ ہے اس وجہ سے اگر اپنی حالت پر غور کرے گا تو اس پر قدرت و باقی صفحہ ۳۴ پر

اس پر شاہد ہے سالک خدا کو اس کے نور ذات کے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور اپنے کو درمیان میں نہیں پاتا اور اسی کو فنا کہتے ہیں۔

فنا کے مراتب کا بیان

فنا کے چند درجے ہیں اور ہر ایک درجہ کی ایک معین حد ہے جس طرح ذکر جسم، ذکر نفس، ذکر روح، ذکر سر، ذکر کے پانچ درجے ہیں (جن کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے)۔ اسی طرح پر فنا کے بھی پانچ درجے ہیں۔ اول مرتبہ غلبہ ذکر ربانی (جن کو ذکر حبیبی کہتے ہیں اس کے غلبہ کی وجہ سے بڑے اخلاق رجو نفس امارہ کی صفیتیں ہیں) صفات حمیدہ (جن کا شرع نے حکم دیا ہے) میں فنا ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ ذکر فکر ہی کے غلبہ سے (جن کو ذکر نفسی کہتے ہیں) نفسانی خواہشیں اور جو نفس لوامہ کی صفیتیں ہیں وہ امکانی خواہش میں فنا ہو جاتی ہیں تاکہ وہ احکام شرع کی مضبوطی سے پابندی کر سکے اور مکاشفہ اور الہام کا طریقہ رجو نفس ملہم کا مقام ہے منکشف ہو جاوے، تیسرے ذکر قلبی کے غلبہ کی وجہ سے موجودات کے اوصاف و افعال موجود مطلق (یعنی اللہ) کے اوصاف و افعال میں فنا ہوں تاکہ ہر شے میں افعال حق کا جلوہ نظر آئے اور اطمینان قلبی (کہ نفس مطمئنہ کا مقام ہے) حاصل ہو جاوے، چوتھے ذکر روح کے غلبہ میں (جن کو مشاہدہ کہتے ہیں) کثرت خدا کی یکتائی میں فنا ہو جائے۔ یہاں تک کہ سالک کے مشاہدے میں ذات مطلق کے مشاہدہ کے سوا کچھ نہ ہو یہ مرتبہ مشاہدہ کا ہے۔ پانچویں ذکر سری کی زیادتی میں جو لذت اذکار اور معائنہ اور خلق سے نفرت کرنے کو کہتے ہیں۔ خود سالک ذات مطلق میں فنا ہو جانے یہ معائنہ ہے اور رضائے سالک یہی ہے کہ اپنے وجود کو کسی سبب سے اپنے میں نہ پائے پھر کہونکہ اگر پائے گا تو فنا فنا نیت بھی فنا ہو جائے گی اور فنا الفناء کا مصداق بنے گا اس مقام میں علم سالک اور اس کی ذات وغیرہ کچھ باقی نہیں رہتی لیکن صبح اللہ وقت وقت کی طرف اشارہ ہے۔

(بقیہ ص ۳۵) کے اسرار منکشف ہو جائیں گے اور وہ اپنے صانع کو دریافت کر لے گا ۱۲ شہید ۱۵ تمام موجودہ چیزیں مٹ جائیں گی لیکن خدا موجود بھی فنا نہ ہوگا ۱۲ شہید ۱۵ اس وقت بھی دلیبا ہی ہے جب پہلے تھا اور پہلی حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوا ۱۲ شہید ۱۵ میں نے اپنے پروردگار کو اپنے پروردگار سے دیکھا ۱۲ شہید

یعنی نفس جس کے اثر سے انسان بڑے کاموں میں مشغول ہو جائے اور اپنے پروردگار کو بھول جاتا ہے تو مرجاتا ہے اور انسان کوئی ایسی خواہش نہیں کرتا جو ناجائز اور مذموم ہو بلکہ اس کی خواہشیں وہی ہوتی ہیں جو خدا کی خواہشیں ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید

اور مَنِّ رَآنِی فَقَدُ رَآنِی الْحَقُّ کا ظہور ہوتا ہے۔

شعر توریں گم شود کہ توحید ایں بود گم شدن گم کن کہ تفسیر ایں بود

سالك اس مرتبہ میں سیر الی اللہ جو اس کا مقصد ہے اور سیر فی اللہ جس کا اس کو تصور ہے تمام کر کے مقصد اصلی حاصل کر کے تمام موجودات کی علت اپنے ظہور کو جانتا ہے یعنی وجود سالك بالکل فنا ہو جاتا ہے حضرت بایزید بسطامیؒ اسی مقام پر فرماتے ہیں کہ میں جب تک غائب تھا اسے ڈھونڈتا تھا اور اپنے کو پا تا تھا اس وقت تک سال سے جب اپنی تلاش کرتا ہوں تو خدا کو پا تا ہوں اس مرتبہ کی تجلی اگر سالك پر ایک بار بھی پڑ جائے تو ولی کامل ہو جائے مگر یہ مرتبہ بہت کم ظاہر ہوتا ہے بعض حضرات کے نزدیک ایک ہفتہ میں یا دو لمحہ یا ایک دو لمحہ ظاہر ہوتا ہے تین دن یا کم زیادہ اور یہ عارف کی حالت پر مبنی ہے جیسی حالت ہوگی ویسی ہی فنا میں ہوگی ہر شخص اس کو نہیں سمجھ سکتا ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُوْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ حَسْبُ سَالِکٍ کو خدا اس مرتبہ فنا سے بقا دینا چاہتا ہے تو اپنے نور سے باقی رکھتا اس مرتبہ کو جمع الجمع کہتے ہیں اور یہ مقام بڑی حیرت کا ہے اور اسے آخری مقام کہتے ہیں :-

فائدہ - بقا باللہ رجوع الی البدایت کا نام ہے یعنی بدایت میں مبتدی کی نظر مظاہر پر سطحی پڑتی ہے اور یہ مقام باعث بہت بڑی غلطی کا ہوتا ہے اور اپنی بخودی اور تعینات کے فنا ہو جانے کے بعد پھر تعینات کی طرف رجوع کرتا ہے اس وقت سب سے پہلے ذات مطلق پر نظر پڑتی ہے اس کے بعد ذات مطلق کے نور سے تعینات مظاہر کو دیکھتا ہے اگرچہ تعین کے اعتبار سے دونوں مرتبے ایک ہی ہیں لیکن فرق ظاہر ہے تو عارف ہر حالت اور ہر وقت میں خدا کے وجود کا تصور کرتا ہے اور کوئی چیز اس کو خدا کے دیکھنے سے اور خدا کا دیکھنا اور دوسری چیزوں میں دیکھنے سے نہیں روکتا ہے کیونکہ عارف حقیقت انسانی تک جو کہ الوہیت ہے پہنچ گیا جس طرح الوہیت کے واسطے وجوب و امکان برابر ہیں اسی طرح عارف کے لئے حق خلقت حق سے کوئی حاجب نہیں۔ وَہَا سَ اٰیۃٌ شَیْءٌ اِلَّا وَہَا اٰیۃٌ اللّٰہِ فِیْہِ اور اس کو خلق معدوم محض اور خدا موجود مطلق معلوم ہوتا ہے اور خدا کے علم کے ذریعہ سے اپنے کو مطلق قید میں آیا ہوا تصور کرتا ہے اور قیود کی وجہ سے اپنے کو بندہ سمجھتا ہے۔ اور کہہ اٹھنا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ

۱۲ شہید جس نے مجھ کو دیکھا اس نے یقیناً خدا کو دیکھ لیا ہے ۱۲ شہید

۱۲ شہید اپنے وجود کو خدا کے وجود میں فنا کر دے کیونکہ توحید کے معنی یہی ہیں اپنے فنا کو فنا کر دے کیونکہ تفرید یہی ہے ۱۲ شہید

ہو کر لوگوں کو اس تک پہنچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو برزخ البرزخ کہتے ہیں اور اس میں وجوب و امکان مساوی ہیں کسی کو کسی پر غلبہ نہیں صریح الیقین بلتقیان بینہما برزخ لا یدبغیان اس مرتبہ پر پہنچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے۔ اور سلخ لکم مافی السموات و مافی الارض کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ ذی اختیار ہو جاتا ہے اور خدا کی جس تجلی کو چاہتا ہے اپنے اوپر کرتا ہے اور جس صفت کے ساتھ چاہتا ہے متصف ہو کر اس کا اثر ظاہر کر سکتا ہے چونکہ اس میں خدا کے اوصاف پائے جاتے ہیں اور خدا کے اخلاق سے وہ منزہ ہیں اور اس نے جمال سبح علیکم نعمہ ظاہرۃ و باطنۃ کو دیکھا ہے اور نور علی نور ہو گیا اس وجہ سے حال اس کے تابع ہو گیا ہے۔ **قطعہ**

یہی کس ایں درد در درماں نیافت
یہی کس ایں راہ را پایاں نیافت
اے برادر بے نہایت در گہے ست
ہر چہ بروی فی رسی بروی ماست

فائدہ۔ سالک کو ذکر زبانی و دلی میں تنہائی اور جمع میں آواز اور بلا آوازیات دن مشغول رہنا چاہئے تاکہ اپنے کو اور اپنے ذکر کو بالکل بھول جائے اور محو کر دے انشاء اللہ ذکر کے دل پر لا تعداد انوار و اسرار الہی جلوہ فرما ہوں گے اور ان انوار کی روشنی میں جمال کا لطف اور تجلی حق حاصل ہوگی اور اپنے مقصد میں کامیابی ہوگی۔

فائدہ۔ مگر اس جگہ ہوشیار رہنا چاہئے اور مراقبہ کرنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس نور کی طرف متوجہ ہو جائے جو مطلوب نہیں ہے اور لطف اٹھا کر خسارہ اٹھائے اور رشک معشوقیت سے جل جائے اگرچہ خدا کے انوار صرف جلالی نہیں ہیں جمالی بھی ہیں مگر حفظ مراتب ضروری ہے اور اچھے برے میں امتیاز کرنا چاہئے ورنہ کفر اور زندقیت کا ڈر ہے لہذا اچھے برے انوار کے علامات اور آثار جاننا چاہئیں۔

اچھے اور بُرے انوار آثار کی کیفیت

جب سالک کا دل خدا کا ذکر کرنے لگتا ہے اور ذکر تمام اعضاء میں سرایت کر جاتا ہے

۱۲ جو دود یا ایک دوسرے سے ملتے ہیں انکو ملا دیا ان کے بیچ میں ایک پردہ یعنی حد ہے جس سے تجاوز نہیں کر سکتے ہیں ۱۲ شہید
۱۳ جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اس کو تمہارے قبضہ اور تمہارے اختیار میں کر دیا ۱۲ مولانا صغت اللہ شہید ۱۳ خدا نے اپنی
ظاہری اور پوشیدہ نعمتیں تم کو عنایت فرمائیں ۱۲ مولانا صغت اللہ شہید ۱۳ اس مرض کی کوئی دوا نہیں ہے اس راستہ کی کوئی انتہا
نہیں ہے اس درگاہ کی کوئی نہایت نہیں جس پر تم پہنچو اس پر رک نہ جاؤ یعنی خدا کے عشق کا کوئی علاج سوائے (باقی صفحہ ۳۷ پر)

اور غیر خدا سے دل بالکل پاک و صاف ہو جاتا ہے اور روحانیت سے تعلق خاص پیدا ہو جاتا ہے تو انوار الہی ظاہر ہونے لگتے ہیں کبھی وہ انوار خود اپنے میں دکھائی دیتے ہیں اور کبھی اپنے باہر تو اچھے انوار وہی ہیں جن کو وہ دل - سینہ یا سر یا دونوں طرف اور کبھی تمام بدن میں پائے اور جو انوار کبھی اپنے بائیں کبھی سامنے سر کے پاس ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی اچھے ہیں مگر ان کی طرف توجہ نہ کرنا چاہئے کسی رنگ کا نور اگر اپنے شانے کے برابر ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کا نور ہے اور اگر سفید رنگ کا ظاہر ہو تو کراما کا تبین کا ہے اور اگر سبز پوش خوبصورت آدمی یا کوئی اور اچھی صورت ظاہر ہو، تو وہ فرشتہ ہے جو ذکر کی حفاظت کے لئے آیا ہے اور اگر اپنے شانے سے کچھ ہٹا ہوا یا آنکھ کے برابر ہے تو وہ مرشد کا نور ہے جو راستہ کا رفیق ہے اور اگر سامنے ہے تو وہ نور محمدی ہے جو سیدھے راستے کی تعلیم فرماتا ہے۔

اور اگر بائیں شانے کے متصل ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کا تب سینہ کا ہے اور اگر بائیں شانے سے دور ظاہر ہو خواہ کسی رنگ کا ہو شیطان کا نور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دنیا کا نور ہے اسی طرح جو صورت یا آواز پیچھے سے یا بائیں طرف سے ہو وہ شیطان کا دھوکہ ہے لا حول سے دفع کرے اور اعوذ باللہ الخ پڑھے اور توجہ نہ کرے اور اگر نور اوپر سے یا پیچھے سے آئے تو وہ ان فرشتوں کا ہے جو حفاظت کے واسطے مقرر ہیں اور اگر بلا کسی جہت کے ظاہر ہو اور دل میں خوف پیدا کرے۔ اور اس کے دفع ہو جانے کے بعد باطنی حضور نہ رہے تو وہ نور شیطان کا ہے۔ لا حول پڑھنا چاہئے اور اگر اسی طرح بلا جہت ظاہر ہو اور اس کے زوال کے بعد حضور باطنی کی لذت نہ جائے۔ اور اشتیاق و طلب اسی طرح غالب رہے تو وہی نور مطلوب ہے مَرْتَبًا لِلَّهِ وَإِيَّاكُمْ اور اگر دھوئیں یا آگ کے رنگ کا نور سینہ یا ناف کے اوپر سے ظاہر ہو تو خناس کا نور ہے۔ اعوذ باللہ الخ پڑھنا چاہئے اور اگر سینے کے اندر یا دل پر ظاہر ہو تو وہ صفائے دل کا ہے اور اگر سرخ یا سفید زردی مائل نور دل سے ظاہر ہو تو دل کا ہے اور اگر خالص سفید ہے تو روح کا ہے جس نے طالب کے دل میں تجلی کر کے اپنی ہستی کو ظاہر کیا ہے اور اگر سر کی جانب سے ہے تو وہ نور بھی

(بقیہ صفحہ ۳۷) وصل کے نہیں ہے اور سالک جس انتہائی مرتبہ پر پہنچ جائے اور خیال کر لے کہ میں وصال حق نصیب ہوگا

وہ دراصل انتہائی مرتبہ نہیں بلکہ خدا اس سے بھی بالاتر ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی :

۱۷ کراما کا تبین لسان شرع میں دو فرشتے ہیں جو انسان کی اچھائیوں اور برائیوں کے لکھنے کے واسطے انسان کے

دونوں شانوں پر متعین فرمائے گئے ہیں ۱۲ شہید

روح کا ہے اور آفتاب کے رنگ کا نور بھی روح کا ہے اور بعض اس کو نور ذات ٹھہراتے ہیں تو اگر یہ اوپر سے ہے تو ذات کا ہے اور اگر سامنے ہے تو روح کا ہے اور اگر چاند ایسا ہو تو دل کا ہے اور بعضوں کے نزدیک سامنے کا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جو سلطانان نصیرا و سلطانا محمود کی طرف سے ظاہر ہو وہ بھی نور ذات ہے مگر سالک کو چاہئے کہ انوار میں سوائے مطلوب کے کسی طرف نہ متوجہ ہو اور سرور اور لطف نہ حاصل کرے بلکہ صرف نور الہی میں ترقی کرے کیونکہ خدا کی تجلیوں کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔ اور اگر کاجل کی سیاہی کی ایسی تاریکی اور اس کے گرد اگر دباریک اور مکرر نورانی خطوط ہوں تو وہ نور نفی کا ہے اگر اس طرف توجہ کریگا تو نفی حاصل ہوگی اور ماسوائے اللہ سے قلب کا صاف ہو جانا اور ہر آثاری افعالی و صفاتی تجلی جس کا رنگ سفید اور سبز اور سرخ ہے) میں محویت اور فنا کا حاصل ہونا مقصد اصلی ہے جس ہوش میں آئے گا تو درد اور شوق اور بیقراری عشق ترقی کرے گی اور ہر تجلی سے ترقی کر کے دوسری تجلی سے لطف حاصل کرے گا۔ اس کی کیفیت کا بیان غیر ممکن ہے اور عروجی سیر کے پورا ہونے کے بعد تجلی ذات کا جلوہ دکھاتی ہے اور تجلی ذاتی کا آنکھ کی سیاہی کے مانند رنگ ہے اور اس میں عارف کی فنا الفنا ہے۔ معلوم کرنا چاہئے کہ ان تجلیات کی ابتدا میں (عالم ناسوتی کے انوار و اوصاف کے مناسب) سالک کے قلب پر انوار مختلف حیثیتوں سے ظاہر ہوتے ہیں اور سالک ان انوار کی طرح مجسم نور بن کر عالم انوار کی سیر کرتا ہے تو سالک کو ان سے لذت نہ حاصل کرنا چاہئے اور نہ ان میں مشغول ہو اور اس کو خدا کی قدرت سمجھ کر صانع کی طرف متوجہ ہو پھر انشاء اللہ مرشد کی مدد سے سالک آسمان پر پہنچے گا۔ اور آسمان کی عجیب و غریب چیزوں کا معائنہ کرے گا اور انبیاء اولیاء اور فرشتوں کی روحوں سے نیاز حاصل کرے گا۔ اور فرشتوں کو مختلف صورتوں میں دیکھے گا اور انھیں کی طرح ان کے ساتھ آسمانوں پر صعود کر کے عجیب عجیب چیزوں کا نظارہ کرے گا۔ تو مرید کو ان سے لطف نہ اٹھانا چاہئے اور درد عشق اور شوق کے ساتھ ترقی کرے پھر ارشاد الہی اور مرشد کی توجہ سے عرش و کرسی پر پہنچے گا۔ اور کرسی کو نور عرش سے منور اور آفتاب کی مانند روشن پائے گا سالک کو اس سے لذت نہ اٹھانا چاہئے اور سب کو نفی کے تحت میں رکھنا چاہئے اس مرتبہ میں مرید عنصرت سے

سلہ انسان کے متعلق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ وہ چار عنصر آگ، ہوا، پانی، مٹی سے بنایا گیا ہے اور اسی سبب سے عنصری مادی کہلاتا ہے تو مصنف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس مرتبہ کے حاصل کر لینے پر وہ عنصری نہ رہے گا۔ بلکہ اطلاق اور تجرید مادہ کی حالت پیدا کر لے گا۔ وَاللّٰهُ يَدْرُسُ مَنْ يَّشَاءُ ۝۱۲ شہید

ترقی کر کے اطلاق کی حالت پیدا کر لے گا مگر اس حالت پر بھی اس کو مطمئن نہ ہونا چاہئے اور خدا کے مختلف اوصاف کا نظارہ کر کے اس کے دل میں عشق الہی کی آگ اور تیز ہو جائے گی اور اس کے ہوش و عقل کو بالکل جلا دے گی ہوش میں آنے پر شوق و محبت کی وجہ سے بیباکی سے گفتگو کرے گا لیکن اس کو خود اس کا احساس نہ ہوگا، نیز اسمائت کی وجہ سے وہ تمام چیزوں سے سوائے خدا کے قطع تعلق کر دے گا ارزوئے وصل اور درد عشق اور زائد ہو جائے گا۔ اگر خدا نے فضل کیا تو وہ ان تجلیات کیفی سے ترقی کر جائے گا اور اس پر تجلی حقیقی بے کیفی ہوگی اور ان میں نحو ہو جائے گا۔ اور ان تمام چیزوں سے بیخبر ہو جائے گا۔ اور سوائے خدا کے کسی کو بھی نہ دیکھے گا اور وجود خدا کا اس کو یقینی ثبوت پہنچ جائے گا۔ پھر ہوش میں آنے پر اپنی فنا کی وجہ سے وصال حق کے اشتیاق کی ایک خاص کیفیت محسوس کرے گا اور خدا کو اپنے وجود میں پا کر منصور کے ایسے کلمے کہنے لگے گا اور خود نہ جانے گا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ یہ تو تجلیات افعالی اور صفاتی تھے مگر اس کے بعد خدا کے فضل اور مرشد کی توجہ سے عشق بیقراری کے باوجود مطلوب حقیقی کی تجلی ذاتی اس پر ہوگی اس مرتبہ میں وہ اپنے وجود اس قدر بے خبر ہو جائے گا۔ کہ اپنے فنا کا احساس بھی نہ کرے گا اور فنا الفنا حاصل ہوگی۔ اس کے بعد اس کو فنا نے حقیقی حاصل ہوگی اور حفظ مراتب کا پاس کریگا اور خدا کی خلافت پائے گا۔

دوسرا باب حضرات قادریہ جیلانیہ کے اذکار و اشغال کے بیان میں

اس خاندان میں کلمہ طیب معمولی آواز سے اس طرح تعلیم فرمایا جاتا ہے کہ لا الہ الا اللہ کو پوری طاقت سے بدن کے اندر سے کھینچ کر لا الہ الا اللہ کی دل پر ضرب لگائے اس طرح خلوت میں روز و شب مشق کرے اور جس قدر ہو سکے اس کی تکرار کرے اور ہر ستو کے بعد ایک بار محمد رسول اللہ کہے اور ایک نشست میں ایک ہزار ایک سو گیارہ بار پڑھنا بہتر ہے اس میں مزاولت کے بعد اسے ایک خاص قسم کی نحویت اور لطف حاصل ہوگا اس کے بعد نفی و اثبات کا طریقہ اس طرح تعلیم کرتے ہیں کہ روبہ قبلہ دو زانو با ادب بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے پوری قوت سے لا کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر باہر لائے اور اپنے شانے تک پہنچا کر الہ کو ام الدماغ سے نکالے اور لا الہ الا اللہ کی بہت سے حضرت منصور رحمہ اللہ انا الحق یعنی میں خدا ہوں فرمایا کرتے تھے اس رتبہ کے حاصل ہونے پر جب خدا کے وجود کو اپنے میں پائے گا تو بے اختیاری سے ایسے دعوے کرنے لگے گا۔ مولانا صبغت اللہ شہید فزنگی جلی ۱۲۔

زور سے قلب پر ضرب لگائے اور لا الہ الا اللہ کہتے وقت خیال کرے کہ سوائے خدا کے نہ کوئی موجود ہے نہ کوئی مقصود ہے اور نہ کوئی معبود ہے تاکہ غیر کی ہستی کا خیال جاتا رہے اور لا الہ الا اللہ سے وجود مطلق کے اثبات کا خیال کرے۔

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

سانس کو ناف کے نیچے روکے اور غیر خدا کی نفی کا تصور کر کے لا کو داپنے پستان کے متصل لیجا کر لفظ لا کو دماغ سے نکال کر دل پر لا الہ الا اللہ کی ضرب لگائے اور سانس باہر نکالتے وقت چپکے سے محمد رسول اللہ کہے اور سینہ کی طرف اشارہ کرے پہلے دن یہ عمل تین دفعہ کرے پھر ہر روز ایک ایک زائد کرتا جائے یہاں تک کہ دو سو یا اس سے زائد ہو جائے اس کا فائدہ اوپر گزر چکا ہے۔

پاس انفاس کا طریقہ

سانس باہر کرتے وقت لا الہ اور لیتے وقت لا الہ اللہ دل سے کہے

اسم ذات با ضربات کا طریقہ

اس کے بعد اسم ذات کو ضربات کے ساتھ کہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ یک ضربی میں لفظ اللہ کی پوری طاقت اور زور سے دل پر ضرب لگائے پھر ٹھہر جائے تاکہ سانس ٹھہر جائے پھر ضرب لگائے اسی طرح مشق کرے اور دو ضربی میں پہلی ضرب داپنے گھٹنے پر اور دوسری قلب پر لگائے۔ اور سہ ضربی میں پہلے داپنے گھٹنے پر اور دوسری بائیں پر اور تیسری ضرب دل پر لگائے اور چار ضربی میں پہلی دایں بائیں گھٹنے پر اور تیسری سامنے اور چوتھی ضرب دل پر لگائے۔ لیکن یک ضربی دو ضربی اور سہ ضربی میں تو دو زانو اور چہار ضربی میں چو زانو بیٹھنا چاہیے۔

دوسری فصل اشغال قادریہ کے بیان میں اسم ذات خفیہ کا طریقہ

ان اذکار کے بعد اسم ذات خفیہ تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے ملائے اور جس قدر ہو سکے قلب سے اللہ اللہ کہے اور رات دن یہی تصور رکھے تاکہ پختہ خیالی حاصل ہو اور ذکر میں کوئی زحمت نہ ہو اور اگر اسم ذات سے پاس انفاس کرے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ناف

پر اسم ذات کا تصور کر کے لفظ ہو کو خیالی طریقہ سے دراز کر کے آسمان پر لے جائے اسی طرح ہر نام میں کرے اور اس خاندان کے ذکر آراء کا مخصوص طریقہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

برزخ اکبر کا شغل

اس کے چند طریقے ہیں اول یہ کہ جس دم کر کے دونوں ابروؤں کے بیچ میں نظر رکھے دوسری نظر نہوا میں رکھے تفسیرے داہنی آنکھ کھلی اور بائیں بند رکھے اور ناک کے داہنے نتھنے پر وجود مطلق (خدا) کے نور کا رجب تمام قیدوں سے پاک ہے تصور کرے تاکہ وہ نور ظاہر ہو اور فنائے حقیقی حاصل ہو مگر اس عمل میں پلک نہ جھپکنا شرط ہے اور یقین کرے کہ میں جو دیکھتا ہوں اور جس کو پاتا ہوں وہی میرا مقصود ہے انشاء اللہ مقصود جلد حاصل ہوگا۔

اسم ذات کا شغل

اسم ذات کے شغل کا طریقہ یہ ہے کہ کاغذ پر قلب صنوبری کی سرخ یا نیلی تصویر کھینچ کر اس میں اللہ سونے یا چاندی کے پانی سے لکھ کر اس پر نظر رکھے یہاں تک کہ یہ نام دل پر منقوش ہو جائے یا لفظ اللہ کی صورت دل پر لکھے اور اس کی طرف متوجہ رہے تاکہ اس کے حواس سے غیب ظاہر ہو۔

شغل دورہ قادریہ کا طریقہ

سالک کو چاہئے ادب سے دوزان و قبلہ رو بیٹھے اور آنکھیں بند کرے زبان کو تالو سے لگا کر اللہ سمیع کا حضور قلب سے تصور کرے اور خط نورانی ناف سے نکال کر وسط سینہ تک (جو لطیفہ سر کا مقام ہے) پہنچائے اور اللہ بصیر کو سینہ سے نکال کر دماغ تک پہنچائے اور اللہ علیم کو ام الدماغ سے نکال کر عرش تک پھر عرش سے دماغ تک اور اللہ بصیر کو دماغ سے سینہ تک اور اللہ سمیع کو سینہ سے ناف تک لائے اس دورہ کے بعد پھر ناف سے شروع کر کے تدریجاً عروج و نزول کے طریقہ سے مشغول رہے بعضے اس شغل میں اللہ قدیر کو شامل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ قدیر کو چوتھے آسمان تک اور اللہ علیم کو عرش تک پہنچائے اور وہاں ٹھہر جائے اس شغل کی کیفیتیں بہت مشغول ہونے سے معلوم ہوتی ہیں۔ اس شغل کے فوائد و ثمرات حاصل

۱۔ اس کی شکل یہ ہے (اللہ)

ہونے کے بعد مراقبہ تلقین فرماتے ہیں۔

تفسیری فصل مراقبات قادریہ کے بیان میں

مراقبہ رقیب سے مشتق ہے اور عربی میں رقیب نگہبان اور محافظ کو کہتے ہیں تو اسوائے اللہ کی یاد اور غیر حق سے دل کو محفوظ رکھے اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس آیت یا کلمہ کا مراقبہ منظور ہو اس کو زبان سے کہے اور اپنے کو ذلیل و کمترین سمجھ کر باادب قبلہ رو دو زانو بیٹھے اور غیر خدا سے دل کو صاف کر کے اس کے معنی کے تصور میں منہمک ہو جائے حدیث شریف میں معنی کے متعلق ہے **الاحسان ان تعبد الله كأنك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك** اور قرآن مجید کی آیت **كل من عمل علیہا فان ویبقی وجہہ ربك ذی الجلال والاکرام** گویا تمام مراقبوں کی اصل ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے کو بالکل مردہ اور بوسیدہ اور خاک خیال کرے اور آسمان کو شکاف دار اور تمام دنیا کو درہم برہم جیسا کہ قیامت کے دن ہو جائے گی تصور کرے اور خدا کی ذات کو موجود و باقی خیال کرے جس وقت تک محویت اور بے خودی نہ پیدا ہو جائے اسی شغل میں مشغول رہے اور اس کے حاصل ہونے کے بعد دوسرے مراقبوں میں مشغول ہو۔

دوسرا مراقبہ

اللَّهُ نُورٌ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ خیال کرے کہ جس طرح خدا کا وجود ہر جگہ ہے اس طرح اس کا نور تمام عالم میں ہے اور مستغرق ہو جائے اور الیسا ہی اس **إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ**

آیت کا مراقبہ

اور **إِنَّمَا تَكُونُونَ أَيْدٍ لِّكُلِّ مَوْتٍ** لو کنتہ فی بروج مشیین کا مراقبہ کرے اس کے علاوہ اور دیگر کلمات مذکورہ بالا کا مراقبہ کرے جب ان مراقبات سے فائدہ حاصل ہونے لگتا ہے اور انوار سے بہترائی اور اچھائی یہ ہے کہ تم اس طرح عبادت کرو گویا خدا کو تم دیکھتے ہو اگر اس خیال پر قدرت نہ ہو تو یہ خیال کرو کہ خدا تم کو دیکھتا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہیدؒ دنیا میں جو کوئی ہے وہ ضرور فنا ہوگا اور بزرگی اور بڑائی والا خدا باقی رہے گا۔ ۱۲ شہیدؒ خدا زمین اور آسمان کا نور ہے ۱۲ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تم کو ضرور پالے گی ۱۲ تم جہاں کہیں ہو گے تم کو ضرور پالے گی خواہ مستحکم گھرے ہوئے برجوں میں ہو ۱۲ شہید۔

د کیفیات ظاہر ہوتے ہوں تو مراقبہ توحید تعلیم کیا جاتا ہے اور اس کی چند قسمیں ہیں۔

اول مراقبہ توحیدِ افعالی

اس کا طریقہ یہ ہے کہ تمام دنیا کے حرکات و سکنات کو خدا کے حرکات و سکنات جانے اور ظاہری کام کرنے والوں کو آلہ اور خدا کو فاعل حقیقی خیال کرے اس پر پورے طریقہ سے پابندی کرنے پر عجیب ثمرہ اور بہتر اخلاق ظاہر ہوں گے اور اچھائی برائی میں کوئی فرق ظاہر نہ ہوگا۔

مردانِ نفس ہوا شکستند از نیک و بد زمانہ رستند
در بحر فنا چو غوطہ خوردند جز حق ہمہ را وداع کردند

دوسرا مراقبہ توحیدِ صفاتی کا ہے

اور وہ یہ ہے کہ اپنے اور تمام دنیا کے وجود کو خدا کے صفات کا عکس سمجھے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے اس کے فوائد بھی کل کے کل نہیں قلمبند کئے جا سکتے مختصراً یوں سمجھنا چاہئے کہ یہ مراقبہ کرنے والا اپنے کو کثرت فی العالم کا متبع سمجھتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اپنے جسم کو وسیع اور چوڑا پاتا ہے اور اس مرتبہ زمین سے عرش تک تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور تمام عالم کا وجود اپنے میں پاتا ہے اور ہر چیز کی حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی ہے اور یہ کشف غلط نہیں ہوتا بلکہ واقعی ہوتا ہے لیکن اس میں نہ ٹھہرے اور ان انوار کا قصد کرے جو ذات کے حجاب ہیں اور بعض وقت جو مختلف قسم کے نور ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی وجود مطلق کے حجاب ہیں۔

در بار الہی میں عجز و انکساری سے دعا کر کے خیالی طریقہ سے اس سے گذر جائے اور ان پردوں کے بعد ایک جمالی پردہ ہے (جو لطیف اور بے رنگ ہے) کبھی اس پر توقف ہو جاتا ہے۔ اور بعضے اس کو غرضِ اصلی سمجھ کر ٹھیک جاتے ہیں مگر خدا کی مدد شامل ہے تو یہ پردے با آسانی طے ہو جائیں گے اور ذاتِ مطلق کی معرفت کا فخر حاصل ہوگا اور اس جگہ عجیب و غریب حالات پیش آئیں گے اس کو اصطلاح میں سیر فی اللہ کہتے ہیں اور اس کی کوئی انتہا نہیں اور یہ مقام سلوک و معرفت کا منتہا خیال کیا جاتا ہے۔

سہ جو لوگ دنیاوی لوازمات سے بری ہو جاتے ہیں ان کو اچھائی برائی کا امتیاز نہیں رہتا اور جب دریائے فنا میں غوطہ لگاتے ہیں تو سوائے خدا کے دنیا کی تمام چیزوں سے جدا ہو جاتے ہیں۔ ۱۲ شبہید۔

	تفسیر مراقبہ	
--	--------------	--

توحید ذاتی کے مراقبہ سے محققین نے منع کیا ہے اور توحید ذاتی یہ ہے کہ تمام چیزوں کو خدا جانے اور غیر خدا کو معدوم سمجھے اور وجہ اس کی یہ ہے یہ سمجھنا بغیر وجدان کامل کے نہیں ہو سکتا ہے جملہ یوں سمجھنا چاہئے کہ ہمیشہ اسی حالت میں رہے انشاء اللہ تدریجاً پورے طور پر کشف ہونے لگے گا۔ اور ابتدا میں تحقیق اور تلاش نہ کرنا چاہئے۔

ذکر برائے شفاۓ مریض

در راست یا اَحَدُ حَیْب یا صَمَدُ و طرف آسمان یا و تَر در دل یا نَزْدُ ہزار بار بگوید۔
فائدہ مراقبہ میں پابندی اور مشق کرنی چاہئے تاکہ یہ حالت ہو جائے کہ دل مراقبہ سے بمشکل ہٹے اور مراقبہ سے دل پھیرنا ناممکن ہو اور اس سے حضوریت اور نحویت حاصل ہو اور اپنے اور تمام عالم کا عدم بعد وجود حق ثابت ہو جائے اور اس کے ایک لمحہ بھی موقوف ہو جانے میں جان کی ہلاکت کا ڈر ہے

ارواح اور ملائکہ کے کشف کا طریقہ

ساک داپنے سُبُوْح اور بایں قُدُّس اور آسمان کی طرف رَبِّ الْمَلٰئِکَۃِ اور قلب پر و التَّوْحٰد کی ہزار بار ضرب لگائے اور مقصود کی طرف متوجہ ہو جائے تو جس روح سے ملاقات کرنی مقصود ہوگی وہ بیداری یا خواب میں ملاقات کرے گی دو ہزار ضربیں لگانے سے مقصود جلد حاصل ہوگا۔

آئندہ کے حالات سے باخبر کر دینے والا ذکر

دابنے یا اَحَدُ اور بایں یا صَمَدُ اور سرشانے کی طرف پھیر کر یا حَیُّ اور دل میں قیوم کی ایک ہزار ضربیں لگائے اور بلاؤں کے دور کرنے کے لئے اسی طرح ایک ہزار ضربیں لگانا مجرب ہے۔

بیمار کی شفا کے لئے ذکر

دابنے یا اَحَدُ اور بایں یا صَمَدُ اور آسمان کی طرف یا و تَر در دل میں یا فَر دایک ہزار بار کہے

مشکل چیزوں کے حاصل کرنے اور آئندہ کے متعلق واقفیت حاصل کرنیکا ذکر

نماز تہجد کے بعد ہزار بار دہنی طرف یا حی بانیں طرف یا قیوم اور آسمان کی طرف یا وہاب اور دل میں یا اللہ کی ضرب لگائے اور دعا کرے۔

کشف قبور کے واسطے ذکر

پہلے اکیس بار یا رب کہے اور آسمان کی طرف یا ر و ح اور قبر پر یا ر و ح اور دل پر یا ر و ح الدوح کی ضرب لگائے۔ انشاء اللہ خواب یا بیداری میں میت کا حال معلوم ہو جائے گا۔
دوسرا طریقہ۔ پہلے قبر کے پاس بیٹھ کر میت پر فاتحہ پڑھے اور پھر آسمان کی طرف اکشف لی یا نور اور دل پر اکشف لی یا نور اور قبر پر عن حالہ کی ضرب لگائے اور قلب کی طرف متوجہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے کشف کا ذکر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے دو در شریف پڑھے اور دہنی طرف یا
أَحْمَدُ اور بانیں طرف یا محمد اور یا رسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی۔

حاجت براری کا ذکر

جو کوئی مشکل یا ضرورت پیش آئے اس کے موافق اسمائے حسنی میں سے کوئی نام لے کر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے مثلاً کشایش رزق کے واسطے یا رزاق اور مریض کی شفا کی واسطے یا شافی اور موذی جانوروں سے بچنے کے واسطے یا حَفِیْظُ اور فاتحہ کے لئے یا صمد اور دشمن کے دفع کرنے کے لئے یا مَذِلُّ اور بلا کے دفع کرنے اور دل کی تفریح کے لئے یا حَیُّ یا قَیُّوْمُ و علیٰ ہذا القیاس۔

باب حضرات نقشبندیہ رحمہم اللہ کے اذکار و اشغال :

جب سچا طالب خدا کی عنایت سے اس سلسلہ کے بزرگوں میں سے کسی کو اپنا وسیلہ کرتا ہے پہلے

استخارہ فرماتے ہیں پس اجازت ملے گی یا نہ ملے گی اجازت مل جانے پر اس میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور حمانعت کی صورت میں جواب دیتے ہیں کیونکہ اس کی قیمت دوسری جگہ متعلق ہے اور مرشد کی توبہ بھی استخارہ کی قائم مقام ہوتی ہے۔

استخارہ کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد تازہ وضو کر کے صدق دل سے **اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ** و **اَتُوْبُ اِلَیْہِ** ایک سو ایک بار پڑھے اور اپنے تمام اندرونی اور ظاہری گناہ سے توبہ کرے اور خیال کرے کہ میں پھر مسلمان ہوا اس کے بعد دو رکعتیں نماز استخارہ کی اس نیت سے پڑھے کہ میں خدا سے آرزو کرتا ہوں کہ مرشد کے وسیلہ سے مجھ کو شریعت محمدی کا پابند کر دے اور پہلی رکعت میں الحمد کے بعد آیتہ الکرسی اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا الکافرون خشوع و خضوع سے پڑھے۔ اور بارگاہ الہی میں روئے اور سلام پھیر کے ایک سو ایک بار کلمہ تمجید پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور جب نیند کا غلبہ ہو تو وہیں زمین پر سو رہے اور اگر کوئی عذر ہو تو جہاں چاہے سو رہے اور سوتے ہیں جو کچھ خواب دیکھے مرشد سے بیان کرے اور حالت استخارہ میں اپنے دل کی حالت پر غور کرے اگر قلب میں اعتقاد کی وہی مضبوطی ہے۔ تو یہی بشارت ہے پس مرشد کو چاہئے کہ مرید کر کے اسم ذات بواسطہ لطافت ستہ کی اس طرح تعلیم دے کہ زبان کو تالو سے ملا کر آنکھیں بند کر کے خیالی زبان سے قلب صنوبری سے اس طرح کہے کہ خدا کے اسم کو اس کی ذات کا غیر نہ تصور کرے اور اٹھتے بیٹھتے حتیٰ الوسع یہ خیال قائم رکھے۔

لطائف ستہ کا بیان اور ان کے ذکر کا طریقہ

انسان کے جسم میں چھ جگہیں انوار اور برکتوں سے پر ہیں اور یہی لطائف کہلاتے ہیں۔ اول لطیفہ قلبی اس کی جگہ بائیں پستان سے دو انگلی نیچے ہے اور اس کا نور سرخ ہے دوسرے لطیفہ روحی اس کی جگہ دائیں پستان سے دو انگلی نیچے ہے اور اس کا نور سفید ہے تیسرے لطیفہ نفسی اس کی جگہ

۱۰۔ میں اس خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو زندہ اور قائم ہے اور میں اسکی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں ۱۱۔ شہید ۱۲۔ مختلف کشفوں کی وجہ سے لطائف کا بھی رنگ بدل جاتا ہے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ لطیفہ قلبی کا نور سرخ ہے لیکن بعضوں کے نزدیک زرد بھی ہوتا ہے اس وجہ سے تحقیق یہی ہے کہ انوار کا پابند نہ ہونا چاہئے بلکہ مقصود اصلی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے ۱۲۔ شہید۔

ناف کے نیچے ہے اور اس کا نور زرد ہے۔ چوتھے لطیفہ سری اس کی جگہ سینہ کے درمیان ہے۔ اور اس کا نور سبز ہے۔ پانچویں لطیفہ خفی اس کی جگہ ابرو کے اوپر ہے۔ اور اس کا نور نیلگوں ہے۔ چھٹے لطیفہ اخفی اس کا مقام ام الدماغ اور اس کا نور سیاہ ہے آنکھ کی سیاہی کے مانند۔

فائل ۵۔ سالک کو ان چھ لطیفوں کا یہاں تک ذکر ہونا چاہئے کہ خود ان کے ذکر سے واقف ہو جائے اور مرشد اس ذکر کو لطیفہ مریدین میں ڈالنے کی طرف توجہ کرے۔ اور بارگاہ الہی میں دعا کرے اور مرید سے زبان کوتالو میں چمٹوا کے بغیر زبان ملائے قلب سے اسم ذات ادا کرنے کو کہے اور خود بہت سے توجہ کرے یعنی اپنے قلب کے منہ کو مرید کے قلب پر تصور کرے اور غیر خدا کے خیال کو اس کے دل میں آنے سے روک کر اس کے قلب کو اپنی طرف جذبہ قلبی سے مائل کرے۔ تاکہ اس توجہ کے اثر سے اس کے لطیفہ میں حرکت پیدا ہو اور ذکر جاری ہو جائے اسی طرح ایک گھنٹہ سے کم و بیش مرید کی طرف متوجہ رہے اور خیال کرے کہ یہ تصرف جو مجھ کو حاصل ہوا ہے بزرگان سلسلہ کی اعانت اور توجہ سے ہے۔

فائل ۶۔ قلب صنوبری قلب حقیقی (جو عالم امر سے ہے) کا نشین ہے اور اس کو حقیقت جامع بھی کہتے ہیں اور خدا کی عادت جاری ہے کہ جب مرید اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو مبداء فیض سے قلب حقیقی کے واسطے سے اس کو فیض پہنچتا ہے۔

جب لطیفہ قلبی کی مشق کامل ہو جائے اور فنائے قلبی حاصل ہو جائے تو باقی لطائف کی الگ الگ مشق کرنی چاہئے اور فنائے لطائف یہی ہے کہ لطیفہ میں مستغرق ہو جائے اور اس میں تکلیف کی ضرورت نہ ہو۔

اور کبھی مرید پر لطیفہ میں انوار اور تجلیاں ظاہر ہوتی ہیں ایسی حالت میں اس کو ان میں محو نہ ہونا چاہئے بلکہ خدا کے منزہ اور پاک ہونے کا خیال کرنا چاہئے اور لطیفہ قلبی میں نفی و اثبات صغیر بھی تعلیم کیا جاتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں اور ہونٹ بند کر کے سانس ناف کے نیچے سے نکال کر قلب میں روکے اور لا کو ناف سے نکال کر گلے تک پہنچا کہ اللہ کو گلے سے لطیفہ روحی تک لا کر لا الہ الا اللہ کی دل پر اس طرح ضرب لگائے کہ اس کا اثر تمام لطیفوں پر پہنچے اور غیر اللہ کی نفی اور خدا کی ذات کے اثبات کا تصور کرے پہلے ایک سانس میں ایک دفعہ کرے اور تدریجاً ترقی دیتا جائے یہاں تک کہ اکیس مرتبہ تک پہنچائے لیکن طاق عدد کا اور مد و شد کا خیال رکھے تاکہ اثر

ظاہر ہوا اگر اثر نہ ہو تو یہ بے حاصلی کی دلیل ہے پھر از سر نو شروع کرنا چاہئے اور ذکر کا اثر یہ ہے کہ نفی کے وقت وجود انسانی کی بالکل نفی ہو جائے اور حالت اثبات میں جذبات الہی کا ظہور ہو اس ذکر میں ایسا منہمک ہونا چاہئے کہ مذکور یعنی خدا کا ذکر انسان کے دل پر غائب ہو جائے وہ معشوق کا نام بھول کر حلوہ معشوق میں محو ہو جائے۔

لطائف ستہ کے شغل کا بیان

ناف کے نیچے سے سانس کھینچ کر جس لطیفہ کا شغل منظور ہو اس پر ٹھہرائے اور جس قدر ممکن ہو اسم ذات میں اس کے معنی اور اس جگہ کے نور اور واسطہ کے ساتھ منہمک ہو جائے اور اسم کو ذات کا غیر نہ سمجھے بعض لوگ ان مقامات کا ذکر بغیر جس دم کے کرتے ہیں اور ذکر وہی اسم ذات ہے۔

ذکر جاروب کا طریقہ

ان لطائف میں ان کا طریقہ یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو پوری قوت سے (بغیر سانس روکے ہوئے) جس لطیفہ کی جاروب مقصود ہو اس سے کھینچ کر ہو کی ضرب اسی لطیفہ پر لگائے مثلاً اگر لطیفہ قلبی کی جاروب کرتا ہے تو اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو قلب سے کھینچ کر موضوع روح تک لا کر ہو کی ضرب قلب پر لگائے یہی ہر لطیفہ کی جاروب میں ہونا چاہئے اور ذکر ارہ کا طریقہ ان لطائف میں یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو جو لطیفہ مقصود ہے اس سے اٹا کھینچ کر اسی لطیفہ پر ہو کی ضرب لگائے چنانچہ جاروب لطیفہ قلب کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن جب چھٹوں لطیفوں کی مشق سے فارغ ہو جائے اور ان میں کمال حاصل ہو جائے تو مرشد کو تمام لطائف کی طرف یکبارگی توجہ کرنے کو فرمانا چاہئے اور خود بھی توجہ کرنا چاہئے تاکہ تمام لطیفے باسانی جاری ہو جائیں اگر لطائف کی سیر کی کچھ تجلیاں ظاہر ہوں تو ان میں مشغول ہو کر بے پروا نہ ہو جائے بلکہ ترقی کی خواہش کرنا چاہئے۔

فائدہ

اصطلاح صوفیہ میں اس سیر کو سیر لطائف کہتے ہیں اور اس کے تمام ہونے پر اس کو سلطان الذکر کہتے ہیں۔

سلطان الاذکار کا طریقہ

مرید کو سر سے پیر تک اپنے جسم کے ہر ہر بال کی طرف متوجہ ہو کر اسم ذات کا تصور کرنا چاہئے اور مرشد کو بھی ہر ہر جز کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور شغل میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ جسم کا ہر ہر بال ذکر کرنے لگے یہاں تک کہ اگر اس کی طرف سے توجہ ہٹانا چاہے تو قدرت نہ رکھے یہاں تک تو وہی اذکار بیان کئے گئے ہیں جو لطائف ستہ کے ضمن میں ہیں کیونکہ اس سلسلہ کے مشائخ عظام کے نزدیک اس راستہ میں منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سات قدموں کی ضرورت ہے ان میں سے پانچ قلب، روح، سر، خفی، اخفی عالم امر سے ہیں اور نفس اور قلب دو عالم خلق سے ہیں۔ اور قالب چار عنصر سے مرکب ہے اب اس صورت میں دس لطیفے ہوئے سالک کو قلب سے جو عالم امر سے ہے شروع کراتے ہیں نصف دائرہ اس وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے کہ بہت قریب ہے اور لطائف قالب یعنی عناصر رابعہ کو نفس کے ضمن میں سلوک فرماتے ہیں اس کے بعد نفی و اثبات کا ذکر تعلیم فرماتے ہیں

نفی و اثبات کا طریقہ

ہمیشہ سے کمالات اور ولایت اور اس طریقہ کی بنا اسی ذکر پر ہے اور لطائف ستہ ہیں اسم ذات کا ذکر قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی تجویز سے ہے

شغل نفی و اثبات کا طریقہ

آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے اچھی طرح ملا کر سانس کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر دماغ میں لائے اور لا کوناف سے کھینچ کر ام الدماغ تک لے جائے اور وہاں سے اللہ کو لطیفہ روحی کی طرف لا کر لا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور لا اللہ سے غیر کی نفی کا خیال کرے اور لا اللہ سے ذات باری (جو بے کیف ہے) کے ثابت کرنے کا خیال کرے اور بتدریج لا معبود الا اللہ اور متوسط لا مقصود الا اللہ اور مفتی لا موجود الا اللہ کا تصور کرے اور ایک سانس میں زائد سے زائد اکیس بار کہے اگر اس ذکر کا اثر (یعنی غیر اللہ سے بے تعلقی) دل میں پیدا ہو جائے تو خدا کا شکر ادا کرے۔ ورنہ پھر شروع سے ابتدا کرے تاکہ اس کا اثر پیدا ہو تو گرا اسی کے انکار کا طریقہ ختم ہوا اور اکثر مشائخ نقشبندیہ کا یہ سلوک

یہیں تک ہے اس کے بعد مراقبات اور اذکار میں جواب بیان ہوتے ہیں پہلے مرید کو فنا کے افعال (جس کو توحید افعالی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں۔

توحید افعالی کا مراقبہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ مرید اپنے افعال اور تمام موجودات کو خدا کے افعال کا مظہر سمجھے اور تمام چیزوں کا فاعل حقیقی سمجھے تو غیر کی فاعلیت کا خیال جاتا رہے گا۔ اور اس کے فنا کے صفات کا مراقبہ (جس کو توحید صفاتی کا مراقبہ بھی کہتے ہیں) تعلیم کرے یعنی اپنے اور تمام موجودات کے صفات کو خدا کی صفات میں مستہلک سمجھے یہاں تک کہ حدیث **كُنْتُ لَهُ سَمْعُهُ وَبَصَرُهُ** کا مصداق ہو جائے اس کے بعد فنا کے ذاتی کا مراقبہ (جس کو توحید ذاتی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ قلب حقیقی جو سر اسر نور ہے کو دیکھ کر اپنے کو تمام موجودات کو خدا کی ذات کا مظہر خیال کرے اور اس کے سوا کسی نہ دیکھے اس توجہ سے کبھی غافل نہ ہو جائے۔ تو اس مقصد کی طرف پھر متوجہ ہو جائے یہاں تک کہ اس کے مشاہدے کے نور میں مستغرق ہو جائے اور سوائے خدا کے اپنے اور اپنے غیر کو معدوم سمجھے۔

معلوم کرنا چاہئے کہ اس نسبت کو مکمل کرنے کے لئے بعض ذکر و قواریر تعلیم فرماتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ حقیقت جامع کو آفتاب کے مانند اور تمام موجودات کو شیشہ کے مانند خیال کرے اور تصور کرے کہ یہ شیشے ہیں آفتاب کے مقابلے اور اس کے نور کی وجہ سے روشن ہیں اور ان میں اس نور کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس مراقبہ میں کامل ہونے پر وہ تمام موجودات میں وجود مطلق کو ساری دیکھ کر کسی دوسرے کو موجود مطلق نہ سمجھے گا۔ **مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ** اسی حالت کی خبر دیتا ہے اور غلبہ شہود اور حق معیت کی وجہ سے تمام چیزوں کو حق پائے گا اس کو صوفیہ کی اصطلاح میں توحید وجودی کہتے ہیں۔ ولایت لطیفہ قلبی (جو عالم امر سے ہے) سے متعلق ہے یعنی یہ ولایت اس سے شروع ہوتی ہے اور تمام چیزوں سے بے خبر اور غافل ہونے پر خدا کے جمال کا مشاہدہ ہو تو اس نسبت کو توحید شہودی کہتے ہیں۔ اور بہ ولایت

۱۷ حدیث شریف میں ہے جو بندہ میرا ہو جاتا ہے اور مجھ سے قربت حاصل کرتا ہے میں اس کے کان اور آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا اور دیکھتا ہے ۱۲ شہید ۱۷ جس نے اپنی ذات کی واقفیت حاصل کر لی اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا ۱۲ شہید

لطیفہ روح اعظم (جو محض نور ہے) سے متعلق ہے اور یہ دونوں ولایت کے رتبے اولیا کے ساتھ مخصوص ہیں اس مرتبہ میں علم لدنی و مرتبہ قطبیت و ابدالیت حاصل ہوتے ہیں وَاللّٰهُ يُرِزُّكَ مِنْ تَشَآءُ جب یہ نسبت مکمل ہو جائے تو مرید کو ان تجلیوں اور مشاہدوں سے لطف حاصل کر کے سکون نہ لینا چاہئے بلکہ ترقی کا آرزو مند رہنا چاہئے اگرچہ یہ بھی ولایت کا کمال ہے لیکن اس میں ایک گونہ شرک متصور ہوتا ہے تاکہ مطلوب حقیقی کا حصول بغیر کسی چیز کے میل کے ہو اس کے بعد مرید کو چاہئے کہ مرشد کی توجہ سے اپنے کو ان تجلیوں اور مشاہدات اور ارادات (اگرچہ یہ سب لطیف ہوں) کے غلبہ اور تمام خیالات اور ذہنی باتوں سے خواہ حق ہوں خواہ ناحق ہوں خالی اور پاک کرے اور مرشد کی تلقین سے مراقبہ نیافت و درادالوراء میں منہمک ہو جائے۔

مراقبہ نیافت

کا طریقہ یہ ہے کہ لطیفہ سری کو مذکورہ بالا ارادات سے خالی کر کے اس پر باطنی نظر رکھے اور خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور کرے اور جو کچھ اس کے ذہن میں ہو اس کو سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیف سے مانگے تاکہ اس کی نظر میں مطلوب کے سوا کچھ نہ رہے یہاں تک کہ نور یقین کے سوا سب چیزوں سے بے خبر ہو جائے اسی طرح پاکی اور صفائی کو درجہ کمال تک پہنچائے اور کہیں سکون نہ لے۔

اے برادر بے نہایت درگہبیت ہرچہ بروئے میری بروئے مایست اور جب نفی کی حاجت باقی نہ رہے اور آئینہ سری تصورات اور توجہ سے صاف اور روشن ہو جائے تو رتبہ نیافت اور درادالوراء اور ولایت اخص (جو ملائکہ اور مقربین کی ولایت ہے) حاصل ہو جاتا ہے اور یہ ولایت لطیفہ سری سے متعلق ہے۔ واللہ اعلم۔

پھر کہ را از فضل حق باشر مدد : این ہمہ نعمائے حق اور اسد جب مرید لطیفہ سری کو تجلیات (خواہ مشاہدہ ہی کیوں نہ ہوں) خالی کر لیتا ہے تو دائرہ حقیقی میں داخل ہو جاتا ہے لیکن چونکہ حقیقت سے ناواقف ہے اس وجہ سے جاہل ہے پس اگر امداد الہی اور اور امداد معنوی اس کی دستگیر ہے تو تمام عنصری اور نوری مرتبہ طے کر جائے گا اور نیافت اور اسے بھالی اس دعا کی کوئی انتہا نہیں ہے جس مرتبہ کو تم سمجھو کہ یہاں مطلوب ہے وہاں مطلوب نہیں ہے بلکہ اس سے بالاتر ہے ۱۲ شہیدؒ خدا کا فضل اور اس کی عنایت جس کی مدد کرتی ہے اس کو یہ سب ہمیتیں حاصل ہو جاتی ہیں ۱۲ شہیدؒ

وراد الوراہ کے بعد حقیقت نایافت کہ مرتبہ ولایت اخص الخواص جو ولایت انبیاء علیہم السلام کی ہے
 منکشف ہوگی تو اس نسبت کا حاصل ہونا اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ذہن کو خدا کے وصل اور غیر وصل
 سے خالی بنایا جائے مختصر یہ ہے کہ یہ ولایت خاص اگرچہ ولایت ہے لیکن اس میں غیر کی ہستی پر نظر
 ہوتی ہے یعنی مظاہر اور ظاہر میں تمیز باقی رہتی ہے تو اس میں اور بلند ترین مرتبوں کی بہ نسبت کچھ نہ کچھ
 شرک کی بو ضرور ہے اور ولایت اخص میں اگرچہ پاکی ہے یعنی اپنے مراتب اور صفات اور کمالات کو باری
 تعالیٰ کے کمالات اور صفات کا مظہر سمجھتا ہے اور بنجر خدا کی مظہریت کے کچھ نہیں پاتا اور اس کی پاکی
 کرتا ہے۔ مگر تمام انسانوں کی تنزیہ انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ کے آگے تشبیہ کی شان رکھتی ہے
 تو دل عینیت کے تصور سے (جو ان کے نزدیک غیر حق ہے) اور خدا کی تنزیہ کے تصور سے بھی پاک ہے
 (تعالیٰ اللہ عن ذالک علو اکبیراً) (خدا ان سے بالا اور پاک ہے) اور خالی کرے اور ترقی کا
 آرزو مند ہو۔ تاکہ بے کیف اور بے جہت تجلی اس کے دل پر ہو اور انوار قدم کی تجلیاں منور ہوں اور جس
 قدر خلوص زیادہ ہوگا اسی قدر دائرہ ولایت میں دخل زائد ہوگا۔ اس کے بعد انبیاء علیہم السلام کے
 کمالات ہیں اس مرتبہ کی حقیقت اور ماہیت بیان نہیں کی جا سکتی ہے۔ محققین فرماتے ہیں کہ انبیاء
 ولایت اور ان کی ثبوت اگرچہ اصالت کے دائرے میں ہیں اور دونوں ظلی کٹی ہونے سے مبرا ہیں
 لیکن صرف فرق اتنا ہے کہ ولایت سے باری تعالیٰ کے صفات کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور نبوت
 میں حسب حیثیت ذات مطلق کی حقیقت معلوم ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔ تِلْكَ اِلَٰهَ الرَّسُلِ
 فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ حَبِيبِ اس نسبت میں کمال حاصل ہو جائے گا تو ملاحظہ اور تصور درمیان
 سے دفع ہو جائے گا اور حضور در حضور و نور علی نور (جو بقا باللہ کا مرتبہ ہے) کے مرتبہ پر رسائی
 ہوگی یہاں تو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے مراتب مجملہ بیان کئے گئے ہیں اگر تفصیل
 سے دیکھنا ہے تو متبرک کتاب انوار محمدی جو حضرت مولانا استاد ناٹینگ محمد فاروقیؒ تھانوی
 سلمہ اللہ خلیفہ خاص حضرت مرشد و ہادیم قطب الاقطاب مولانا میا نجیو نور محمد شاہ جہنجاہی
 قدس اللہ سرہ کی تصنیف ہے دیکھنا چاہئے۔

مگر طریقہ احمدیہ کے اشغال کے بیان میں شیخ عبدالاحد صاحب کے چند رسائل ہیں اور ان میں ایک
 رسالہ کحل الجواہر بہت اچھا ہے اور طریقہ احمدیہ کے مراتب سلوک کے حاصل کرنے کے طریقے

۱۰ یہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فوق اور فضیلت دی ہے ۱۲ شہید۔

انہارِ اربعہ مولفہ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (جو پسندیدہ کتاب ہے) میں عمدہ طریقہ سے مفصل تحریر ہیں۔

اب چند اصطلاحات جن پر حضرات نقشبندیہ کے طریقہ کی بنا ہے لکھے جاتے ہیں یاد رکھنا چاہئے اور ان کو اپنا مطمع نظر سمجھنا چاہئے اور وہ ہوش دروم، نظر بر قدم، سفر در وطن، خلوت در انجمن، یاد کرد، بازگشت، نگہداشت، یادداشت، وقوف زمانی، وقوف عدوی، وقف قلبی گیارہ ہیں۔ ہوش دروم اس کو کہتے ہیں جو ہمیشہ اپنے سے باخبر اور ہوشیار رہے تاکہ غفلت سے سانس نہ آئے اور یہ تفرقہ نفسی کو دفع کرتا ہے۔ نظر بر قدم یہ ہے کہ ہر جگہ آمد و رفت میں پاؤں پر نظر رکھے تاکہ نظر پراگندہ نہ ہو جائے اور جمعیت خاطر حاصل ہو ابتدا میں دل نظر کے تابع ہوتا ہے اور نظر کی پراگندگی دل پر اثر کرتی ہے اور نظر بر قدم سے شاید سفر سہتی کی مسافت اور خود پرستی کی وادیاں طے کرنے میں جلدی کرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی جہاں کہیں اس کی نظر ختم ہو اس وقت وہیں قدم رکھے۔

سفر در وطن یہ ہے کہ سالک انسانی طبیعت میں سفر کرنے یعنی صفات کو اچھے اخلاق سے بدل دے اور یہی تخلیق اللہ باخلاق اللہ کے معنی ہیں اور خلوت اور انجمن یہ ہے کہ ظاہر میں خلقت کے ساتھ اور باطن میں اللہ کے ساتھ ہو یعنی ہر حال میں خدا کی طرف متوجہ رہے۔ یاد کرو سے ذکرِ زبانی قلبی مراد ہے یعنی خدا کی یاد میں غفلت کو دور کرنا بازگشت یہ ہے کہ جے بار کلمہ طیبہ زبان سے ادا کرے اتنی ہی بار دل سے دعا کرے کہ بار الہا تو اور تیری رضا جوئی میرا مقصد ہے اور میں نے تیرے ہی لئے دنیا اور آخرت کو چھوڑ دیا تو مجھے نعمتیں اور اپنی بارگاہ کی رسائی عنایت فرما۔ اور ذکر میں اس سے غفلت نہ کرنا چاہئے بہت بڑی شرط ہے۔

اور نگاہداشت، مراقبہ، مراقبہ، قلب کو کہتے ہیں یعنی دل کو غیر خدا کے خیال سے خالی رکھے مثلاً اگر ایک سانس میں سو بار کلمہ طیبہ کہے تو غیر کی طرف دل نہ متوجہ ہو بلکہ اسماء و صفات باری تعالیٰ سے بھی غافل ہو جائے اور وحدت مطلق اور دراء الورد کو مد نظر رکھے یا وداشت ہر حالت میں اور اور ہر وقت خدا کی طرف متوجہ رہنا بعضے حضور قلب کو یادداشت کہتے ہیں اور اہل تحقیق

لہ خدا کے اخلاق سے متصف یعنی خدا کے اوصاف اپنے میں پیدا کر دے ۱۲ شہید لہ اسی مقصد کو ایک شاعر نے یوں ادا کیا ہے۔

شعش ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل : مثال اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدک ۱۲ شہید

کے نزدیک محبت ذاتی (جو یادداشت کے حاصل ہونے سے کنا یہ ہے) کے واسطے سے خدا کا شہود اور اس کا اس کا وجود دل پر غالب ہوتا ہے اور اس کو مشاہدہ کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مقام مذکور کہ خدا کی طرف پوری توجہ ہے، پوری فناء اور بقائے کامل کے بغیر نہیں حاصل ہوتا ہے ووقوف زمانی یہ ہے کہ انسان ہر حالت میں اپنے سے باخبر رہے خدا کی اطاعت کرتا ہے تو شکر کرے اور اگر گناہ میں ہے تو عذر اور توبہ کرے یا پاس انفاس کا خیال رکھے کہ حضور میں گذرتا ہے یا غفلت میں اور اسی طرح قبض و بسط میں شکر اور استغفار کرنا چاہئے اور اسی کو محاسبہ کہتے ہیں ووقوف عدوی نفی و اثبات طاق عدد کے خیال رکھنے کو کہتے ہیں جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے اور ذکر قلبی میں عدد کی رعایت کرنے سے پریشانی خاطر دفع ہوتی ہے ووقوف قلبی یہ ہے کہ ذکر کرنے والا خدا سے باخبر اور واقف ہے یا خدا کے حضور میں دل کے اس طرح حاضر رکھنے کو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے کوئی تعلق نہ رہے، اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ ذکر کے وقت ارتباط اور تنبیہ شرط ہے۔ کیونکہ محققین نے فرمایا ہے اگر طالب میں ذکر قلبی قرار نہ کرے اور اثر نہ کرے تو اس کو ذکر سے روک کر ووقوف قلبی کا مرشد حکم فرمائے تاکہ ذکر جلد اثر کرے۔

مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ

شیخ تمام باتوں سے خالی ہوا اپنے نفس ناطقہ کی طرف اس نسبت میں جس کا القامید پر منظور ہو توجہ ہو اور توجہ قلبی مرید کی طرف مائل کرے کہ میری کیفیت جذب مرید میں اثر کر رہی ہے خیال کرے انشاء اللہ حسب استعداد نور برکتیں حاصل ہوں گی اور لطیفہ قلب کے جاری کرنے کے بعد ہر لطیفہ پر تدریجاً توجہ کرے اور اس طرح انوار مراقبات و لطائف کے القایں توجہ کرے اور اگر مرید موجود نہ ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ کرے اور اسے فائدہ پہنچائے۔

مرض کے سلب کر لینے کا یہ طریقہ ہے

کہ دل کو تمام خیالات سے صاف کرے اور اپنے کو اسی مرض میں مبتلا سمجھے جو مرید کو ہے۔ تو وہ مرض اس کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اور یہ انسان میں خدا کی عجیب صفتوں میں سے ہے اور دوسرا طریقہ مرض کے دور کرنے اور توبہ بخشی کا یہ ہے کہ صاحب نسبت وضو کر کے دو نفلیں پڑھے

اور درود واستغفار پڑھ کر نہایت ہی خشوع و خضوع سے درگاہ الہی میں ملتی ہو کے مریض اور گناہ گار سے مرض اور گناہ دور ہو جائے اس کے بعد مریض یا گناہ گار کے سامنے بیٹھے اور پوری ہمت سے سانس لیتے وقت خیال کرے کہ مریض یا گناہ گار کے قلب سے مرض یا گناہ دور ہوتا ہے ایک لمبی سانس لے اور سانس نکالتے وقت تصور کرے کہ اس کے قلب سے مرض یا گناہ دفع کر کے زمین پر گر رہا ہے خدا کی مدد سے مریض شفا پائے گا اور گناہ گار توبہ کرے گا۔

زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا طریقہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ زندہ ہے تو اس کے سامنے بیٹھے اور اگر مردہ ہے تو اس کی قبر کے سامنے بیٹھے اور اپنے کو ہر نسبت سے خالی کرے اور علام الغیوب کی بارگاہ میں دعا کرے کہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو آگاہ کر اور اس کی باطنی کیفیت بتا۔ اور متوجہ ہو اس کی روح کی طرف اور تھوڑی دیر اپنی روح کو اس کی روح سے ملا دے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی طرف متوجہ ہو تو اگر اپنے میں کچھ کیفیات پائے تو سمجھے کہ نسبت اسی شخص کی ہے اور خطروں کے پہچان نے کا بھی یہی طریقہ ہے۔

خطرہ معلوم کرنے کا طریقہ

اپنے قلب کو خطرہ اور خیال اور حدیث نفس سے خالی کر کے اس کی طرف متوجہ ہو پھر جو کچھ اچھا برا خیال دل میں آئے اسی کی طرف سے خیال کرے۔

آئندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اپنے دل کو تمام خیالات سے صاف کر کے بارگاہ الہی میں دعا کرے کہ اے اللہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو اس واقعہ کی واقفیت دے تو اگر تمام خیالات دفع ہو جائیں اور اس واقعہ کے کشف کا انتظار جس طرح رپیا سے کو پانی کی طلب ہوتی ہے، حاصل ہو جائے تو پوری ہمت اور توجہ سے اپنی روح کو لمحہ بلمحہ ملاحظہ اعلیٰ یا ملاحظہ اسفل کی طرف حسب حیثیت متوجہ کرے تو وہ واقعہ آواز غیبی یا خود مشاہدہ سے یا خواب میں معلوم ہو جائے گا۔

بلا کے دفع کرنے کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اس بلا کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے بہت اور توجہ سے اس بلا کے دفع کرنے کی طرف بائبل ہو خدا کی مدد سے دور ہو جائے گی اور یہ باتیں اکثر متوسط درجہ کے سالکوں سے واقع ہوتی ہیں اور چونکہ منہجی لوگ دنیا کی چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں اس واسطے ان سے کم واقع ہوتی ہیں اور یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ عارف کے تمام مکشوفات کا صحیح اور واقعہ کے مطابق ہونا ضروری نہیں ہے اس لئے کہ واقعات کا کشف ظنی چیزوں سے ہے غلطی کا بھی احتمال ہے اور کبھی بالکل خلاف واقع بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسی باتوں کو ہر شخص کے سامنے ظاہر نہ کرنا چاہئے

باب قرآن شریف پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور دیگر اعمال کی کیفیت

سلوک الی اللہ کے تین طریقے تعلیم ہوئے ہیں اول کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر اور دوسرے قرآن شریف کی تلاوت تیسرے نماز پڑھنا اور باقی تمام ذکران میں شامل ہیں اور ان اذکار کی خوبیاں قرآن شریف و احادیث اور آثار صحابہؓ سے ثابت ہیں یہ مختصر رسالہ اس قابل نہیں ہے کہ اس میں اس کی خوبیاں بیان کی جائیں اور اس کے لا انتہا فضائل اور برکتیں انسان سے نہیں بیان ہو سکتیں اس واسطے سچے طالب کو کلمہ طیب کی فضیلت بھی سمجھ لینا چاہئے کہ ایک قدم لا الہ سے غیر خدا کی نفی پر رکھے اور دوسرا لا الہ سے جناب الہی میں رکھ کر خدا سے مل جائے اور قرآن شریف کی خوبیوں سے بھی جان لینا کافی ہے کہ اس کے پڑھنے سے خدا کی درگاہ کی حضوری اور اس سے ہم کلامی حاصل ہوتی ہے اور نماز میں یہ دونوں اور تمام دعائیں اور عبادتیں اور تسبیحیں موجود ہیں اور اس کے مراتب بھی لا تعداد ہیں ان کو بھی انسان نہیں بیان کر سکتا اور جو سالک استغراق اور جذبہ کی زیادتی میں نماز نہیں پڑھتے ہیں بہت سے مرتبوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

بلکہ ان کو مقصد اصلی بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اور نماز بندہ اور پروردگار کے درمیان ایک سیر ہے کہ مسلمان اس میں مشغول ہونے سے غیر خدا سے جدا اور خدا سے قریب ہو جاتا ہے وہ سلوک کا

۱۲ کوئی معبود اور قابل پرستش خدا کے سوا نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور اس

کے رسول ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید

طریقہ جو کلمہ طیبہ کے ذریعہ سے تقابیان کیا جا چکا اب کچھ طریقے اور کیفیت قرآن شریف کی تلاوت اور نماز پڑھنے کے طالبان حق کے طریقہ پر بیان کئے جاتے ہیں۔

اول قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ

قرآن شریف پڑھنا ایک بہت بڑی عبادت ہے اور خدا کی قربت کے لئے سوا فرض کے ادا کرنے کے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں تو اس کے آداب اور اس کا استیجاب یہ ہے کہ پوری طہارت سے نہایت اخلاص کے ساتھ کعبہ کی طرف منہ کر کے اعوذ اور بسم اللہ کے بعد خشوع اور خضوع سے ترتیل کے ساتھ پڑھے اور خیال کرے کہ میں خدا کی باتیں کر رہا ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو یہ جانے کہ وہ مجھ کو دیکھتا ہے اور امر و نواہی کا حکم دیتا ہے اور بشارت کی آیت پر مسرور ہو اور وعید کی آیت پر ڈرے اور روئے اور بلند آواز سے خوش آوازی جس سے طبیعت کو لطف آتا ہے اور غفلت دور ہوتی ہے) سے پڑھے یہ عام طریقہ ہے اور خاص طریقہ یہ ہے کہ پہلے شرائط کو مد نظر رکھے خلوت (جس میں کوئی شخص مخل نہ ہو) میں دو نفلیں ادب سے پڑھ کر حضور قلب سے بیٹھے۔ اور قرآن شریف سامنے رکھ کر خدا کے کلام کی بڑائی اور اپنی ذلت کا تصور کرے اور دل کو تمام خیالات سے صاف کر لے قرآن کی حقیقت (جو خدا کے کلام نفسی کی صفت ہے) کی طرف متوجہ ہو اور اس مراقبہ میں تھوڑی دیر ٹھیرے تاکہ اطمینان حاصل ہو اور حضور حق (جیسے شاگرد کو استاد کے سامنے ہوتا ہے) حقیقی طریقے سے حاصل ہو جائے اور اعوذ اور بسم اللہ کے بعد ترتیل اور تجوید کے ساتھ (جس طرح استاد کے سامنے پڑھتے ہیں) اور قرأت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے اور خیال کرے کہ منہ کی زبان اور دل صنوبری کی زبان برابر پڑھ رہی ہے اور اس خیال سے غافل نہ ہو اور اگر غفلت ہو جائے فوراً اعوذ باللہ پڑھ کر قلب کو حاضر کرے جب اس مشق سے اطمینان خاطر اور حضوری حق حاصل ہو جائے تو خیال کرے کہ ہر ہر انگٹا جسم کا قرآن شریف پڑھ رہا ہے اور جسم کے ہر حصہ سے الفاظ نکل رہے ہیں اور تمام جسم موسوی درخت کا حکم رکھتا ہے عین پڑھنے کی حالت میں اس

لے ترتیل اس کو کہتے ہیں کہ قرآن شریف اس طرح پڑھا جائے کہ ہر ہر لفظ آسانی سے سمجھ میں آ جائے اور ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ رہے مخلوط نہ ہو۔ اور حرف اپنے نخرج سے نکالا جائے اور اگر خوش آوازی سے پڑھا جائے تو بہتر ہے۔ ۱۲ شہیر

میں مستغرق ہو جب اس میں مل کر پیدا ہو جائے تو خیال کرے کہ خدا میری زبان سے پڑھ رہا ہے اور سن رہا ہے اور خیال کرے کہ سالک پڑھتا ہے اور خدا سالک کے کانوں سے سنتا ہے اور جب اس میں ملکہ پیدا ہو جائے تو اپنے پڑھنے میں خیال کرے کہ خود خدا پڑھتا ہے اور خود ہی سنتا ہے اور نہ سالک کا وجود ہے اور نہ دنیا کے دیگر موجودات کا بلکہ ایک آواز ہے جو ہر طرف سے آتی ہے اور سالک اس میں محو ہے اور جب اس مرتبہ میں بھی کمال ہو جائے گا تو خدا کے فضل سے اسید ہے کہ حقیقی معنی اور قرآن شریف کے بھید اس پر ظاہر ہو جائیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

سالک کو چاہئے کہ ہر عمل میں اور خصوصاً نماز میں ان کی روح اور مغز جس سے مراد محبت قلبی اور خلوص نیت اور درگاہ الہی میں قبولیت اور خدا کے سامنے محویت ہے کی حفاظت کرے لیکن اگرچہ حقیقت نماز اہل حقیقت کی نماز ہے اور اسے ادا کرنا اور وہاں تک پہنچنا مشکل اور اس میں بہت وقت ہے لیکن بہت اور کوشش کرنا چاہئے شاید خدا آسانی پیدا کر دے والذین جاهدوا فینا لنہدینہم سبلنا اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نماز کی ایک صورت خیال کہ نماز کا دل خالص نیت اور اس کی روح حضور قلب اور اس کا جسم رکوع وسجود وغیرہ اور اس کے اعضائے رئیسہ ارکان اور حواس ٹھہر ٹھہر کے پڑھنا اور قرأت کی درستی میں جب تک کہ ان میں سے ایک بھی نہ ہو گا اہل اللہ کے نزدیک نماز نہ ہوگی اور نماز کے لئے پوری پاکی کی بھی شرط ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور وہ پاکی دل کو غیر خدا سے صاف کرنا ہے کیونکہ خدا کی نظر عنایت اور قبولیت دل پر ہے۔

اللہ لا ینظر الی صورکم و اعمالکم و لکن ینظر الی قلوبکم و نیاکم تعجب قلب ناپاک ہے تو جسم

۱۵ جو ہمارے راستہ میں کوشش کرتے ہیں ہم خود ان کو اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں اور ان کو مطلوب تک پہنچا دیتے ہیں ۱۲ شہید :

۱۳ خدا تہادی صورتوں اور کارگزاریوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ دنیا میں بہت سے ایسے مکار ہیں جو جامہ سالوس زیب جسم کرنے میں لگیں ان کے قلب حد درجہ تاریک اور ان کے اندرونی افعال بہت ذلیل ہوتے ہیں تو خدا چونکہ علام الغیوب ہے اس واسطے وہ اندرونی حالتوں اور خلوص کو دیکھتا ہے کوئی وہ نماز جو بظاہر بھر پڑھی جائے اور اس میں خلوص نیت نہ ہو مگر قبول نہ کیا گئی اور صرف ایک ہی کلمہ جو خلوص نیت اور صرف وہی رکنیں جو حضور قلب سے خلاسی کے لئے پڑھی جائیں ضرور قبول کی جائیں گی ۱۲ شہید :

کس طرح پاک ہو سکتا ہے کیونکہ جسم قلب کے تابع ہے تو ایسا کرنا چاہئے کہ دل غیر خدا سے پاک ہو جائے اور کسی کو بزرگی اور تعظیم کے قابل سوا خدا کے نہ سمجھے تاکہ اللہ اکبر کہنا درست ہو اور حب تکبر کے واسطے ہاتھ اٹھائے تو خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو گیا۔ اور جہت و جہت کھینچتے وقت قلب کا منہ سمیت سے خدا کی طرف کرے اور ۲ الحمد للہ کہتے وقت خیال کرے کہ کوئی تعریف کے قابل عالم میں نہیں ہے اور تمام تعریفیں خدا ہی کی طرف رجوع کرتی ہیں اور رب العالمین میں خیال کرے کہ خدا کے سوا کوئی پروردگار نہیں ہے اور ۲ الرحمن الرحیم میں اس کی عنایت اور رحم کی امید کرے اور اس کو راسخ کرے اور ۲ صَالِکِ یُوصِی الدِّینِ میں ڈر اور قیامت کے دن کا خیال کرے اور ۲ اَلَمْ یَوْضِعِ اللّٰہُ دِیْنِی کے دن صرف خدا کا حکم ہو گا کا یقین کرے ۲ یا ک نعبدکے تولا موجود الا اللہ کا یقین کرے اور ۲ یا ک نستعین کہتے وقت لا فاعل الا اللہ کا تصور کرے اور ۲ اھدنا الصراط المستقیم سے وہ راستہ جو خدا تک پہنچا دے اور صراط الذین انعمت علیہم سے وہ راستہ انبیاء اور اولیاء کا تھا طلب کرے اور غیر المغضوب علیہم ولا الضالین سے خدا کے غصہ اور اپنی گمراہی سے پناہ مانگے اور کھڑے ہونے میں شریعت و طریقت پر استقامت کی آرزو کرے اور رکوع میں بڑائی اور اپنی حقارت کا اور سجدہ میں پناہ اور خدا کے ثبات اور بقا کا اور شہد میں اپنی محویت کا خیال کرے۔

اور اس بات کی کوشش کرو کہ جو نماز میں پڑھوں اسکو اپنے اوپر صادق کروں ورنہ قسمی اظلمو ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق کے مصداق بن جاؤ گے۔

اور حضور اور خلوص میں کوشش کرو اور جو نماز پڑھو اس میں مراقبہ کرو اور اگر اس میں حضور قلب نہ ہو اور کوئی کمی ہو تو پھر لوطا و حب چند بار ایسا کرو گے تو یقین ہے من طلب شیئا جہد وجد کے مطابق یہ دولت حاصل ہو جائے گی لیکن اسی پر صبر نہ کرو بلکہ ہمیشہ اس کی ایجابی صفت کے متمنی رہو تاکہ صلوٰۃ حقیقی حاصل ہو اور خدا کو پاؤ۔ شعر

دست از طلب ندارم تا کار من برآید یا من رسم بہ جانان یا جاں ز تنی برآید
پر عمل کرو انشاء اللہ خدا کے فضل سے کامیابی حاصل ہوگی۔

۱۔ کیا اس سے بھی زائد کوئی شخص حد سے زائد تجاذز کرنے والا ہے جو خدا پر اتہام لگاتا ہے اور صدق دل کو جھٹلاتا ہے ۲۔ جو شخص کسی چیز کی تلاش کرتا ہے اور اسی میں کوشش کرتا ہے یقیناً وہ اس کو پا لے ۳۔ شہید ۳ جب تک میرا مقصود نہ حاصل ہو جائے گا میں کوشش سے دست بردار نہ ہوں گا۔ یا تو میں اس تک پہنچ جاؤں گا یا میری جان نکل جائے گی ۱۲۔ شہید

نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ

نماز پڑھتے وقت قلب کے منہ کو حقیقت کعبہ (جو موجودیت خدا کی صفت ہے) کی طرف اور نماز کے نور حقیقت کا (جو خدا کے الوہیت کی صفت ہے) تصور کرے اور اپنی حقیقت (جو عبدیت کا مرتبہ ہے) کا تصور پوری عاجزی سے کرے اور غلامی کی خدمت کی خالص نیت کرے اور تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو کر خدا کی طرف پھرا اور اللہ اکبر کہہ کر خیال کرے کہ میں نے اپنے نفس کو تکبیر سے ذبح کر کے فنا کر دیا اور تسبیح (یعنی سبحانک اللہم اعظم) اور تحمید (الحمد پڑھنا) کے بعد قرأت شروع کرے اور قرأت میں خدا کی قبولیت کا تصور کرے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جسوقت بندہ الحمد للہ سب العالمین کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور حب الرحمن الرحیم کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے بزرگی اور بڑائی کی اور حب ایک نعبد وایاک نستعین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور جو کچھ اس نے مانگا خاص اسی کے واسطے ہے اور حب اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کے واسطے ہے اور جو کچھ اس نے مانگا وہ سب اس کے لئے ہے تو جواب کے تصور میں مستغرق ہو جائے اور رکوع میں پاؤں کی بیٹھ پر نظر رکھے اور خدا کی کبریائی اور بڑائی اور اپنی ذات کا تصور کرے اور سجدہ میں ناک کے نتھنے پر نظر رکھے اور اس کی بلندی اور اپنی حقارت اور خاک ساری کا تصور کرے اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور التجیات کے معنی کا خیال کرے اور اس حالت میں خیال کرے کہ خدا کے سامنے انبیاء کی مجلس میں داخل ہو گیا نیز ہر نماز میں ان تعبد اللہ کانک تراۃ کا تصور کرے اور اگر کوئی خیال زہن میں آئے تو لا صلوة الا بحضور القلب کے تصور سے دور کرے اور اس قدر آواز بلند کرے کہ خود سن سکے بلکہ پاس والا بھی سن لے مگر اتنا پکار کر نہ پڑھے کہ آواز حلق سے باہر نکلے لیکن جہری نماز میں بیشک بلند آواز سے پڑھے۔

نماز کا دوسرا طریقہ

مقررہ شرطوں کے ساتھ حالت نماز میں حقیقت کے نور پر (جو ستارے کی مانند چمکتا ہے

۱۔ الحمد کا ترجمہ :- سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جو دونوں عالم کا پروردگار ہے جو بہت رحمت کرنے والا ہے قیامت کے دن کا مالک ہے
۲۔ خدا ہم کو سیدھا راستہ دکھلا ان لوگوں کا راستہ جن پر تم نے انعام کئے نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے عذہ کیا اور جو گمراہ ہیں ۱۲ شہید

کھڑے ہونے کی صورت میں سجدہ گاہ رکوع میں پیشانی پر اور سجدہ میں تنکھنے پر اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور مستغرق ہو جائے تو جب نماز میں اس طرح مشق کرے گا تو خدا کی مدد سے نماز حقیقی حاصل ہو جائے گی اور مختلف قسم کی حقیقتیں اور معرفتیں ظاہر ہوں گی الصلوٰۃ معراج المؤمنین کا یہی مرتبہ ہے مقصد اصلی دنیا و مافیہا کو چھوڑ دینا اور خدا سے مل جانا ہے واللہ یدرزق من یشاء خدا ہم کو اور تمام دوستوں کو اور تمام طالبان حق کو اس دولت سے مشرف فرما اور اس میں موت دے اور اٹھا بمنہ و کرمہ بھیجی اللہ نبی و الہ و اصحابہ اجمعین آمین آمین آمین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا کی درگاہ میں جمال مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منورہ چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی دہنے اور الصلوٰۃ والسلام یا نبی اللہ کی بائیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے اس کے بعد طاق عدد میں جس قدر ہو سکے اللہ صلی علی محمد کما امرتنا ان نصلی علیہ اللہ صلی علی محمد کما ہواہلہم اللہ صلی علی محمد کما تحت وندہ اور سوتے وقت اکیس بار سورہ نصر پڑھ کر آپ کے جمال مبارک کا تصور کرے اور درود شریف پڑھتے وقت سرفہر کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف دہنی کر دٹ سے سوئے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھ کر دہنی ہتھیلی پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھ کر سوئے۔ یہ عمل شب جمعہ یا دو شنبہ کی رات کو کرے اگر چند بار کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ مقصد حاصل ہوگا۔

نماز کن فیکون کا طریقہ

مشکلوں کے دفع کرنے میں یہ سربیع الاثر ہے جس شخص کو کوئی حاجت یا دشواری پیش آئے شب

۱۷ اے خدا صلوٰۃ بھیج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح تو نے ہم کو حکم دیا کہ ہم ان پر درود بھیجیں اے خدا آنحضرت پر البیاد درود بھیج جس کے درمقابل ہیں اور ان پر البیاد درود بھیج جیسا تو پسند کرتا ہے اور جس سے تو راضی نہ ہوتا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید دکنی علی

چہار شنبہ اور پنجشنبہ کو پوری طہارت اور پورے خلوص سے دو رکعتیں پڑھے پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور قل سوا سو بار اور دوسری رکعت میں الحمد سو بار اور قل ہو اللہ ایک بار پڑھے اور سو بار کہے اے دشواریوں کے آسان کرنے والے اور اے تاریکیوں کے روشن کرنے والے اور سو بار استغفار اور سو بار درود شریف پڑھے اور حضور دل سے خدا کی درگاہ میں دعا کرے اور تیسری رات میں نماز وغیرہ پڑھ کر برہنہ سر ہو کر دہنی آستین نکال کر گردن میں ڈالے اور گریہ و زاری سے درگاہ الہی میں، پچاس بار دعا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول ہوگی اور خاندانِ چشتیہ میں یہ عمل بہت مؤثر اور مجرب ہے اسی سبب سے اس کا نام صلوٰۃ کن فیکون ہے کہ مقصد پورا کرنے میں بہت جلد تاثیر کرتی ہے۔

نماز استخارہ کا طریقہ

جس کام کو شروع کرنا ہو پہلے اس میں استخارہ دیکھ لے، مسنون استخارہ میں خواب وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے صرف قلبی اطمینان کافی ہے اگر وقت نہ ہو تو صرف دعا کرے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں استخارہ کی نیت سے پڑھے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا اللہ ^ع اور دوسری میں قل ہو اللہ الایۃ پڑھے سلام پھرنے کے بعد اللہم اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاسْتَغْفِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَإِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا اَمْرٌ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَاجْلِبْ لِّیْ فَاَقْدِرْ لَیَّ وَیَسِّرْ لِّیْ ثُمَّ بَارِکْ لِّیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا اَمْرٌ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْفِیْ عَاجِلْ اَمْرِیْ وَاجْلِبْ فَاَصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاقْدِرْ لِّیْ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضَیْ بِہِ

اے خدا میں تیرے علم سے اچھائی طلب کرتا ہوں اور قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت سے اور تیری بڑی عنایت سے مانگتا ہوں اس لئے کہ تجھ کو قدرت ہے مجھ کو نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں اور تو غیب کا بڑا جانتے والا ہے اے خدا اگر تو یہ جانتا ہو کہ یہ کام میرے دین اور معاشرت اور میری آخرت اور جلد پیش آنے والی بات اور دیر میں آنیوالی بات میں اچھا ہے تو مجھ کو اس کی قدرت دے اور میرے واسطے کر دے پھر اس میں مجھ کو برکت دے اور اگر تو یہ جانتا ہے ان سب چیزوں میں یہ کام میرے واسطے برا ہے تو اسے مجھ سے دور رکھ مجھ کو اس سے علیحدہ کر دے، اور جہاں کہیں اچھائی ہو اس پر قدرت دے پھر مجھ کو اس سے راضی کر دے

استخارہ کا دوسرا طریقہ

مشائخ چشتیہ نے کہا ہے کہ عشا کی نماز کے بعد استخارہ کی نیت سے دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد قل ہواللہ تعالیٰ بار پڑھے سلام کے بعد اول و آخر تین تین بار درود شریف پڑھ کر یا سلام سلمتی تین سو ساٹھ بار پڑھے اس کے بعد یا علیم علمنی یا بشیر بشر فی یا خبیر خبرنی یا مبیین بین فی چار چار سو بار پڑھے اس کے بعد منہ قبلہ کی طرف کر کے اور سر قطب کی طرف اور پیر دکھن کی طرف کر کے زمین پر سو رہے اگر معذور ہے تو اس کو اختیار ہے لیکن کسی سے گفتگو نہ کرے اور درود شریف پڑھتا ہو اسو جائے اور اس عمل کو دو شنبہ یا جمعرات کی رات کو کرے اگر ایک شب میں نہ معلوم ہو تو تین یا سات رات تک کرے انشاء اللہ جو کچھ مقصد ہوگا حاصل ہو جائے گا۔

دوسرا طریقہ

سورۃ فاتحہ ایک بار سورۃ ناس تین بار سورۃ قل تین بار سورۃ اخلاص تین بار سورۃ کافرون تین بار در چاروں قل اور الحمد سورۃ اذا جاء نصر اللہ بچیس بار اس کے بعد جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے یہاں تک کہ درود شریف پڑھتے پڑھتے سو جائے اور سوتے وقت رہنے ہاتھ پر بھونک کر اور ہاتھ گلے کے نیچے رکھ کر سوئے۔

صبح و شام کے مختلف اعمال کا بیان

قلبی اشغال میں مشغول ہونے والے کو واجبات فرائض اور سنتوں کے علاوہ بعض عبادتیں اور ادوار وظائف زبانی بھی (جو قلب کی صفائی میں مددگار اور معاون ہوں) ضروری کرنا چاہئے چنانچہ تہجد کی بارہ رکعتیں اور چھ یاد و اشراق کی رکعتیں اور چاشت کی رکعتیں اور صلوٰۃ الزوال کی چار رکعتیں اور صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعتیں (اور بعض لوگ بیس بھی کہتے ہیں) اور چار سنتیں نماز عصر سے پہلے اور چار سنتیں عشاء سے پہلے اور فرصت ہونے کی صورت میں جمعہ کے دن صلوٰۃ التسبیح اور ایام بیض کے تین روزے اور جمعرات اور دو شنبہ کے دو روزے اور شوال کے چھ روزے

اے جاننے والے مجھ کو بتا دے اے خوشخبری دینے والے مجھ کو خوشخبری دے اے خبر رکھنے والے مجھ کو خبر دے اے بیان کرنے والے مجھ سے بیان کر دے ۱۲ شہید ع ۱۵ سلامتی والے مجھ کو محفوظ رکھ ۱۲ شہید

اور ابتدائے ذالحجہ کے نوروز نے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو عرفہ کا روزہ ضرور رکھے اور عاشورے کا روزہ اور اوائل رجب و شعبان کے آٹھ روزے رکھے اور قرآن شریف استقدر پڑھے کہ چالیس روز میں ختم ہو جائے اور نماز صبح کی فرض اور سنت کے درمیان بسم اللہ کے ساتھ الحمد اکتالیس بار پڑھے اور نماز صبح کے بعد سورہ یسین اور دس بار کلمہ چہارم اور سو بار سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم و بحمدہ استغفر اللہ اکتالیس بار اور اللہم صلی علی سیدنا محمد الخ جس قدر ہو سکے پڑھے اور ظہر کی نماز کے بعد نافحتا اور اگر ہو سکے ایک منزل و لائل النجرات پڑھے، اور عصر کی نماز کے بعد سورہ عم یقیناً و سورہ یسین اور اگر ہو سکے نماز کے بعد سورہ واقعہ اور عشاء کی نماز کے بعد سورہ ملک یا سورہ سجدہ اور ایک سو بار یا حی یا قیوم برحمتک استغیث اور اول و آخر درود شریف معنی کے خیال اور حضور قلب سے پڑھے اور صبح و شام سید الاستغفار ایک بار اور خدا کے ننانوے نام ایک بار اور اللہم انت السلام و منک السلام و علیک یرجع السلام حینا ربنا یا السلام و ادخلنا دار السلام تبارکت ربنا و تعالیٰ یا ذا الجلال و الاکرام اور آیتہ الکرسی اور آمن الرسول آخر سورہ تک ایک ایک بار اور اعوذ بکلمات اللہ التامات کلمہ سی شر ما خلق تین بار اور سورہ شمس کی آخر آیتیں ایک بار اور بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیئی فی الارض و لا فی السماء هو السميع العليم تین بار اور رضیت باللہ رباً و بالاسلام دیناً و بحمدہ نبیاً صلی اللہ علیہ وسلم تین بار اور حزب النجرات ایک بار اگر ہو سکے ہر نماز کے بعد آیتہ الکرسی ایک بار اور سبحان اللہ و الحمد للہ و اللہ اکبر تینتیس تینتیس بار اور چوتھا کلمہ یعنی لا الہ الا اللہ و عدہ لا شریک لہ الملک و لہ الحمد عی و مییت و هو حی لا یموت بیدہ الخیر و هو علی کل شیء قریب پڑھے اور کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہم بارک لنا فیہ اور کھانے کے بعد الحمد للہ الذی اطعمنا و سقنا و جعلنا من المسلمین پڑھے اور سوتے وقت الحمد اور آیتہ الکرسی ایک ایک بار اور معوذتین تین بار اور سورہ کہف کی آخر کی آیتیں پڑھے اور سو کے اٹھ تو کلمہ چہارم پڑھے اور پائے خانے جاتے وقت اللہم انی اعوذ بک من الخبث و الخبائث اور نکل کر غفرانک اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بسم اللہ و اللہ اکبر و اللہم انی اسئلک رضاک

۱۰ کوئی پروردگار سوائے خدا کے نہیں ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی ملک اور اسی کے واسطے تعریف ہے وہ مارتا ہے اور وہ زندہ کرتا ہے اور وہ زندہ ہے اور نہ فنا ہوگا اس کے قبضہ میں اچھائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۱ شہید

کہنے کی عادت ڈالے اور بھی نماز فجر و عصر کے مسبحات عشر پڑھے اور بہت سے اور اد بھی اگر کرنا چاہے تو دوسری حدیثوں میں جیسے حصن حصین میں دیکھے باقی ہر حالت میں اشتغال قلبی میں مشغول رہے اور بعض بزرگ سکون طبیعت اور اطمینان کے واسطے نماز ظہر یا نماز چاشت کے بعد ختم خواجگان بھی پڑھتے ہیں۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سات بار الحمد اس کے بعد سورۃ الم نشرح انا سی بار درود شریف سو بار پڑھے اور اس کے بعد ایک ہزار بار سورۃ اخلاص اس کے بعد سات بار الحمد اور سو بار درود شریف اور سو بار یا قاضی الحاجات و یا کافی المهمات یا دافع البلیات یا حل المشکلات یا رافع الدرجات یا شافی الامراض یا مجیب الدعوات یا الرحمن الرحیم پڑھے۔

ختم خواجگان چشت کا طریقہ

ہر مشکل اور ہم کے واسطے وضو کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے پہلے دس بار درود شریف اس کے بعد تین سو ساٹھ بار لا ملحاً لا منجاً الا اللہ الیہ پڑھ کر الم نشرح تین سو ساٹھ بار پڑھے اور پھر دعائے مذکور تین سو ساٹھ بار درود شریف پڑھ کر ختم کرے اپنی مراد خدا سے مانگے۔

ختم خواجگان قادر یہ کا طریقہ

کسی بڑی بات کے حاصل ہو جانیکے لئے پہلے دو نفلیں پڑھے اس کے بعد ایک سو گیارہ بار سورۃ الم نشرح بعد کلمہ تجید ایک سو گیارہ بار اور سورۃ یسین ایک بار پڑھے اور اگر بڑا ختم کرنا ہے تو سورۃ الم نشرح ایک ہزار گیارہ مرتبہ پڑھے اور چھوٹے ختم کی صورت میں ایک سو اکتالیس بار لیکن ہر صورت میں اس کے بعد ایک سو گیارہ بار درود شریف پڑھے اور خدا سے اپنی مراد مانگے۔

سلوک کے راستوں کے موانع کا بیان اور ان کے دفعیہ کا بیان

حدیث نفس اور بیکار خیالات اور لغو فکریں اور تشویشیں ہر طالب کی راہ سلوک میں مانع ہوتی ہے یعنی وہ دس چیزیں جو سات سات بار پڑھی جاتی ہیں سورۃ فاتحہ سورۃ ناس سورۃ قلق سورۃ اخلاص سورۃ کافرون آیت اکرسی کلمہ تجید شریف اور اللہم اغفرنا لا حیار منہم والاموت اور اللہم یا رب افعلى و لہم عاجلاً و اجلاً فی الدیہ و الدنیا و الاخرۃ انت اهل ولا تفعل بنا یا مولینا ما نحن لہ اهل انک غفرہ رحیم جو اذ کیرم ملک برزوف رحیم ۱۲ شہید

ہیں اور یہ بہت سخت مرض ہے بزرگوں نے اس کے علاج تجویز کئے ہیں اگر برے خیالات کی وجہ سے اشتغال اور نسبت قلبی میں کوئی خلل واقع ہو تو نہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور خلوت رحس میں شور و غل کی آواز نہ آ سکے (نہیں بیٹھے اور معوذتین اور قل ہو اللہ تعالیٰ میں بار پڑھے اور استغفر اللہ من جمیع الذنوب بار پڑھے اور تین مرتبہ اعوذ بربیعہ کر بائیں شانے کی طرف پھونک کر اور کھڑے ہو کر دو گانہ پڑھے اور جتنی بار ہو سکے اللھم طھر قلبی عن غیرک و نور قلبی بنور معرفتک ابد یا اللہ یا اللہ یا اللہ اس کے بعد بائیں طرف یا نور اور دایہ طرف یا نور اور دل میں یا نور کی ضرب دگائے اور تکرار کرے اور اگر پھر طبیعت میں گھبراہٹ ہو تو فوراً وضو کر کے اسی ذکر میں مشغول ہو جائے اور اگر پھر تشویش ہو تو پھر ایسا کرے انشاء اللہ دو تین دفعہ میں قلب کو تسکین ہو جائے گی پھر نفی اثبات کے ذکر میں لا فاعل الا اللہ ولا موجود الا اللہ کے تصور کے ساتھ مشغول ہو جائے اور مد و شد اور خوش آوازی کا خیال رکھے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مقررہ طریقہ پر یا اللہ یا فتح یا باسط میں سے کوئی نام لیکر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے اگر پھر بھی خیالات نہ دور ہوں اور طبیعت پریشان رہے چند بار مذکور تصور کے ساتھ نفی اثبات کی مشق کرے کہ یہ خیالات خواہ اچھے ہوں یا برے خدا ہی کے ساتھ قائم ہیں بلکہ عین خدا ہیں کیونکہ بعضوں کے نزدیک برائی بھی خدا کے ظہور سے ہے اور ہو الذل هو الآخر هو الظاهر هو الباطن وهو بکل شیء علیم پڑھے یقیناً اس سے شوق و اشتیاق زائد ہو جائے گا۔ اور تمام خیالات دور ہو جائیں گے۔

تفرقوں کی کیفیت اور ان کا علاج

تفرقہ اور پریشانی طبیعت کے چند اسباب ہیں کبھی زیادتی شوق کے فساد سے اس کی صورت ہے کہ عاشق خدا کے وصل کے آرزو مند ہیں اور وہ بغیر طالب کے ذات خدا میں فنا ہوئے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور فنا موقوف ہے مستی اور طبیعت کے سکون پر جب بعض طالب شوق کی زیادتی میں بڑی بڑی ریاضتوں کا بار اپنے سر لیتے ہیں اور اپنے نفس کو یک لخت اس کی لذتوں اور خواہشوں سے روک دیتے ہیں اور بے انتہا بھوک اور پیاس اور آرام تک کرنا اختیار کر لیتے ہیں تو یہ باتیں طبیعت میں انقباض پیدا کر دیتی ہیں اور اس کے فتور کی وجہ سے فرحت و انبساط پریشانی اور غم سے بدل جاتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ نفس کو اس کے مباح چیزوں کی خواہش میں خود مختار کر دے اور اس وقت ریاضیت پھوڑ دے۔

جب تک کہ شوق اور انشراح طبیعت اور مستی پھر پیدا ہو جائے اور کبھی اس کا سبب نامردی اور کمزوری ہوتی ہے یعنی نفس اپنی خواہشوں کے چھوڑنے کی جرأت نہیں کرتا اور تفرقہ اور پریشانی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج نصیحت ہے کیونکہ مسلمان اور طالب حق کی بہت ریاضت اور اطاعت ہے اور خدا کے دشمن اور منافق کی بہت کھانا پینا اور اپنے نفس کی خواہشوں اور لذتوں میں مشغول ہونا ہے اور حق کے طالب اپنی جان اور دل خدا کے دیں پر فدا کر دیتے ہیں اور منافق اپنے دین ایمان کو مال و زر پر فدا کر دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ منها۔

یا تفرقہ کا باعث وہ فکر ہے جو شیطان اس میں پیدا کر دیتا ہے جس سے دل ناامیدی اور کم ہمتی کی طرف مائل ہو جاتا ہے یا مرشد کی باتوں پر اعتراض کرنا شروع کرتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بہت جمع کرے اور لا تقنطوا من رحمۃ اللہ پڑھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ جو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا یاد کرے یا تفرقہ کا سبب نفس کی رگ کا باقی رہتا ہے جس کی تلر کی طالب حق میں باقی رہتی ہے اور اس کے سبب سے پریشانی اور رنج و ناامیدی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج کسر نفسی اور وہ ذلت برداشت کرنا ہے جو نفس پر شاق ہو یا ہمیشہ ذکر اور خلوت کرنا ہے یا اس کا سبب رنج اور ارادہ کی پریشانی ہے کہ جس قدر وہ قلب کی صفائی اور روح کے جلا کرنے میں مشغول ہونا چاہتا ہے اسی قدر اس کا نفس نافرمانی کرتا ہے تو اس کا سبب مزاج کا مختل ہونا ہے کہ سوداوی اخلاط دل پر غلبہ کر لیتے ہیں اس کا علاج فصد اور ترقی کر کے صفائی اور مزاج کا معتدل کرنا ہے یا اس کا سبب بے وضو ہونا اور ناپاکی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے کو خوب پاک اور طاہر رکھے یا اس کا سبب غر یا پر ظلم کرنا اور اہل حق کا حق غصب کرنا ہے اس کا علاج اس خلل کا دور کر دینا ہے یا تفرقہ کا سبب حرام اور مشکوک غذاؤں کا کھالینا ہوتا ہے اس کا یہ علاج ہے کہ ان کو چھوڑ دے اور توبہ کرے اور کبھی تفرقہ جادو اور دیوانگی جو شیطان سے ہوتی ہے کی وجہ سے ہوتا ہے اس کا علاج معوذتین پڑھنا اور تصدق ہو سکے یا اللہ یا اللہ کا ذکر کرنا اور کبھی مشائخ طریقت سے بے ادبی کرنے سے پیدا ہو جاتا ہے اس کا علاج اس سبب کا دور کر دینا ہے علاوہ اس کے تفرقہ اور تشویش کے دور کرنے کے واسطے بدن اور کپڑوں کی پاکی کے ساتھ نفی و اثبات کرنا چاہئے۔

چلہ کا طریقہ

مقصد حاصل ہونیکے لئے حضرات اہل طریقت نے چلے مقرر کئے ہیں اور اس کے فائدے اور سندیں

لہ اللہ ہم کو اس سے بچائے ۱۲ شہید رحمۃ اللہ کی رحمت سے ۱۵ امید رہے ہو ۱۲ شہید

سلوک کی کتابوں میں موجود ہیں اس مختصر رسالہ میں نہیں بیان کئے جاسکتے طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت خالص کرے یعنی صرف خدا کی رضا مندی کا سنت کی اتباع میں قصد کرے اور غیر خدا سے بغرض عبادت فراغ حاصل کرے اور خدا کے ذکر کا قصد کرے اور خلوت کی واسطے جامع مسجد بہتر ہے تاکہ جمعہ اور جماعت کی فضیلت سے محروم نہ رہ سکے تو نہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے پھر شعبان کی بیسویں تاریخ عصر کی نماز کے پہلے جو نوافل کے پڑھنے کا وقت ہے اعوذ بسم اللہ اور معوذتین اور کلمہ تجید پڑھ کر مرشد کے واسطے سے مشائخ طریقت کی مقدس روحوں سے مدد مانگ کر خلوت میں آجائے اور خلوت میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ والحمد للہ والصلوة علیٰ رسول اللہ اور رہنا قدم رکھے اسکے بعد اللہم افتح لی ابواب رحمتک کہہ کر داخل خلوت ہو اور دو نفلیں ماسوی اللہ سے جدا ہونے اور خدا کی طرف لوٹنے کی نیت سے پڑھے اور اگر عصر کی نماز کے بعد خلوت میں داخل ہو تو نفل نہ پڑھے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اطہر پر فاتحہ پڑھے اور حضور کی روحانیت سے استقامت حاصل ہونے میں مدد مانگے اس کے بعد ذکر و شغل اور مراقبہ جو کچھ اس کو مرشد سے پہنچا ہے اس میں مشغول ہو جائے۔

اور خلوت کی شرطیں یہ ہیں ہمیشہ روزہ رکھنا، کم سونا، لوگوں سے کم ملنا اور طہارت اور عبادت پر ہمیشگی کرنا، اور درود شریف پڑھنا، اور ہمیشہ ذکر کرنا ان تمام شرطوں اور ارکان خلوت کا خیال رکھنا چاہئے اور ان میں سے کسی سے غفلت نہ کرے تاکہ خلوت کے مفید نتائج مرتب ہوں اور رمضان کے آخر دس دن کی طاق راتوں یعنی اکیس، بیس، پچیس، ستائیس، انتیس میں تمام رات جاگا کرے تاکہ لیلۃ القدر کی برکت سے فائدہ اٹھا سکے۔

اس کے سوا اور راتوں میں رات کے تہائی حصہ تک جاگے اور ذکر کرتا ہوا سو جائے جب آخر کی تہائی رات آئے اٹھ کر جلیدی استنجا اور وضو کرے پھر تہجد کی نماز پڑھے اور ذکر و شغل اور مراقبہ میں صبح تک مشغول رہے جب عبید کا چاند دکھائی دے مغرب کی نماز کے بعد دو گانہ پڑھ کر خلوت سے باہر آئے۔

خلوت کی شرطیں

مجتہد طریقت حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے خلوت کی چند شرطیں بیان کی ہیں

۱۵ کیونکہ حدیث ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال و آفتاب نکلنے وقت اور عصر کی نماز کے بعد قبل غروب آفتاب کے نماز پڑھنے کو منع فرمایا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرسنگی محلی۔

پہلے ہمیشہ با وضو رہے اور جس وقت ٹوٹ جائے فوراً کرے کیونکہ اس سے انشراح طبیعت اور قلب کی نورانیت بڑھتی ہے۔

دوسرے ہمیشہ روزہ رکھنا اور نماز مغرب کے پہلے افطار کرے اور عشاء کی نماز کے بعد کھانا کھانا اگر اس سے پریشان ہو جاتا ہو تو مغرب اور عشاء کے درمیان میں بھی کھا سکتا ہے۔

تیسرے کھانا کم کو دینا کہ معدہ کا تہائی خالی رہے اور اگر قدرت ہو تو اس سے بھی کم کر دے اور اس قدر کم نہ کرے کہ ضعف کی وجہ سے انشراح اور خوشی تشریف لے جائے اور عبادت کا لطف جاتا رہے غرض کھانا کم کھانے سے قلب کی رقت اور دل کی صفائی اور قوت ملکیت زائد ہوتی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے بھوک اللہ کا کھانا ہے چوتھے سوائے خدا کے ذکر کے زبان سے کچھ نہ نکالے تو سالک کو خلوت میں کسی سے گفتگو نہ کرنی چاہئے ہاں اگر کوئی شرعی ضرورت پیش آئے تو بقدر ضرورت ملازم سے گفتگو کرے بلکہ سوائے ملازم کے کسی کو خلوت میں آنے بھی نہ دے کیونکہ خاموشی سے حکمت حاصل ہوتی ہے اور بیکار گفتگو کرنے سے ذکر کرنے کا نور ضائع ہو جاتا ہے۔

پانچویں ہمیشہ ذکر اور مراقبہ کرنا اور انا جلیس من ذکر فی کا تصور کرنا ہے اس طرح کہ غفلت نہ آنے پائے اور خلوت کی اصلی غرض بھی یہی ہے۔

چھٹے خطرات کا دور کرنا اور حدیث نفس کو دفع کرنا ہے تو غیر خدا کے خواہ اچھا ہو یا برا خیال کے روکنے کی کوشش کرے کیونکہ حدیث نفس کا آجانا ذکر سے روکتا اور قلب کو تاریک اور خلوت کے فائدہ کو ضائع کر دیتا ہے ساتویں دل کا شیخ سے ربط رکھنا اس خیال سے کہ اس سے مدد حاصل کرے اور اس اعتقاد سے کہ شیخ خدا کا مظہر ہے خدا نے فیض پہنچانیکے لئے میرے اوپر اسکو متعین کیا ہے اور شیخ ہی کے ذریعہ سے خدا تک رسائی ہو سکتی ہے تو ہمیشہ محبت اور انقیاد سے شیخ کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ فیض کا دروازہ اس پر کھل جائے اور اپنے دل میں شیخ کی نسبت کوئی اعتراض نہ لائے کیونکہ اس سے خدا تک رسائی رکجاتی ہے نعوذ باللہ من الجود بعد الکود

نصیحت اور وصیت آمیز کلمے

حق کے طالب کو پہلے فرقہ ناجیہ کے عقائد کی تصحیح کے لئے ضروری مسائل سیکھنا چاہئے کتاب اور سنت اور آقا صحابہ کی پیروی کرنا چاہئے اس کے بعد نفس کی پاکی اور اس کے غیر خدا سے خالی کرنے کی طرف متوجہ

۱۰ لیکن اگر ابراہیم ہو تو مغرب کی نماز کے بعد احتیاطاً روزہ کھولنا افضل ہے ۱۲ شہید

ہونا چاہئے چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ رباعی

خواہی کہ شود دل تو چوں آئینہ :: ذہ چیز بروں کن از درون سینہ
حرص وائل و غضب و دروغ و غیبت :: بخل و صدور یا و کبر و کینہ

اس کے بعد قلب کو صاف کرنا اور جلا دینا جس سے مراد اچھی عادتیں اختیار کرنا ہے (چاہئے چنانچہ اس دوسری رباعی میں اس طرف اشارہ ہے۔ رباعی

خواہی کہ شوی منزل قرب مقیم :: نہ چیز یہ نفس خویش فرما تعلیم
صبر و شکر و قناعت و عزم و یقین :: تفویض و توکل درضا و تسلیم

فائدہ سالک کو چاہئے کہ شرع کے احکام کا مضبوطی سے پابند ہو اور اس کے ممنوعات سے پرہیز کرے اور پرہیزگاری اور خوفِ خدا اپنا طریقہ کرے اور تمام حالتوں میں سنتوں کا خیال کرے اور ان چیزوں سے جن کو خدا نے منع کیا ہے اور مشتبہ چیزوں سے بچے اور اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرے اور استغفار اور اچھی باتوں سے اس کا تدارک کرے اور دوسرے وقت پر نہ اٹھا رکھے اور باجماعت مسجد میں نماز پڑھے اور جو وقت فرائض اور واجبات اور سنتوں کے پورا کرنے سے بچے اسے باطنی اشغال میں صرف کرے اور اوراد و نوافل کے زیادہ کرنے کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ باطنی اشغال کو اپنے اوپر فرض سمجھے اور کبھی غافل نہ ہو جب ان میں لطف اور مزا پائے خدا کا شکر ادا کرے اور تھوڑے لطف کو زائد سمجھے اور ہر کام خدا کی رضامندی کے لئے کشف و کرامات میں لطف نہ حاصل کرے بلکہ اس سے بیزار ہو اور بسط کی حالت میں شکر ادا کرے اور شرع کی حدوں کا خیال رکھے اور جب انقباض ہو مایوس اور پریشان نہ ہو جائے اپنے کام میں مصروف رہے اور اپنی غلطی تسلیم کرے اور تمام عبادتوں میں اپنے کو قاصر خیال کرے اور باطنی حالتوں کو کسی جاہل کے سامنے نہ بیان کرے اور غیر محرم سے بھی نہ کہے۔ اور محرم سے بھی تنہائی اور علیحدگی میں کہے اور اوقات کی پابندی کرے اور غیر مستقل مزاجی سے علیحدہ رہے اور دل سے دنیا اور تمام دنیا کی چیزوں کی محبت چھوڑ دے ورنہ ایک ہزار برس تک بھی عبادت کرنا فائدہ نہ دے گا۔

۱ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا قلب آئینہ کی طرح صاف اور روشن ہو جائے تو یہ دس خبیث عادتیں اپنے سینہ سے نکال ڈالو لائحۂ آرزو
غضب جھوٹ غیبت کرنا کجگوشتی حسرت یا کبر کینہ ۱۲ شہید اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی قربت حاصل کرو... تو اپنے نفس کو نو
چیزوں کی تعلیم دو صبر کرنے شکر کرنے قناعت کرنے اور خدا پر یقین کرنے اور اپنے کو اس کے سپرد کر دینے اور حوالہ اختیار کر دینے
اور اسکی رضامندی پر راضی ہونے اور اس پر بھروسہ کرنے کی ۱۲ شہید۔

دل ایک آئینہ ہے اس میں غیر اللہ کو نہ دیکھے اور مرتبہ اور غیرت کی خواہش کرنا اپنے کو گمراہ کرنا ہے ال سے پناہ مانگے اور وقت کو غنیمت سمجھے اور غفلت اور بیکاری میں ضائع نہ کرے کیونکہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں اور مردانہ دارگامزنی کرے اور خوشی و غم کو بالائے طاق رکھے اس واسطے کہ یہ ایک حجاب ہے اور جو شخص سنت رسول کا پابند اور ہم جنس نہ ہو اس کی صحبت میں شریک نہ ہو اگرچہ اس شخص سے کرامتیں اور خرق عادات ظاہر ہوں اور وہ آسمان پر بھی اڑے اور لوگوں سے بقدر ضرورت ملے اور اچھے بُرے سے خوش اخلاقی سے پیش آئے اور لوگوں سے عاجزی اور انکساری کا برتاؤ کرے اور خاکساری اور نیستی کو اپنا طریقہ بناوے اور کسی پر اعتراض نہ کرے اور گفتگو نرمی سے کرے اور خاموشی اور خلوت پسند ہو اور اطمینان سے اپنے کاموں میں مشغول رہے اور پریشان نہ ہو اور جو باتیں پیش آئیں ان کو خدا کی طرف سے سمجھے اور ہمیشہ دل کی حفاظت کرے تاکہ غیر خدا کا خیال نہ آنے پائے اور دینی باتوں میں لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور ہر کام کو خالص نیت سے سرانجام دے اور کھانے پینے میں اعتدال مد نظر رکھے نہ اس قدر کھائے کہ کابل ہو جائے اور نہ اتنا کم کہ ضعف کی وجہ سے عبادت نہ کر سکے اس طرح ہر کام میں فراط و تفریط سے پرہیز کرے اور اگر نفس کی خواہش پوری کرے تو اس سے کام بھی لے اور بہتر تو کما کر کھانا ہے اور اگر توکل کرے تو یہ بھی اچھا ہے لیکن کسی سے طمع نہ کرے اور دل کو غیر خدا کے تعلق سے علیحدہ رکھے اور کسی سے امید خوف نہ رکھے اور غیر خدا سے محبت نہ کرے اور حق کی جستجو میں پریشان اور بے آرام رہے اور ہر جگہ خدا کے ساتھ رہے اور تھوڑی اور زائد نعمت کا شکر ادا کرے اور شکر ستی اور فاقہ اور روپیہ کی کمی سے پریشان نہ ہو جائے بلکہ اس میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور خدا کا شکر ادا کرے کہ اس نے اولیاء اور انبیاء کا مرتبہ مجھ کو عنایت فرمایا اور اپنے متعلقین سے ہر بانی اور نرمی سے پیش آئے اور ان کی غلطیوں سے درگزر کرے اور ان کے عذر قبول کرے اور لوگوں کی غیبت سے بچے اور لوگوں کا عیب چھپائے اور اپنے عیبوں پر غور کرے اور سب مسلمانوں کو اپنے سے بہتر سمجھے اور کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے اگرچہ حق بجانب ہو اور مسافر پروری اور ہمانوازی اپنی عادت کرے اور غریب اور مسکین لوگوں کی صحبت پسند کرے اور علماء اور صلحاء کی خدمت میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور جو کچھ اپنے پاس ہو اس کو

لے آنحضرت صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے الفقر فحذی یعنی فقیروں کو فخر ہے ۱۲ شہیدؒ قرآن شریف میں اس کی سخت ممانعت ہے اور فرمایا گیا ہے ولا یغتب بعضکم بعضا ایجب اہد کم ان یا کملی لحمنا خبیہ متبعا غیبت کرنا، اور اپنے مردہ بھائی کا کچا گوشت کھانا برابر ہے ۱۲ شہیدؒ حدیث میں ہے تم پر علماء کی صحبت میں بیٹھنا ضروری ہے کیونکہ جس طرح مردہ زمین پانی سے میراب و شاداب ہوجاتی ہے اس طرح مردہ دل حکمت کے نور سے زندہ ہوجاتے ہیں ۱۲ شہید

اچھے مصرف میں خرچ کرے تاکہ وہ روپیہ نقصان نہ پہنچا سکے اور کسی چیز سے قلبی تعلق نہ رکھے اور سستی نیستی کو برابر سمجھے اور فقیروں کے کپڑوں کو پسند کرے اور جس قدر کپڑا اور کھانا میسر ہو اس پر قناعت کرے اور ایثار کی عادت ڈالے اور پیاس اور بھوک (جو خدا کا کھانا ہے) کو دوست رکھے اور ہنسے کم اور رونے زائد۔ اور خدا کے عذاب اور اس کی بے نیازی سے ڈرتا رہے اور موت کو جو غیر خدا کی فنا کرنے والی ہے ہمیشہ مد نظر رکھے اور جدائی کی جگہ یعنی جہنم سے پناہ مانگے اور وصل کی جگہ یعنی جنت کی آرزو کرے اور دن کا حساب مغرب کے بعد اور رات کا حساب فجر کی نماز کے بعد کرے۔

اور اچھائیوں پر خدا کا شکر ادا کرے اور برائیوں پر صدق دل سے توبہ کرے اور استغفار کرے اور بیچ بولنا اور حلال چیز کھانا اپنے اوپر لازم کرے اور بیہودہ اور کھیل کود کی مجلس میں نہ شریک ہو اور جہالت کی رسموں سے بچے اور دوستی اور دشمنی اور خوشی اور غصہ محض خدا کے لئے کرے۔
بخیل اور لالچی نہ ہو اور شرم کر نیوالا اور کم بولنے والا اور بے رنج اور صلح جو ہو اور خدا کی اطاعت کرنے والا اور نیکو کار اور باوقار اور سہی خوش خلقی اور نیکی کی دلیل ہے اور چاہئے کہ غور نہ کرے اور اپنے کو اچھا نہ سمجھے اور اولیا اور مشائخ کی قبروں کی زیارت سے مشرف ہوا کرے اور فرصت کے وقت ان کی قبروں پر آکر روحانیت سے ان کی طرف متوجہ ہو اور ان کی حقیقت کو مرشد کی صورت میں خیال کر کے فیض حاصل کرے اور کبھی کبھی عام مسلمانوں کی قبروں پر جا کر اپنی موت کو یاد کیا کرے اور ان پر ایصال ثواب کرے اور مرشد کے حکم اور ادب کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور ادب کی جگہ سمجھے کیونکہ مرشدین خدا اور رسول کے نائب ہیں۔

نیز جو شخص نجم سے محبت و عقیدت رکھے وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کو (جو کمالات ظاہر و باطنی کے جامع ہیں) میری جگہ بلکہ نجم سے بلند مرتبہ سمجھے۔ اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہے کہ میں ان کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں۔ اور ان کی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ ان کے ایسے لوگ اس زمانے میں نہیں پائے جاتے ہیں اور ان کی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرے اور سلوک کے طریقے (جو اس کتاب میں ہیں) ان کے سامنے حاصل کرے انشاء اللہ بے بہرہ نہ رہے گا۔ خدا ان کی عمر میں برکت دے۔ اور معرفت کی تمام نعمتوں

لے گناہوں کا حساب ۱۲ شبیرؑ کیونکہ حدیث میں ہے کہ پہلے میں نے تم کو قبروں پر جانے سے روکا لیکن اب مجازت دیتا ہوں کیونکہ قبروں پر جانے سے آخرت اور موت یاد آتی ہے۔ ۱۲

اور اپنی قربت کے کمالات سے مشرق فرمائے اور بلند رتبوں تک پہنچائے اور ان کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں قیامت تک اُن کا فیض جاری رکھے۔

اللہم اغفر لنا ولوالدینا ولاستاذنا والمشاخنا ولا حبابنا وجميع المؤمنین والمؤمنات الاحیاء منهم والاموات برحمتک ویا ارحم الراحمین آمین آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سلسلوں کی کیفیت

سلسلہ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان

جاننا چاہئے کہ حقیر فقیر تنگ خاندان بزرگان طریقت کا نام بدنام کرنے والا روسیہ امداد اللہ عفا اللہ عنہ کو حضور فیض گنجور قطب دوراں پیشوائے عارفان نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا و ہادینا میاں جیوشاہ نور محمد صاحب جھنجھانوی قدس اللہ سرہ سے نسبت بیعت اور تعلق صحبت و اجازت اور خرقہ حاصل ہے اور ان کو شیخ المشائخ حاجی شاہ عبدالرحیم شہید ولایتی سے اور ان کو حضرت عبدالباری اور ان کو شاہ عبدالہادی امروہی اور ان کو شاہ عضد الدین اور ان کو شاہ محمد کی اور ان کو شاہ محمدی اور ان کو شاہ محب اللہ آبادی اور ان کو شیخ ابوسعید گنگوہی اور ان کو شیخ نظام الدین بلخی اور ان کو شیخ جلال الدین تھانسیری اور ان کو قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی اور ان کو شیخ محمد عارف ردولوی اور ان کو شیخ جلال الدین کبیر الاولیا پانی پتی اور ان کو شیخ شرف الدین ترک پانی پتی اور ان کو مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر اور ان کو شیخ فرید الدین گنج شکر مسعود اجودھنی اور ان کو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور ان کو خواجہ معین الدین حسن سنجر اور ان کو خواجہ عثمان ہارونی اور ان کو خواجہ حاجی شریف زرنی اور ان کو خواجہ مودود چشتی اور ان کو خواجہ ابوبوسف چشتی اور ان کو خواجہ ابی احمد ابدال چشتی اور ان کو خواجہ ابواسحاق شامی اور ان کو خواجہ ممشاد علودینوری اور ان کو خواجہ امین الدین ابوبکر بصری اور ان کو خواجہ حذیفہ

۱۔ اے خدا بخشدے ہم کو اور ہمارے والدین کو استادوں کو مشائخ دوستوں اور تمام زندہ اور مردہ مسلمانوں مردوں اور عورتوں کو اپنی رحمت سے اے سب رحم کرنے والوں میں زائد رحم کرنے والے ۱۲ مولانا صیبت اللہ شہید انصاری :

مرعشی اور ان کو خواجہ ابراہیم ادھم ملجی اور ان کو خواجہ جمال الدین فضیل بن عیاض اور ان کو خواجہ عبد الواحد بن زبید اور ان کو امام العارفین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہم سے اور ان کو امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے اور ان کو سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین سے۔

سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ

طریقہ نظامیہ کی اجازت حضرت عبد القدوس گنگوہی کو اپنے مرشد شیخ درویش ابن محمد قاسم ادھی سے حاصل ہے اور ان کو سید بڈھن بٹراچئی اور ان کو سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے اور ان کو خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلی اور ان کو سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا ابن احمد بدایونی اور ان کو خواجہ فرید الدین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلہ عالیہ قادریہ قدوسیہ

حضرت قطب العالم القدوس گنگوہی کو طریقہ قادریہ کی اجازت اور خرقہ اپنے مرشد درویش بن محمد قاسم ادھی سے اور ان کو سید بڈھن بٹراچئی اور ان کو مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری سے ان کو شیخ عبید بن علیسی سے ان کو شیخ عبید بن ابوالقاسم سے ان کو شیخ ابوالکلام فاضل سے ان کو شیخ قطب الدین ابوالغیث سے ان کو شیخ شمس الدین حداد سے ان کو امام الاولیا شیخ نجی الدین عبدالقادر جیلانی سے ان کو شیخ ابوسعید مخرومی سے ان کو شیخ ابو الحسن قرشی علی الہنکاری سے ان کو شیخ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داود طائی سے ان کو شیخ حبیب عجمی سے ان کو امام حسن بصری سے ان کو امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

ایضاً نیز فقیر کو اس سلسلہ قادریہ میں اپنے مرشد حضرات مولانا مہتابیو نور محمد جھنجھانوی سے ان کو سید عبدالحی سے ان کو سید محمد غوث سے ان کو سید ابو محمد سے ان کو سید شاہ محمد سے ان کو سید فیصل العالم سے ان کو سید الیاس مغربی سے ان کو سید عبدالحق مغربی سے ان کو مولانا مغربی سے ان کو سید احمد قدسی سے ان کو سید عبدالقادر راسی سے ان کو سید عبدالوہاب سے ان کو

سید یحییٰ زائد سے ان کو سید زین الدین سے ان کو سید عبدالزاق سے ان کو غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے اور باقی سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک، وہی ہے۔

سلسلہ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ

حضرت میران اجل بٹرائچی کو اپنے پر شاہ عبدالحق سے اور ان کو خواجہ عبید اللہ سے ان کو خواجہ مولانا یعقوب چرخي سے ان کو خواجہ علاء الدین عطار سے ان کو خواجہ امیر کلال سے ان کو خواجہ محمد بابا سہاسی سے ان کو خواجہ عزیزان علی رامینی سے ان کو خواجہ محمود ابوالخیر غفوی سے ان کو خواجہ محمد عارف ریوگری سے ان کو خواجہ عبدالحق عجدوانی سے ان کو خواجہ یوسف مہدانی سے ان کو خواجہ ابوعلی فارمدی سے ان کو خواجہ امام ابوالقاسم قشیری سے ان کو خواجہ ابوعلی دقاق سے ان کو خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی سے ان کو خواجہ ابوبکر شبلی سے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داؤد طائی سے ان کو خواجہ حبیب عجمی سے ان کو امام الاولیاء حسن بصریؒ سے ان کو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نیز اس سلسلہ میں فقیر کو اجازت اور خرقہ اپنے پیر میاں نجیو نور محمد شاہ سے حاصل ہے اور ان کو حضرت سید احمد شہیدؒ سے ان کو شاہ عبدالعزیزؒ سے ان کو شاہ ولی اللہ سے ان کو شاہ عبدالرحیمؒ سے ان کو شاہ عبداللہؒ سے ان کو سید آدم بنوری سے ان کو امام ربانی شیخ احمد محمد الف ثانیؒ سے ان کو خواجہ باقی باللہؒ سے ان کو خواجہ ملنگیؒ سے ان کو مولانا درویشؒ سے ان کو مولانا نر ۱۲ھؒ سے ان کو خواجہ عبید اللہؒ احرار سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔

نیز، فقیر کو بیعت اور اس قسم کی اجازت اپنے پہلے مرشد حضرت مولانا ہادیہ حضرت مجاہدین نصیر الدین دہلویؒ سے حاصل ہے اور ان کو شاہ محمد آفاق دہلوی سے ان کو خواجہ ضیاء اللہؒ سے ان کو خواجہ محمد زبیرؒ سے ان کو خواجہ حجت اللہ محمد نقش بند ثانیؒ سے ان کو خواجہ محمد معصومؒ سے ان کو حضرت مجددؒ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہے۔

۱۲ نیز ابوعلی فارمدی کو بیعت اور اجازت خواجہ ابوالحسن خرقانی اور ان کو بایزید بطنانی سے ان کو امام جعفر صادقؒ سے ان کو حضرت قاسم بن محمد ابی بکر سے ان کو سلیمان فارسی سے ان کو امیر المومنین حضرت ابوبکر بن الصدیق سے ان کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ قال البعض ۱۲ شہید

سلسلہ سہروردیہ قدوسیہ

نیز قطب العالم عبدالقدوس گنگوہیؒ کو اپنے مرشد مرشد مرشد سید اجمل بٹہراچی سے اجازت حاصل ہے اور ان کو اپنے والد شیخ جلال الدین بخاریؒ سے ان کو شیخ رکن الدین ابوالفتح سے ان کو اپنے والد صدر الدین سے ان کو اپنے والد شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سے ان کو امام الطریقہ شیخ شہاب الدین سہروردی سے ان کو شیخ ابوالنجیب سہروردی سے ان کو شیخ وجہہ الدین عبدالقادر سہروردی سے ان کو شیخ ابو محمد بن عبداللہ سے ان کو شیخ احمد دینوری سے ان کو حمزاد علودینوری سے ان کو حضرت جنید بغدادی سے ان کو معروف سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلہ کبریہ قدوسیہ

نیز جلال الدین بخاریؒ کو اس طریقہ کی اجازت شیخ حمید الدین سمرقندی سے ان کو شمس الدین بن امام محمد بن محمود بن ابراہیم بن ادھم سے ان کو شیخ عطایا خالیدی سے ان کو شیخ احمد بابا کمال خجندی سے ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے ان کو عمار یا سر سے ان کو ابوالنجیب سہروردی سے ان کو شیخ احمد غزالیؒ سے ان کو ابوبکر نساجؒ سے ان کو ابوالقاسم گرگانی سے ان کو خواجہ ابو عثمان مغربیؒ سے ان کو ابوعلی کاتبؒ سے ان کو شیخ علی رودباریؒ سے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادیؒ سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

۱۵ نیز حضرت مجددؒ کو اجازت بیعت تمام طریقہ چشتیہ - قادریہ - سہروردیہ - کبرویہ - مداریہ - قلندر یہ کی اپنے پیر مرشد شیخ عبدالاحد سے ان کو اپنے مرشد شیخ رکن الدین گنگوہی سے ان کو عبدالقدوسؒ گنگوہیؒ قدس سرہم سے حضرت سرورد عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک کما قال بعض الفضلاء ۱۲۔ مولانا صبغت اللہ شہید انصاری فرنگی محلی۔

نور مت یا الخیر نو

فیصلہ ہفت مسئلہ

کلیات اسلام

بسم الله الرحمن الرحيم

ابتدائیہ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونغوذ بالله من شرور انفسنا ومن
سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل الله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك
له ونشهد ان سيدنا ومولانا محمد عبده ورسوله۔

اما بعد فقير امداد الله الخفي الچشتی عموماً سب مسلمانوں کی خدمت میں اور خصوصاً جو اس فقیر سے
ربط و تعلق رکھتے ہیں عرض رسا ہے کہ یہ امر مسلمات سے ہے کہ باہمی اتفاق باعث برکات
دینیوی و دینی اور نا اتفاقی موجب مضرت دینیوی و دینی ہے۔ اور آج کل بعض مسائل فرعیہ میں ایسا
اختلاف واقع ہوا ہے۔ جس سے طرح طرح کے شر اور دقتیں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور خواص کا وقت اور
عوام کا دین ضائع ہو رہا ہے۔ حالانکہ اکثر امور میں محض نزاع لفظی ہے اور مقصود متحد چونکہ عموماً
مسلمانوں کی خصوصاً اپنے متعلق والوں کی یہ حالت دیکھ کر بہت صدمہ ہوتا ہے اس لئے فقیر
کے دل میں آیا کہ مسائل مذکورہ کے متعلق مختصر سا مضمون قلم بند کر کے شائع کر دیا جائے امید
قوی ہے کہ یہ نزاع و جدال رفع ہو جائے۔ ہر چند کہ اس وقت میں اختلافات اور مختلفین
کثرت سے ہیں۔ مگر فقیر نے انہیں مسائل کو لیا جن میں اپنی جماعت کے لوگ مختلف تھے دو وجہ
سے اول تو کثرت اختلافات اس درجہ پہنچی ہے کہ اس کا احاطہ مشکل ہے۔ دوسرے ہر شخص سے
امید قبول نہیں اور اپنی جماعت میں جو اختلافات ہیں۔ اولاً وہ معدود۔ دوسرے امید قبول غالباً
پس ایسے مسائل جن میں ان صاحبوں میں زیادہ قیل و قال ہے سات ہیں۔ پانچ عملی دو علمی ترتیب بیان
میں اس کا لحاظ رکھا ہے کہ جن میں سب سے زیادہ گفتگو ہے ان کو مقدم جس میں اس سے کم ہے
اس کے بعد علیٰ ہذا القیاس اور اپنا مشرب اور ایسے مسائل پر جو عمل درآمد مناسب ہے لکھ دیا۔
حق تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ تحریر باعث رفع فساد باہمی ہو جاوے اور حضرات بھی اگر اس کو
قبول فرما کر منتفع ہوں تو دعا سے یاد فرمادیں اور کوئی صاحب اس تحریر کے جواب کی فکر نہ کریں
کہ مقصود میرا مناظرہ کرنا نہیں۔

والله ولي التوفيق

پہلا مسئلہ مولود شریف کا

اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجب خیرات و برکات دنیوی و اخروی ہے صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات و تقلیدات میں ہے جن میں بڑا امر قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں بقولہ علیہ السلام کل بدعتہ ضلالتہ اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں لا اطلاق دلائل فضیلہ الذکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جاوے کما یطہر من التامل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا ہذا مالیس منه فہو رد الحدیث پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں مثلاً قیام کو لذاتہا عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اس کی یہ ہیئت معین کر لی اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کر لیا مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر یہ مصلحت سہولت و آسانی یا اور کسی مصلحت سے بارہ ربیع الاول مقرر کر لی اور کلام تفصیل مصالح میں از بس طویل ہے ہر محل میں جدا مصلحت ہے رسائل مولید میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں اگر تفصیلاً کوئی مطلع نہ ہو تو مصلحت اندیشیاں پیشین کا اقتدا ہے اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے۔ ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں تخصیصات اشغال و مراقبات و تعینات رسوم و مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں اور ان تخصیصات کو قرب مقصود جانتا ہے مثل نماز روزہ کے تو بے شک اس وقت یہ امور بدعت ہیں مثلاً یوں اعتقاد کرتا ہے کہ اگر تاریخ معین پر مولود نہ پڑھا گیا یا قیام نہ ہوا یا نجورد شیرینی کا انتظام نہ ہوا تو ثواب ہی نہ ملا تو بیشک یہ اعتقاد مذموم ہے کیونکہ حدود شرعیہ سے تجاوز ہے جیسے عمل مباح کو حرام اور ضلالت سمجھنا بھی مذموم ہے غرض دونوں صورتوں میں تعدی حدود ہے اور اگر ان امور کو ضروری بمعنی واجب شرعی نہیں سمجھتا بلکہ ضروری بمعنی موقوف علیہ بعض البرکات جانتا ہے جیسے بعض اعمال میں تخصیص ہوا کرتی ہے کہ ان کی رعایت نہ کر نیسے وہ اثر خاص مرتب نہیں ہوتا مثلاً بعض عمل کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں اگر بیٹھ کر پڑھیں تو اثر خاص نہ ہوگا۔ اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھتا ہے اور دلیل اس توقف کی موجدان اعمال کا تجربہ یا کشف و الہام ہے اسی طرح کوئی عمل مولود کو ہیئت کذائیہ موجب بعض برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی کو قیام کو ضروری سمجھے کہ یہ اثر خاص بدون قیام نہ ہوگا اس کے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں کہ یہ

اعتقاد ایک امر باطن ہے اسکا حال بدوں دریافت کئے ہوئے یقیناً معلوم نہیں ہو سکتا محض قرآن مجید سے کسی پرہیزگامانی اچھی نہیں مثلاً بعض لوگ تارکین قیام پر ملامت کرتے ہیں تو ہر چند کہ یہ ملامت بیجا ہے کیونکہ قیام شرعاً واجب نہیں پھر ملامت کیوں بلکہ اس ملامت سے شبہہ اصرار کا پیدا ہوتا ہے جسکی نسبت فقہانے فرمایا ہے کہ اصرار سے مستحب بھی معصیت ہوتا ہے مگر ہر ملامت سے یہ قیاس کر لینا کہ شخص معتقد وجوب قیام کا ہے درست نہیں کیونکہ ملامت کی بہت سی وجہیں ہوتی ہیں کبھی اعتقاد وجوب ہوتا ہے کبھی محض مخالفت رسم و علوت خواہ عادت دنیوی ہو یا مبنی کسی سبب دینی پر ہو کبھی وجہ ملامت یہ ہوتی ہے کہ وہ فعل اس لائم کے زعم میں خواہ زعم صحیح ہو یا فاسد کسی قوم بد عقیدہ کا شعار ٹھہر گیا ہے اس فعل سے وہ استدلال کرتا ہے کہ یہ بھی ان ہی لوگوں میں ہے اسلئے ملامت کرتا ہے مثلاً کوئی بزرگ مجلس میں تشریف لادیں اور سب لوگ تعظیم کو کھڑے ہو جاویں ایک شخص بیٹھا رہے تو اس پر ملامت اسوجہ سے کوئی نہیں کرتا کہ تو نے واجب شرعی ترک کیا بلکہ اسوجہ سے کہ وضع مجلس کی مخالفت کی یا مثلاً ہندوستان میں عموماً عادت ہے کہ تراویح میں جو قرآن مجید ختم کرتے ہیں شیرینی تقسیم کرتے ہیں اگر کوئی شیرینی تقسیم نہ کرے تو ملامت کرینگے مگر صرف اسی وجہ سے کہ ایک رسم صالح کو ترک کیا یا مثلاً بحق کہنا کسی زمانے میں مخصوص معتزلہ کے ساتھ تھا کوئی ناواقف کسی شخص کو بحق کہتا ہوا سنا کہ اس خیال سے ملامت کرتا کہ یہ شخص بھی اسی قسم کا اور اس سے اس کے دوسرے عقائد پر استدلال کر کے مخالفت کرتا بہر حال صرف ملامت کو دلیل اعتقاد وجوب ٹھہرانا مشکل ہے اور فرضاً کسی عامی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض و واجب ہے تو اس سے صرف اس کے حق میں بدعت ہو جائیگا۔ جن لوگوں کا یہ اعتقاد نہیں ان کے حق میں مباح و مستحسن رہے گا مثلاً متشددین رحبت قہرئی کو ضروری سمجھتے ہیں تو کیا یہ رحبت سب کے حق میں بدعت ہو جائیگی اور بعض اہل علم صرف جاہلوں کی بعض زیادتیاں دیکھ کر جیسے موضوع روایات پڑھنا گانا وغیرہ جیسا کہ مجالس جہلا میں واقع ہوتا ہے عموماً سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے ہیں یہ بھی انصاف کے خلاف ہے مثلاً بعض مواظبین موضوع روایات بیان کرتے ہیں یا ان کے وعظ میں بوجہ اختلاط مردوں و عورتوں کے کوئی فتنہ ہو جاتا ہے تو کیا تمام مجالس وعظ ممنوع ہو جاوے گی ع بہر کیلئے تو کلیمے رامسوز رہا اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن عقل و نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے رہا یہ شبہہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شبہہ ہے آپ کے علم دروحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنیٰ اسی بات ہے علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جاویں بہر حال ہر طرح یہ امر ممکن ہے اور اس سے آپ کی نسبت

اعتقاد علم غیب لازم نہیں آتا جو کہ خصائص ذات حق سے ہے کیونکہ علم غیب وہ ہے جو مقتضایات ذات کا ہے اور جو باعلام خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں بالسبب ہے وہ مخلوق کے حق میں ہے ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد شرک و کفر کیونکہ ہو سکتا ہے البتہ ہر ممکن کے لئے وقوع ضروری نہیں ایسا اعتقاد کرنا محتاج دلیل ہے اگر کسی کو دلیل ملجائے مثلاً خود کشف ہو جاوے یا کوئی صاحب کشف خبر کر دے تو اعتقاد جائز ہے ورنہ بے دلیل ایک غلط خیال ہے غلطی سے رجوع کرنا اس کو ضرور ہے مگر شرک و کفر کسی طرح نہیں ہو سکتا پس تحقیق مختصر اس مسئلہ میں یہ ہے جو مذکور ہوئی اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں رہا عمل درآمد جو اس مسئلے میں رکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ ہر گاہ یہ مسئلہ اختلافی اور ہر فریق کے پاس دلائل شرعی بھی ہیں گو قوت و ضعف کا فرق ہو جیسا کہ اکثر مسائل اختلافیہ فرعیہ میں ہو کرتا ہے پس خاص کو تو یہ چاہئے کہ جو ان کو تحقیق ہوا ہو اس پر عمل رکھیں اور دوسرے فریق کے ساتھ فیض و کینہ نہ رکھیں نہ نفرت و تحقیر کی نگاہ سے اس کو دیکھیں نہ تفسیق و تضلیل کریں بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی و شافعی کے سمجھیں اور باہم ملاقات و مکاتبت و سلام و موافقت و محبت کی رسوم جاری رکھیں اور تردید و مباحثہ سے خصوصاً بازاریوں کے بنیانات سے کہ منصب اہل علم کے خلاف ہے پرہیز رکھیں بلکہ ایسے مسائل میں نہ فتویٰ لکھیں نہ جہر و دستخط کریں کہ فضول ہے اور ایک دوسرے کی رعایت رکھے مثلاً اگر مانع قیام عامل قیام کی محفل میں شریک ہو جائے تو بہتر ہو کہ اس محفل میں قیام نہ کریں بشرطیکہ کسی فتنے کا برپا ہو۔ محتمل نہ ہو اور جو قیام ہو تو مانع قیام بھی اس وقت قیام میں شریک ہو جائے اور عوام نے جو غلو اور زیادتیاں کر لی ہیں ان کو نرمی سے منع کریں اور یہ منع کرنا ان کا زیادہ مفید ہو گا اور جو خود مولد اور قیام میں شریک ہوتے ہیں اور جو مانع اصل کے ہیں ان کو سکوت مناسب ہے ایسے امور میں مخاطبت ہی نہ کریں اور جہاں ان امور کی عادت ہو وہاں مخالفت نہ کریں جہاں عادت نہ ہو وہاں ایجاد نہ کریں غرض فتنے سے بچیں قصہ حطیم اس کی دلیل کافی ہے اور تجوزین مانعین کے تبلیغ کی تاویل کر لیا کریں کہ یا تو ان کو یہی تحقیق ہوا ہو گا یا انتظاما منع کرتے ہونگے کہ بعض موقع پر اصل عمل سے منع کرتے ہیں تب ان سے بچتے ہیں اگرچہ اس وقت میں اکثر یہ تدبیر غیر مفید ہوتی ہے اور جو مانع ہیں وہ تجوزین کی تاویل کر لیا کریں کہ یا ان کو تحقیق یہی ہوا ہے یا غلبہ نجت سے یہ عمل کرتے ہیں اور حسن ظن اور بالمسلمین کی وجہ سے لوگوں کو بھی اجازت دیتے ہیں اور عوام کو چاہئے کہ جس عالم کو متدین و محقق سمجھیں اس کی تحقیق پر عمل کریں ورنہ فریق کے لوگوں سے تعرض نہ کریں خصوصاً دوسرے فریق کے علماء کی شان میں گستاخی کرنا چھوٹا منہ اور بڑی بات کا مصداق ہے غیبت اور حسد سے اعمال حسنہ ضائع ہوتے ہیں ان امور سے پرہیز کریں اور تعصب اور عداوت سے بچیں اور ایسے مضامین کی کتابیں اور رسالے مطالعہ نہ کیا کریں گویا کام علماء کا ہے

عوام کو علم پر بدگمانی اور مسائل میں شبہ ہوتا ہے اور اس مسئلہ میں جو تحقیق اور عمل درآمد کیا گیا ہے کچھ اس مسئلہ ہی کیساتھ مخصوص نہیں نہایت مفید اور کارآمد مضمون ہے جو اکثر مسائل اختلافیہ خصوصاً جنکامیہاں ذکر ہے اور جو اسکے امثال میں مثل مصافحہ یا معافہ عیدین یا مصافحہ بعد وعظ و بعد نماز فجر و عصر یا نماز ہائے پنجگانہ و نکر از ہلیل بعد نماز پنجگانہ و دست بوسی و پا بوسی اور انکے سوا بہت امور ہیں جنہیں شور و شر پھیل رہا ہے ان سب امور میں اس مضمون کا لحاظ رکھنا مفید ہوگا سب اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ فاحفظہ متشفع انشاء اللہ

دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا

اسمیں وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولود میں مذکور ہوئی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں اسمیں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقید سببیت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا بمصلحت نماز میں سورہ خاص معین کرنیکو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تنہد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلادیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کرنی متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کیلئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اسکا مشائر الیہ اگر رو برو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا رو برو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا کہ جمع میں العباد تین ہے ع چہ خوش بود کہ بر آئینیک کرشمہ دو کار قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا دعا کیلئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھائینگے کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جاوے گا اسکے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کیساتھ رکھ لیا پس یہ سببیت کذائیہ حاصل ہوگئی رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو ہر کسی خاص وقت میں معمولی ہو اسوقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا اسی قسم کی مصالحتیں ہر امر میں ہیں جنکی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ مختوڑا سا بیان کیا گیا ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے انہیں بعض اسرار بھی ہیں اگر یہی مصالح بتائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں رہا عوام کا غلو اولاً اسکی اصلاح کرنی چاہئے اس عمل سے کیوں منع کیا جائے ثانیاً ان کا غلو اہل فہم آپ کے فعل میں موثر نہیں ہو سکتا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ

شبہ تشبیہ کا اسمیں بحث از بس طویل ہے مختصر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبیہ اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ عادات اس قوم کیساتھ ایسی مخصوص ہوں کہ جو شخص وہ فعل کرے اُسی قوم سے سمجھا جاوے یا اسپر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں پر پھیل کر عام ہو جاوے تو وہ تشبیہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے قصہ تطہیر اہل قبا اسمیں کافی حجت ہے البتہ جو ہیئت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبہ ہے اور ممنوع پس یہ ہیئت مروجہ ایصال کسی قوم کیساتھ مخصوص نہیں اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کی دہویں بیسیویں چہلم ششماہی سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردو لوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندری رحمۃ اللہ علیہ و حلوائے شب برأت اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں اور مشرب فقیر کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہیں ہے مگر کرنیوالوں پر انکار نہیں کرتا اور عملیہ اس مسئلہ میں ایسا رکھنا چاہئے یعنی دو فریقوں کا باہم مل جل کر رہنا اور مباحثہ و قبل و قال نہ کرنا اور ایک دوسرے کو وہابی بدعتی نہ کہنا اور عوام کو غلو اور جھگڑوں سے منع کرنا سب بحث مولد میں گذر چکا

تفسیر مسئلہ عروس و سماع کا

لفظ عروس ماخوذ اس حدیث سے ہے نہ کہ موت العروس یعنی بندہ صالح سے کہنا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کر کیونکہ موت مقبولان الہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے اس سے بڑھ کر کون عروسی ہوگی چونکہ ایصال ثواب بروج اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیض و برکات حاصل ہوئے ہیں ان کا زیادہ حق ہے اور ہر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا موجب ازو یاد محبت و تزیید برکات ہے اور نیز طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں اسمیں جس سے عقیدت ہو اسکی غلامی اختیار کر لے اس لئے مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلہ کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں باہم ملاقات بھی ہو جاوے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب بھی پہنچایا جاوے یہ مصلحت ہے تعین یوم میں رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اسمیں اسرار مخفیہ ہیں انکا اظہار ضرور نہیں چونکہ بعض طریقوں میں سماع کی عادت ہے اسلئے تجدید حال اور ازو یاد ذوق و شوق کیلئے کچھ سماع بھی ہونی چاہیے اصل عرس کی اس قدر بجا اور اسمیں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا بعض علما نے بعض حدیثوں سے بھی اسکا استنباط کیا ہے رنگیا شبہ حدیث لا تَحْزَنُوا قُبُورِی عِیْدًا کا سوا کے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میل لگانا اور خوشیاں کرنا اور زینت اور آراستگی و دھوم دھام کا اہتمام یہ ممنوع ہے کیونکہ زیارت مقابر واسطے عبرت و تذکرہ آخرت کے ہے نہ غفلت اور نہ زینت کیلئے اور یہ معنی نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے ورنہ مدینہ طیبہ قافلوں کا جانا واسطے زیارت روضہ اقدس کے بھی منع ہو دنی باخصوص

خفیہ ہے کہ زیارت مقابر افراد و اجتماعات دونوں طرح جائز اور ایصال ثواب قرأت و طعام بھی جائز اور تعیین بہ مصلحت بھی جائز سب مل کر بھی جائز رہا یہ شبہ کہ وہاں پکار کر سب قرآن شریف پڑھتے ہیں اور آیہ فا سمعوا والذین یخلفون مخالفت ہوتی ہے سواؤ لا تو علمائے لکھا ہے کہ خارج نماز کے یہ امر مستحب یا کیلئے ہے ترک مستحبات پر اتنا شور و غل نامناسب ہے ورنہ لوگوں کا مکاتب میں پڑھنا ممنوع ہوگا دوسرے اگر کسی کو یہی تحقیق ہو کہ یہ وجوب عام ہے تو اصل کرنے سے یہ بہتر ہے کہ امر تعلیم کر دیا جائے یہی جواب ہے سوم میں قرآن پکار کر پڑھنے کا البتہ جس مجلس میں امور منکرہ مثل رقص و سجدہ قبور وغیرہ ہوں اسمیں شریک نہ ہونا چاہئے رہا مسئلہ سماع کا یہ بحث از بس طویل ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے سماع محض میں بھی اختلاف ہے جس میں محققین کا یہ قول ہے کہ اگر شرائط جواز مجتمع ہوں اور عوارض مانعہ مرتفع ہوں تو جائز ورنہ ناجائز کہا فصلہ الامام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اور سماع بالآلات میں بھی اختلاف ہے بعض لوگوں نے احادیث منع کی تاویل میں کی ہیں اور نظائر فقہیہ پیش کئے ہیں چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ سماع میں اسکا ذکر فرمایا ہے مگر آداب شرائط کا ہونا بجماع ضروری ہے جو اسوقت کثرت مجالس میں مفقود ہے مگر تاہم ع خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بہر حال وہ احادیث خبر واحد میں اور محتمل تاویل گو تاویل بعید ہے اور غلبہ حال کا بھی احتمال موجود ہے ایسی حالت میں کسی پر اعتراض کرنا از بس دشوار ہے۔ مشرب فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر مرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں اول قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر حاضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اسکا ثواب بخش دیا جاتا ہے اور زوائد امور فقیر کی عادت نہیں نہ کبھی سماع کا اتفاق ہوا نہ خالی نہ بالآلات مگر دل سے اہل حال پر کبھی اعتراض نہ کیا ہاں جو محض ریاکار و مدعی ہو وہ بُرا مگر تعیین اسکی کہ فلاں شخص ریاکار ہے بلا حجت شرعیہ نادرست ہے اسمیں بھی عمل درآمد فریقین کا یہی ہونا چاہئے جو اوپر مذکور ہوا کہ جو لوگ نہ کریں ان کو کمال اتباع سنت کا شائق سمجھیں جو کریں ان کو اہل محبت میں سے جانیں اور ایک دوسرے پر انکار نہ کریں جو عوام کے غلو ہوں ان کا لطف اور نرمی سے انسداد کریں۔

چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا

اسمیں تحقیق یہ ہے کہ یہ اسے مقاصد و اغراض مختلف ہوتے ہیں کبھی محض اظہار شوق کبھی تحسّر کبھی منادی کو سنانا کبھی اسکو پیام پہنچانا سو مخلوق غائب کو پکارنا اگر محض واسطے تذکرہ اور شوق وصال اور حسرت فراق کے ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کا نام لیا کرتے ہیں اور اپنے دل کو تسلی دیا کرتے ہیں اسمیں تو کوئی گناہ نہیں مجنوں کا قصہ ثنوی میں مذکور ہے اشعار: دید مجنوں را یکے صحرانورد: در بیابان غمش بنشستہ فردی: رگیا کاغذ بود انگشتان قلم کے فی نمودے بہر کس نامہ رقم: گفت اے مجنوں شیدا چسیت ایں: فی نویسی نامہ بہر کیست ایں: گفت مشق نام بیای میکنم

خاطر خود را تسلی نمیدنم یا ایسی ندامت صحابہ سے بکثرت روایات میں منقول ہے کہ اہل الجحیم المتسع النظر اور اگر مخاطب کا اسماع و سنانا مقصود ہے تو اگر تصفیہ باطن سے منادی کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے اور اگر مشاہدہ نہیں کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ فلاں ذریعہ سے اسکو خبر پہنچ جاوے گی اور وہ ذریعہ ثابت بالدلیل ہو تب بھی جائز ہے مثلاً ملائکہ کا درود شریف حضور یا قدرے میں پہنچانا احادیث سے ثابت ہے اس اعتقاد سے کوئی شخص الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہے کچھ مضائقہ نہیں اور اگر نہ مشہود نہ پیغام پہنچانا مقصود ہو نہ پیغام پہنچانیکا کوئی ذریعہ دلیل سے موجود ہو وہ ندامت سے متعلق کسی ولی کو دور سے ندا کرنا اس طرح کہ اسکو سنانا منظور ہے اور رد و بر و نہیں نہ ابھی تک اس شخص کو یہ امر ثابت ہوا کہ انکو کسی ذریعہ سے خبر پہنچے گی یا ذریعہ معین گیا مگر اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں یہ اعتقاد افراد علی اللہ اور دعویٰ علم غیب سے بلکہ مشابہہ شرک کے ہے مگر بید خطر اسکو شرک و کفر کہہ دینا جرات ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اس بزرگ کو خبر پہنچا دے ممکن ہے اور ممکن کا اعتقاد شرک نہیں مگر چونکہ امکان کو وقوع لازم نہیں اسلئے ایسی ندائے لایعنی کی اجازت نہیں ہے البتہ جو ندامت میں وردے مثلاً یا عباد اللہ عینونی وہ باتفاق جائز ہے اور یہ تفصیل حق عوام میں ہے اور جو اہل خصوصیت ہیں انکا حال جدا ہے اور حکم بھی جدا کہ ان کے حق میں یہ فعل عبادت ہو جاتا ہے جو خواص میں سے ہو گا خود سمجھ لیگا بیان کی حاجت نہیں یہاں سے معلوم ہو گیا حکم وظیفہ یا شیخ عبدالقادر شہید اللہ کا لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجرا لى الشرک ہے ہاں اگر وسیلہ یا ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے کچھ حرج نہیں یہ تحقیق ہے اس مسئلہ میں اب بعض علماء اسخیال سے کہ عوام فرق مراتب نہیں کرتے اس ندائے منع کرتے ہیں انکی نیت بھی اچھی ہے انھما الاعمال بالینات مگر مصلحت یوں ہے کہ اگر ندا کر نیوالا سمجھدار ہو تو اسپر حسن ظن کیا جاوے اور محض عامی جاہل ہو تو اس سے دریافت کیا جاوے اگر اسکے عقیدے میں کوئی خرابی ہو تو اس کی اصلاح کر دی جائے اور کسی وجہ سے اصل عمل سے منع کرنا مصلحت ہو تو بالکل روک دیا جائے لیکن ہر موقع پر اصل عمل سے منع کرنا مفید نہیں ہوتا ایک بات کہ وہ بھی بہت جگہ کار آمد ہے یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عمل فاسد میں مبتلا ہوا اور بہ قرائن قویہ سے یقین ہو کہ یہ شخص اصل عمل کو ترک نہ کریگا تو اس موقع پر نہ تو اصل عمل کے ترک کرنے پر اسکو مجبور کرے کہ بجز فساد و عناد کوئی ثمرہ نہیں نہ اسکو بالکل مہمل و مطلق العنان چھوڑ دے کہ شفقت و اخوت اسلامی کیخلاف ہے بلکہ اصل عمل کی اجازت دیکر اسمیں جو خرابی ہو اسکی اصلاح کر دے کہ اسمیں امید قبول اغلب ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کا حکم ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَ اَلْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ اور رسوم جاہلیت کے شیوع کیوقت جو احکام شرعیہ مقرر ہوتے ہیں انمیں غور کرئیے اس قاعدے کی تابید ہوتی ہے مشرب اس فقیر کا یہ ہے کہ ایسی ندامت معمول نہیں ہاں بعض اشعار میں ذوق شوق سے صیغہ ندا برتا گیا ہے اور علمد رآمد وہی رکھنا چاہیے جو اوپر میں سلسلوں میں مذکور ہوا۔

پانچواں مسئلہ جماعت ثانیہ کا

یہ مسئلہ سلف سے مختلف فیہ ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کراہت و امام ابو یوسف سے بعض شرائط کیساتھ جواز منقول ہے اور ترجیح و

تصحیح دونوں جانب موجود ہے اسمیں بھی گفتگو کو طول دینا نازیبا ہے کیونکہ جانبین کو گنجائش عمل ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قول میں تطبیق دیجائے کہ اگر جماعت اولیٰ کا ہلی اور سستی سے فوت ہوگئی ہے تو جماعت ثانیہ میں شرکت سے منع کرنا اس شخص کے لئے موجب زجر و تنبیہ ہوگا اس کے لئے جماعت ثانیہ کی کراہت کا حکم کیا جاوے اور قائلین بالکراہت کی تعلیل تفصیل جماعت اولیٰ سے یہی معلوم ہوتا ہے اگر کسی معقول عذر سے پہلی جماعت رہ گئی تو دوسری جماعت کیساتھ پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے یا کوئی ایسا لا ابالی ہے کہ جماعت ثانیہ سے منع کرنا اسکے حق میں کچھ بھی موجب زجر نہ ہوگا بلکہ تنہا پڑھنے کو غنیمت سمجھے گا جلدی چار ٹکریں مار کر رخصت ہوگا تو ایسے شخص کو منع کرنے سے کیا فائدہ بلکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کسی قدر تعدل و اطمینان سے ادا کریگا علمدرا اس مسئلہ میں بھی ایسا ہی رکھنا چاہئے کہ ہر فریق دوسرے فریق کو عمل بالدلیل کیوجہ سے محبوب رکھے اور جہاں جماعت ثانیہ نہ ہوتی ہو وہاں تنہا پڑھ لے خواہ جماعت نہ کرے اور جہاں ہوتی ہو شریک ہو جاوے مخالفت نہ کرے یہ پانچ مسئلہ تو عملی تھے اب دو مسئلے علمی باقی رہ گئے وہ مرقوم ہیں۔

چھٹا و ساتواں مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا

ان دو مسئلوں کی تحقیق تفصیلی سمجھنا وقوف علم حقائق پر ہے اور از بس دقیق ہے مگر مجملہ دو چیزوں کا اعتقاد رکھنا چاہئے ایک اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے دوسرے سُبْحَانَ اللہَ عَمَّا یَصِفُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے مثل خلف القول و اخبار غیر واقع و غیر ہما ان سب سے پاک ہے۔ رہا یہ تحقیق کرنا کہ کون چیز مفہوم شے میں داخل ہے کہ اسپر قادر کہا جاوے اور کون چیز عیب و نقصان سے ہے کہ اس سے تبرہ کیا جاوے سو جس جگہ دلائل متعارض ہوں وہاں اس تحقیق کے ہم مکلف نہیں بلکہ بوجہ نازک ہونے ایسے مسائل کے یوں معلوم ہوتا ہے کہ انمیں قبل و قال اور زیادہ تفتیش کرنا عجب نہیں کہ منع ہو دیکھئے تقدیر کا مسئلہ چونکہ پیچیدہ و جمع اشکالات تھا اس میں گفتگو کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر سخت ممانعت فرمائی ہے سو اس ممانعت کی علت یہی تھی اور یہی وقت و اشکال یہاں بھی ہے سو ان دو مسئلوں میں بھی جب بوجہ تعارض ظاہری اولہ عقلیہ و نقلیہ کے اشکال شدید ہے تو قبل و قال کر نیکی کیسے اجازت ہوگی اسی مضمون کا خواب فقیر کے ایک متعلق نے دیکھا جس کو فقیر نے بہت پسند کیا اس سے بہتر کوئی عملدرا آمد نہیں اور جو طبع آزمائی کے لئے گفتگو ہی کرنا ضرور ہے تو زبانی خلوت میں ہو اور اگر تحریر کی حاجت ہو تو خط کافی ہے نہ کہ رسالے اور کتابیں۔ اور اگر اس کا شوق ہے تو عربی عبارت ہونا چاہئے تاکہ عوام خراب نہ ہوں اور عوام کے لئے تو بالتعین ثبوت ہی ضروری ہے۔ تمام ہوا بحمد اللہ جو کچھ لکھنا تھا۔

وصیت اور اس تمام تحقیق کے بعد بھی فقر کی یہ وصیت ہے کہ ظنیات میں اپنے علم و تحقیق پر وثوق نہ کریں سورہ فاتحہ احدنا الصراط المستقیم بہت خشوع سے پڑھا کریں اور ہر نماز کے بعد ربنا لاترغ قلوبنا پٹھ کر دیا کریں اور اپنے اوقات معاش و معاد کے ضروری کاموں میں خصوصاً تزکیہ نفس و تصفیہ باطن میں صرف کریں اور اہل اللہ کی صحبت و خدمت اختیار کریں خصوصاً عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے وجود بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ سمجھ کر ان سے فیوض و برکات حاصل کریں کہ مولوی صاحب موصوف جامع کمالات ظاہری اور باطنی کے ہیں اور ان کی تحقیقات محض لئیت کی راہ سے ہیں ہرگز اس میں شائبہ نفسانیت نہیں یہ وصیت تو مولوی صاحب کے مخالفین کو ہے اور جو موافقین اور معتقد ہیں ان کو چاہئے کہ مولوی صاحب کی مجلس میں ایسے قصوں کا تذکرہ نہ کیا کریں اور اپنے جھگڑوں میں ان کو شریک نہ کیا کریں اور سب پر لازم ہے کہ مفت کی بحث اور تکرار میں عمر عزیز کو تلف نہ کیا کریں کہ یہ حجاب ہے محبوب حقیقی سے۔ اشعار: چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو بگذشت بر عارف جنگجو گراں مدعی دوست بشناختے بہ پیکار دشمن نہ پروا خستہ۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔ فقط مہر: فقیر امداد اللہ حشتی و فاروقی۔

اشعار مثنوی معنوی در تمثیل اختلاف از حقیقت ناشناسی

پیل اندر خانہ تاریک بود از برائے دیدنش مردم بے دیدنش با چشم چوں ممکن نہ بود آں یکے را کف بحس طوم او فتاد آں یکے را دست بر گوشش رسید آں یکے را کف چو بر پایش بود آں یکے بر پشت او نہاد دست ہمچنین ہر یک بجز دے چوں رسید از نظر کہ گفت شاں بد مختلف در کف ہر کس اگر شمعے بدے	عرضہ را آردہ بود ندش بہتوز اندر اں ظلمت بھی شد ہر کے اندر اں تاریکیش کف حی بسود گفت ہمچوں ناؤ دانستش نہاد آں برو چوں باد بیزن شد پدید گفت شکل پیل دیدم چوں عمود گفت خود ایں پیل چوں تختی بدست فہم آں می کرد ہر جامی تنید آں یکے دانش لقب داد آں الف اختلاف از گفت شاں بیرون شدے
---	--

چشم حسن ہمو کف دستش و بس
نیست کیف را بر ہم آں دیسترس

نالہ امداد غریب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مرباہی

اے ذات تو بار رحمت والطف و قریب	اے ذات تو بار رحمت والطف و قریب
انکوں بطفیل احمد و یار انش	انکوں بطفیل احمد و یار انش
ابنی یہ عالم ہے گلزار تیرا	عجب نگہ رنگ ہر رنگ میں ہے
عجب رنگ ہر رنگ میں ہے	یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا
یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے	ہے پردے میں روشن سب انوار تیرا
بہر رنگ ہر شے میں ہر جا پہ دیکھو	چمکتا ہے جلوہ فرور تیرا
تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں تو ہے	تو باطن ہے اور سخت اظہار تیرا
تو اول تو آخر تو ظاہر تو باطن	تو ہی تو ہے یا کہ آثار تیرا
نہیں دیکھتا کچھ دیکھتا ہوں	ہر اک جا پہ نقشہ طرحدار تیرا
عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا	کہو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا
لگاہ کرم تک بھی کافی ہے تیری	اگرچہ ہوں بندہ بہت خوار تیرا
مرض لا دوا کی دوا کس سے چاہوں	تو شافی ہے میرا میں بیمار تیرا
الہی میں سب چھوڑ گھر بار اپنا	لیا ہے پکڑا بتو دربار تیرا
کہاں جاوے جس کا مدد کوئی تجھ بن	کسے ڈھونڈے جو مطلب گزار تیرا
نہ چھو سوا نیک کاروں کے گرتو	کہاں جا تا بندہ ناچار تیرا
رہیگا نہ کچھ نقد عصیاں سے میرا	لگے گا جو رحمت کا بازار تیرا
سدا خواب غفلت میں سوتا رہا میں	نہ اکدم ہوا آہ بیدار تیرا
برے کام میں عمر افسوس کھوئی	کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا
مری مشکلیں ہوئیں آسان اکدم	جو ہوئے کرم مجھ پہ اک بار تیرا
ہوں ظلمات عسبیاں سے حسرت روشن	جو ہو ابر رحمت نمودار تیرا
لگیں کرنے کا فر بھی امید بخشش	لگے ہوئے جب رحم اظہار تیرا
دے رحمت و لطف بمناجات مجیب	دے رحمت و لطف بمناجات مجیب
مقبول شود نالہ امداد غریب	مقبول شود نالہ امداد غریب
جہاں لطف گل ہے وہیں غم ہے	ہے گل غریب گل میں ہے خار تیرا
خوشی غم میں کھی ہے اور غم خوشی میں	عجب تیری قدرت عجب کار تیرا
یہ کوتاہی اپنی نظری ہے یا رب	ترے نور کو سمجھیں اغیار تیرا
نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکمل ہے	کہ جس جا نہیں ذکر اذکار تیرا
تو اول نہیں ابتدا تیرا یا رب	تو آخر نہیں انتہا کار تیرا
نظر کو اٹھا کر جہر دیکھتا ہوں	تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا
الہی میں ہوں بس خطا دار تیرا	مجھے بخش ہے نام غفار تیرا
الہی بنا چھوڑ سرکار تیری	کہاں جاوے یہ بندہ ناچار تیرا
دولے رضا کیا کرو نہیں الہی	کہ درو بھی تیری اور آزار تیرا
میں ہوں چیز تیری جو چاہے سو کر تو	تو مختار میرا میں ناچار تیرا
سو اتیرے کوئی نہیں میرا یا رب	تو مولیٰ ہے میں عبد ہے کار تیرا
کیا اپنے در سے اگر دور مجھ کو	کہ صر جاوے عاجز یہ ناچار تیرا
گناہوں نے ہر طرف سے مجھ کو گھرا	سنا جب کہ ہے نام غفار تیرا
دلیر ہم گناہوں پہ کیونکر نہ ہوویں	کہ ہے نام غفار و ستار تیرا
چلا نفس شیطان کے احکام پر میں	نہ مانا کوئی حکم زہار تیرا
نہ سوا ہوں جیسا یہاں حشر کو بھی	نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا
خبر لئی میری اُس دم الہی	کھلے جب کہ بخشش کا اخیار تیرا
کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت	کہاں خس کہاں بجز خار تیرا
گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یا رب	مجھے چاہئے رحم بسیار تیرا

نہ ڈر دشمنوں سے رہا مجھ کو جب سے	کہا تو تے میں ہوں مددگار تیرا	تمنا ہے اس بات کی مجھ کو ہر دم	کہ دل سے زباں پر ہوا ذکر تیرا
ترا نام شیریں حلاوت ہے دل کی	ہر اکبات سے خوش ہے تکرار تیرا	الہی رہے وقت مرنیکے جاری	بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا
نہ کوئی ہے میرا نہیں ہوں کسی کا	تو میرا میں عاجز دل افکار تیرا	تو میرا میں تیرا میں تو میرا	ترا فعل میرا مرا کار تیرا
نہیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں میں	تو ہے نور میرا میں آئینہ تیرا	میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا	تو مسجد میں ساجد زار تیرا
الہی پچا قبر سے اپنے مجھ کو	کہ ہے غفور بخشش کرم کار تیرا	یہ جو روح جفا ہم پہ ہے کیسا یارب	نہیں ظلم اور جور اطوار تیرا
بدون کو کرے نیک نیکوں کو بد تو	کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا	نہیں کافروں کو جو توفیق ایماں	کہ ہے نام قہار و جبار تیرا
حکومت ہوئی اس کو حاصل جہان کی	ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا	فنا ہو گیا جو تری دوستی میں	تو ہے یار اس کا وہ ہے یار تیرا
دو عالم خریدار ہوا اس کا بیشک	جو ہو نقد جان سے خریدار تیرا	کھلیں اسکی آنکھیں کریں بند جیسے	عیان ہوں نہاں اسپہ اسرار تیرا
رہے ہوش اس کو کسی کا نہ اپنا	الہی ہوا جو کہ ہو مشیاء تیرا	الہی مجھے ہوش دے اب تو ایسا	رہوں میں سداست و مخوار تیرا
تو کز پنجہ ساری خبروں سے مجھ کو	الہی رہوں اک خبر دار تیرا	میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤں	جو ہو دے محبت کا آزار تیرا
بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھ کو	ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا	جو سو یا سو جا کا جو جا کا سو سو یا	سلا مجھ کو ناہوں میں بیدار تیرا
بھکاری ترا جائے محروم کیونکر	کہ نت خون بخشش ہے تیار تیرا	ترا خون انعام سے عام سب پر	ہے شاہ و گدا ہر نمک خوار تیرا
بھکاری کر ڈروں ترے ہوں نہ کیونکر	نہیں کرنا معمول انکار تیرا	کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے	میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا
نہیں اس سے زیادہ کوئی مجھ کو خواہش	ہر اک شے سے ہے وصل درکار تیرا	نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھ کو مطلب	تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا
ہے جنت کی نعمت تو سب میری خاطر	طیتر ہوا لے کاش دیدار تیرا	مرے دلیں شک جلوہ فرما الہی	کہ تجھ بن ہے دیار یہ اب دار تیرا
نہیں وصل افسوس قسمت میں میری	میں سایہ نمط گر چہ ہوں جار تیرا	تو ہے جلن و دل سے بھی نزدیک میرے	دل آہ ملنا ہے دشوار تیرا
ہوں با وصف اس قرب کا دور ایسا	ستا تا ہے یہ بچہ خوں خوار تیرا	یہ قرب و معیت ہے پھر بعد ایسا	نہیں کھلتا یارب یہ اسرار تیرا
حجاب خودی میرا یارب اٹھا دے	کہ تلک کچھوں بے پردہ دیدار تیرا	ذرا آپ اپنے میں امداد آ تو	کہ ہے کون تو کیا ہے گفثار تیرا
تو کر صیقل آئینہ دل نام حق سے	کہ تاجلوہ گراس میں ہو یار تیرا	زباں سے طرف دل کے مشغول ہو تو	وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا
اٹھا غم رکھو امید امدادستی سے	تجھے غم ہے کیا رب ہے غم خوار تیرا	نہ ڈر فوج عصیاں سے گرچہ بہت ہے	کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا
اسی کی تو خدمت میں رہ دل صبر دم	تو چاکر ہے اس کا وہ سردار تیرا	تو پڑھ اس مناجات کو پنج وقتی	کہ تاجا دے ہر غم ہر آزار تیرا
	الہی قبول ہو مناجات میری	کہ رد کر ناہر گز نہیں کار تیرا	

نمسنہ بر مناجات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذکر کیا کوئی کرے وحدت میں تیری قال و فعل	عقل بخت و علت و معلول میں زار و علیل
انت کافی فی مہمات و فی رزق کفیل	خدا بلطف یا الہی من لذذا و قلیل
مفلح بالتصدق یا قی عند بابک یا خلیل	

دوسرا کوئی نہیں ایسا یہ کار و انیسیم وہ سراپا عاصی و خاطی تو غفار و رحیم	ہے و فور جرم عصیاں سے سزاوار تحسیم ذنبہ ذنب عظیم فاغفر الذنب العظیم
لَا تَهْشَعْ عَنْ غَرِيبٍ مَذْنِبٌ عَبْدٌ ذَلِيلٌ	
جیف پیری و جوانی سب ہوئے مصروف لبو یا الہ العالمین دے مستی عصیاں سے سہو	روز و شب وقفِ جہالت ہی رہا غفلت میں نحو منہ عصیان و نسیان و سہو بعد سہو
مَنْكَ احْسَانٌ وَفَضْلٌ بَعْدَ اعْطَاءٍ جَزِيلٍ	
خواب و خورہی میں کٹی اک عمر مثل دام و رد دیکھ کر انبارِ عصیان و جہرا تم بے عدد	پہل عمل سارے نکو ہیدہ سمجھی افعال بد قال یار تبت ذنوبی مثل ربل لا تعد
فَاعْفُ عَنِّي كُلَّ ذَنْبٍ وَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ	
پہل سب افعالِ ذمیمہ زندگی کا ماحصل کیا کروں اب کچھ نہیں بنتی کہ سر پر ہے اجل	یاد میں تیرے نہ گذری ایک ساعت ایک پل کیف حالی یا الہی لیس لی خیر العمل
سَوْءُ اَعْمَالٍ كَثِيرٌ زَادَ طَاعَاتِي قَلِيلَ	
غم الم اندوہ و حسرت یاں دوری بکیسی پہل مرض سینے میں اتنے دل پہ کاوش ہے بری	ناتوانی اضطرابی بے قراری بے کلی عافنی من کل داء واقض عني حاجتی
اِنَّ لِي قَلْبًا سَقِيمًا اَنْتَ شَافِيٌ لِلْعَلِيلِ	
خود بخود ہو جائیں گے یہ درد سارے دل سے دور یہ تڑپ یہ بیقراری فکر بے جا ہے تصور	جتنے مقصد میں برائیں گے الہی بالضرور انت شافی انت کافی فی مہمات الامور
اَنْتَ حَسْبِيَ اَنْتَ رَبِّي اَنْتَ لِي نَعْمَ الْوَكِيلُ	
ہوں میں چکر میں نہیں ملتی صراطِ مستقیم جس طرح خاصونہ ہے مجھ پر بھی کر لطف عظیم	کردیا از دیا و مرض نے زار و سقیم رَبِّ هَبْ لِي كُنْزَ فَضْلِكَ اَنْتَ وَهَابُ الْكَرِيمِ
اَعْطِنِي مَا فِي ضَمِيرِي وَلْتَنِي خَيْرَ الدَّلِيلِ	
صورتِ شبم ہوں گریباں روز و شب صبح و مسا جیتے جی ہر وقت خوفِ آتش دوزخ رہا	غنجہ خاطر بزرگ گل نہ اکدم بھی ہنسنا قل لنایر ابروی یا رب فی حقّی کما
تَلَّتْ قَلْبًا نَارَ كُونِي اَنْتَ فِي حَقِّ الْحَكِيمِ	
غریب کر تار ہا فرمان حق سے انحراف جرم و عصیان و خطا لکھتے سب کر دے معاف	رہ ہوا مجھ سے جو نشانِ عبدیت کے غافل ہب لنا ملکاً کبیراً نجناً ممتناً خفاف

ربنا اذانت قاضی والمنا دی جب سربل
 ہوش میں آئے غریب سرخوش جامِ صبح
 کر عمل اچھے برے ہوتے ہیں افعالِ قیوح
 کیا بھروسہ زندگی کا ہے مسافر تن میں روح
 ابن موسیٰ ابن علیؑ ابن یحییٰ ابن نوح
 انت یا صدیق عاصی تب الی المولے الجلیل

غزلِ شوقِ زیارتِ باسعادتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وَاٰلہٖ وَسَلَّمَ

سبز و شاداب گلستانِ تمنا ہووے
 بند میں گرم تپش یوں دلِ مضطر ہے مدام
 تجھ کو بھی روضہٴ اقدس کی زیارت ہو نصیب
 جب کہیں قافلے والے کہ مدینے کو چلو
 ننگے پانوؤں وہیں ہو جاؤ نہیں اٹھ کر ہمراہ
 یوں چلوں خاک اڑاتا ہوا صحرا صحرا
 گرم جولانِ روشِ برق ہوں شاداں خنداں
 کانٹے تلونمیں چھپیں برگِ گل تر سمجھوں
 ایسی صورت سے در شاہِ عرب پر سپر پہنچوں
 گرد آلودہ بدن خاک ملی چہرہ پر
 خار پاؤں میں چھپیں بال ہوں سر کے بھرے
 باندھ کر ہاتھ کروں عرضِ بصدِ عجز و نیاز
 یہ غلامِ آپ کا حاضر ہے قدمِ بوسی کو
 میری بیتابی و مسکینی پہ رحم آئے ضرور
 دوڑ کر سر قدمِ پاک پہ رکھ دوں اپنا
 کبھی چوموں کبھی آنکھوں سے لگاؤں وہ قدم
 گوہر اشکِ نثارِ قدمِ پاک کروں
 اور جب روئے مبارک کی تجلی دیکھوں
 سُن کے اس شوق کو کہتے ہیں ملائک بھی غریب

کاش مسکنِ مرا صحرائے مدینہ ہووے
 دام میں جیسے کوئی مرغِ تپتا ہووے
 رہے قسمت جو سفر سوئے مدینہ ہووے
 شوق میں پھر تو مرا اور ہی نقشہ ہووے
 تن میں جامہ بھی مرے ہو کہ برہنہ ہووے
 جیسے جنگل میں بگولہ کوئی اڑتا ہووے
 پاؤں پر پاؤں مرا شوق میں پڑتا ہووے
 خاکِ جوار کے پڑے آنکھوں میں سرمہ ہووے
 حال جیسے کسی ناچیز گدا کا ہووے
 ایک تہہ بند بھٹاسا کوئی کرتا ہووے
 فکرِ سوزن ہونے کچھ شانہ کا سودا ہووے
 خدمتِ شاہ میں جیسے کوئی بردہ ہووے
 وصل کا آج اشارہ شہ والا ہووے
 خود درجہ والا لے نبی وا ہووے
 دھیان کس کو ادب و بے ادبی کا ہووے
 خاکِ پا آپ کی ان آنکھوں کا سرمہ ہووے
 جز تہی دستی کوئی اور نہ تحفہ ہووے
 جلوہٴ طور بھی آنکھوں میں تماشا ہووے
 فضلِ حق سے تری حاصل یہ تمنا ہووے

مناجات
 یا رسولِ کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
 آپ کی امداد ہو میرا یا نبیؐ حالِ ابر ہو افریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے مرے مشکل کشا فریاد ہے در در بحر ہے لب پر جان ہے مری
 چہرہ تاباں کو دکھلا دو مجھے تم سے اے نور خدا فریاد ہے گردن دپا ہے مری زنجیر و طوق یا نبی کیجئے جدا فریاد ہے
 قید غم سے اب چھڑا دیجئے مجھے یا شہ ہر دوسرا فریاد ہے یا نبی احمد کو در پر لبلا اس لئے صبح و مسافر فریاد ہے

آپ کا فرقت نے مارا یا نبیؐ دل ہوا غم سے دو پارا یا نبیؐ طالب دیدار ہوں دکھلائے روئے نورانی خدا را یا نبیؐ
 حق تعالیٰ کے تم ہی محبوب ہو کون ہے ہمسر تمہارا یا نبیؐ در در بحر کے سبب مجھ سے کیا صبر و طاقت نے کنار یا نبیؐ
 باغ جنت سے زیادہ ہے غم زنی مجھ کو وہ کو چہ تمہارا یا نبیؐ مرنے دم گردیکھ لوں روضہ شریف زندگی ہووے دوبار یا نبیؐ
 لیجئے در پر بلا کب تک پھروں در بدریاں مارا مارا یا نبیؐ چین آتا ہے مرے دکھو تمام نام لیتے ہی تمہارا یا نبیؐ

مناجات دیگر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

سب دیکھو نور محمدؐ کا سب پیچ ظہور محمدؐ کا جبریلؑ مقرب خادم ہے سب جا مشہور محمدؐ کا
 جس مسجد میں میں سنتا ہوں تو ہے مذکور محمدؐ کا ناپے کسی پیغمبر کا جو ہے مقدور محمدؐ کا
 وہ منشا سب اسماء کا ہے وہ مصدر ہر اشیا کا ہے وہ مظلوم و خفا کا ہے سب دیکھو نور محمدؐ کا
 کہیں روح مثال کہایا ہے کہیں جسم میں جاسمایا ہے کہیں حسن و جمال دکھایا ہے سب دیکھو نور محمدؐ کا
 کہیں عاشق وہ یعقوبؑ ہوا کہیں یوسف وہ محبوبؑ ہوا کہیں صابر وہ ایوبؑ ہوا سب دیکھو نور محمدؐ کا
 کہیں موسیٰ وہ کلیمؑ ہوا کہیں راز قدیمؑ علیمؑ ہوا کہیں ہاروں وہ ندیمؑ ہوا سب دیکھو نور محمدؐ کا
 کہیں ابراہیمؑ خلیلؑ ہوا سن راز قدیمؑ علیمؑ ہوا کہیں صادقؑ اسماعیلؑ ہوا سب دیکھو نور محمدؐ کا
 کہیں یار کہیں بیگانہ ہے کہیں شمع کہیں پروانہ ہے کہیں نہ کہیں دیوانہ ہے سب دیکھو نور محمدؐ کا
 کہیں غوث ابدال کہایا ہے کہیں قطب بھی نام دھرایا ہے کہیں دین امام کہایا ہے سب دیکھو نور محمدؐ کا

مناجات دیگر

مرا طالع خفتہ جاگے یقین ہے اگر خواب میں منہ دکھائے محمدؐ میں اسپر فدا جان اور دل سحر بان مرا جان دل سب فدائے محمدؐ
 محمدؐ کی مرضی ہے مرضی خدا کی خدا کی رضا ہے رضائے محمدؐ نخل ہو کے خوشید کا رنگ فنی ہو اگر منہ سے پردہ اٹھائے محمدؐ
 نہوتے تو کچھ بھی نہوتا یقین ہے ہوا ہے یہ سب کچھ برائے محمدؐ تمنا یہ ہے رنج کی یا الہی عطا ہوا سے خاکپائے محمدؐ

تتمت

ارشاد مرشد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله بجميع بحامده كلها ما علمت منها وما لم أعلم وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم
 اما بعد فقير حقير امداد الله غفر الله ذنوبه والديه بيه كتبے اور برادران طریقت اور طالبان معرفت کی خدمت میں خصوصاً
 جو اس فقیر سے رابطہ محبت و ارادت رکھتے ہیں عرض کرتا ہے کہ شغل اشتغال قلبیہ کو ضرور ہے کہ سوائے فرائض اور واجبات
 اور سنن کے بعضی عبادات اور طاعات اور اوراد و وظائف جو مددگار اور قوت بخشنے والے صفائی دل اور جلا دینے والے
 روح کے ہوں عمل میں لاوے جیسا کہ نماز تہجد کی کہ بارہ رکعتیں یا آٹھ رکعتیں ہیں اور نماز اشراق کی چھ رکعتیں
 ہیں اور نماز چاشت کی چار رکعتیں ہیں بارہ تک اور صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعتیں ہیں بیس تک اور چار رکعتیں سنت
 قبل ظہر اور چار سنتیں قبل عصر اور چار سنت قبل عشا اور بروز جمعہ صلوٰۃ التسلیم اگر فراغ ہو پڑھے اور تین روزہ ایام
 بیض اور روزہ پختہ ور دو شنبہ کا اور چھ روزے ماہ شوال کے اور نو روزے اول ماہ ذالحج کے اور روزہ عاشورہ محرم کا اور
 آٹھ روزے اول ماہ رجب اور شعبان کے رکھے اور تلاوت قرآن کی جس قدر ہو سکے اولیٰ یہ کہ چالیس روز میں ختم کرے

وظائف صبح

درمیان سنت و فرض صبح کے اکتالیس بار سورۃ فاتحہ حضور دل سے معنوں پر خیال کر کے پڑھے اور بعد نماز صبح کلمہ چہارم دس بار اور
 سورۃ یسین ایک بار اور استغفار سو بار اور سبحان الله وسبحمہ سبحان الله العلی العظیم وسبحمہ استغفر الله سو بار اور اے
 ایک بار احوال فرادۃ قوۃ لا اله الا الله العلی العظیم مع اسم اللہ کے اور سو بار کلمہ طیب اور اکتالیس بار یا حی یا قیوم لا اله الا انت
 اسئلک ان تجی قلبی بربوبیۃک ابتداء حضور قلب پڑھے اور درود شریف سو بار۔ وظائف ظہر اور

لا فائدہ صلوٰۃ التبع واسطے مغفرت تمام گناہ صغیرہ اور کبیرہ خطا اور عہد اور سر اور غلاتیہ کے حدیث میں آیا ہے پھر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمایا ہے۔ چار رکعتیں ہیں ہر رکعت میں تورات کے پندرہ بار سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله
 واللہ اکبر پڑھے اور رکوع میں دس بار اور قومہ میں دس بار اور جلسے میں دس بار اور دوسرے سجدے میں دس بار اور بعد سجدے دوسرے کے بیٹھ کر دس بار
 پس ہر رکعت میں پچیس بار اور چار رکعت میں تین سو بار پڑھے اور طاقت ہو تو اس نماز کو روز پڑھے یا ہفتہ میں ایک بار یا ماہ میں یا سال میں یا تمام عمر میں
 ایک بار پڑھے اور مروی ہے کہ چار رکعت میں ان چار سورتوں کو یعنی الہکم النکاح والعصر قل یا ایہا الکافرون قل ہو اللہ احد پڑھے۔
 اور سورتیں بھی مروی ہیں جیسے سج اسم یا اور سبحان مگر یہ سہل تر ہیں ۱۲۔

۱۱ یعنی ہر چاند کی تیرھویں چودھویں پندرھویں تاریخ روزہ رکھے۔ ۱۲ منہ قدس سرہ
 لا اله الا الله وحده لا شریک لہ لہ الملک لہ الحمد لہ الممت وکونی لا یموت ابداً ابداً اذوجلل ولا ینکسر
 لا استغفر الله الذی لا اله الا هو الحق القیوم واذتوب الیہ ۱۲
 لا اله الا الله وحده لا شریک لہ لہ الملک لہ الحمد لہ الممت وکونی لا یموت ابداً ابداً اذوجلل ولا ینکسر
 لا استغفر الله الذی لا اله الا هو الحق القیوم واذتوب الیہ ۱۲

بعد نماز طہر کے سو بار کلمہ طیب اور سو بار درود شریف اور سورہ انا فتحنا اور منزل دلائل الخیرات اور پانچ سو بار اللہم
اَلصَّمَدُ اور اکیس بار سورہ ازاہار۔ وظائف عصر اور بعد نماز عصر کے سوہ عم یتساءلون اور سو بار آیہ کرمیہ
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ وظائف مغرب اور بعد نماز مغرب کے سورہ ولقہ اور سو بار کلمہ طیب اور
درود شریف سو بار اور اللہم صلِّ علی محمد و آلہ و سلم و غیر ذلک و نور قلبی بنور معرفتک ایدیا یا اللہ یا اللہ یا اللہ اکتالیس بار بحضور دل پڑھے۔

وظائف عشاء اور بعد نماز عشاء کے سورہ سجدہ یا سورہ ملک اور سو بار کلمہ طیب اور سو بار درود شریف اور ایک سو ایک بار
یا حییٰ یا قیوم بِرَحْمَتِكَ اسْتَعِیْثُ بحضور قلب پڑھے۔ وظائف صبح و شام دو وقتہ اور صبح اور شام کو سید
الاستغفار ایک ایک بار اور پانچوں کلمے اور دونوں آمینت باللہ اور نود و نهم اللہ جل شانہ کے اور آیہ الکرسی اور
آیات من الرسول سے تا آخر سورہ اور اَعُوْذُ بِكَ اللَّهُ اَلْاَمَاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تین بار اور آیات سورہ حشر
ایک بار اور بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یُغْنِیْہُ عَنْ رِسْبِہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَاءِ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ تین بار اور
رَضِیْتُ بِاللّٰهِ مَا تَاْمَرَ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا تین بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ
لَا شَرِیکَ لَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ
اور اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ النَّاسِ سَاتِ بار اور اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ سَاتِ بار اور دعائے حزب الحجر کو اگر
ہو سکے تو ایک ایک بار اور بعد نماز صبح قبل طلوع آفتاب اور بعد نماز عصر قبل غروب مبعثات عشر کو پڑھے۔

وظیفہ بعد ہر نماز

اور بعد ہر نماز کے پانچوں وقت آیہ الکرسی ایک بار سبحان اللہ تینتیس بار اور الحمد للہ تینتیس بار اللہ اکبر تینتیس بار
بار اور کلمہ چہارم ایک بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیکَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحِیُّ وَیُمِیْتُ
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ وَ اِلَیْكَ یَرْجِعُ السَّلَامُ۔۔۔۔

لے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَایَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ اَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَ وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا
صَنَعْتَ اَبُوْهُمُ لَكَ بِمَعِیَّتِكَ عَلٰی وَ اَبُوْهُمُ بِدَیْنِیْ نَاغِیْ فِیْ نَفْسِیْ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبُ اِلَّا اَنْتَ اَمْنٌ قَدْ سَمِعَہُ اَوَّلُ اَعُوْذِ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ
مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ تین بار پڑھے پھر یہ آیت پڑھے ہُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْغَیْبِ السَّادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ہُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا إِلَهَ
إِلَّا هُوَ لِلّٰهِ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُہِیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُکْبَرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَرُکُوْنُہُ ہُوَ اللّٰهُ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اَلْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا
اَلْحُسْنٰی طَیْسُہُمْ کَلَّمَ فِی السَّمَوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۱۳ یعنی دس چیزیں ہیں کہ سات سات بار پڑھتے ہیں اول سورہ فاتحہ سات بار
سورہ والناس سات بار سورہ فلق سات بار سورہ اخلاص سات بار سورہ کافرون سات بار آیہ الکرسی سات بار کلمہ تمجید سات بار درود شریف سات
بار اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنِیْ قَاالِاحِیَارِ مِنْہُمْ وَ الْاَمُوْتِ سَاتِ بار اَللّٰهُمَّ یَا رَبِّ اَفْعَلْ لِیْ وَ لِیْہِمُ عَاجِلًا فِی الدِّیْنِ وَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ
مَا اَنْتَ لَنَا اَہْلٌ وَ لَا تَفْعَلْ بِنَا یَا مَوْلَانَا مَا تُحِبُّ لَنَا اَہْلٌ اَنْتَ عَفُوٌّ رَّحِیْمٌ جَوَادٌ کُوْنُمْ مَمْلُکٌ
بَرٌّ رُوْفٌ رَّحِیْمٌ اَسْ دَعَا کو سات بار پڑھے۔

حِينَ تَرَىٰ بِالسَّلَامِ وَأَدْخَلْنَا دَاوُدَ السَّلَامَ تَبَارَكْتَ مَا تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ایک بار اور
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ حُضْبِكَ وَمِنْ النَّارِ ایک بار پڑھے اور وقت شروع
 کھانے کے اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ اور بعد فراغِ طعام کے الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا
 وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنْ الْمُسْلِمِينَ پڑھے اور سوتے وقت سورہ فاتحہ آیت الکرسی اور تینوں قل تین تین بار اور
 اللَّهُمَّ قَنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اور وقت جاگنے کے الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ
 النُّشُورُ اور لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اور ممکن ہو تو معشرتِ اَسْلِحِ
 بھی پڑھے اور پاخانہ میں جاتے وقت اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ اور نکلتے وقت غُفْرَانُكَ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَلْزَاقَ وَالْأَفْكَانِ اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ اور اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَمَا
 معمول رکھے اور اگر اور زیادہ اور امد مطلوب ہوں تو کتب حدیث حصن حصین وغیرہ سے بیکے عمل میں
 لادیں بہر حال اذکار اور اشغالِ قلبیہ میں مشغول رہیں جس سے تصفیہ باطن کا بہرِ رحمت اور معرفت حق کی حاصل ہو

بیانِ اذکار اور اشغال اور مراقبات کا

جو بزرگانِ طریقت نے تصفیہ قلب اور تجلیہ روح کے واسطے تجویز کئے ہیں ان میں بارہ تسبیح ہیں جو حضراتِ چشتیہ کرتے
 ہیں۔ طریقِ اُن کا یہ ہے کہ بعد نماز تہجد کے توبہ اور استغفارِ عجز اور انکسار سے کر کے اور ہاتھ اٹھا کے یہ دعا
 بحضور قلب اللَّهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي عَنْ غَيْرِكَ وَلَوْ تَمَتَّتَنِي بِمَوَدِّعَتِكَ أَبَوَايَا اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بار یا سات مرتبہ تکرار
 کرے اور گیارہ بار درود شریف پڑھے چار زانو بیٹھے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے اور جوانگی اس کے پاس ہے
 اس سے رگ کیماس کو کہ بائیں زانو کے اندر ہے محکم پکڑے اور کمر سیدھی رکھے پھر دل جمعی سے ہیبت اور
 حرمت اور تعظیم تمام کے ساتھ خوش الحانی کے ساتھ ذکر شروع کرے اور بعد اعوذ و بسم اللہ کے باخلاص تمام تین
 بار کلمہ طیب اور کلمہ شہادت پڑھے کہ سر کو قلب کی طرف کہ زیرِ پستان چپ بفاصلہ دو انگشت کے واقع ہے جھکا کے کلمہ لا
 کو قوت اور سختی سے دل کے اندر سے پہنچ کر اور آلہ کو داہنے مونڈھے پر لیجا کر سر کو پشت کی طرف مائل کر کے تصور کرے کہ

لہ یعنی قل ہو اللہ احد اور قل أعوذ برب الفلق ۱۲۷۷ فائدہ ۱۸ معشرتِ سبعہ سات کلمہ ہیں کہ ایک کو دس دس مرتبہ پڑھتے ہیں
 ہیں۔ اول اللہ اکبر دس بار دوم الحمد للہ دس بار تیسرا سبحان اللہ و بحمدہ ۱۹ دس بار چوتھا سبحان اللہ الملك القدوس دس بار
 پانچواں لا الہ الا اللہ دس بار چھٹا استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الی القیوم واقوب الیہ دس بار ساتواں اللَّهُمَّ
 إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ ضِيقِ الْمَقَامِ الدُّنْيَا وَضِيقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ دس بار پڑھیے ۱۲ منہ سے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۱۲
 سے یعنی اشهد ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له و اشهد ان محمداً
 عبداً ورسولاً ۱۲

غیر اللہ کو دل میں سے نکالیں پشت ڈال دیا اور دم کو چھوڑ کر لفظ **الا اللہ** کی زور آور سختی سے دل پر ضرب مارے اور تصور کرے کہ عشق اور نور الہی کو دل میں داخل کیا اسی طرح اس نفی و اثبات کو فکر اور ملاحظے اور واسطے کے ساتھ دو سو بار کہے اور اس ذکر میں **لا الہ الا اللہ** دسویں مرتبہ محمد رسول اللہ کہے بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے لیکن بتدی کلمہ **لا الہ الا اللہ** میں **لا** معبود اور متوسط **لا** مقصود اور منتہی **لا** موجود ملاحظہ کرے اس کے بعد لمحہ مراقب ہو کے تصور کرے کہ فیضان الہی عرش سے میرے سینہ میں آتا ہے۔

طریق اثبات محمد | پھر دو زانو بیٹھے اور کمر کو سیدھی کرے اور سر کو داہنے مونڈھے پر بجا کے لفظ **الا اللہ** کو زور اور سختی سے دل پر ضرب کرے اسکو چار سو بار د مادم کرے پھر بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے اور لمحہ دو لمحہ مراقب رہے۔

طریق اسم ذات | پھر ذکر اسم اللہ کرے اس طرح سے کہ اول حرف **ہاء** لفظ اللہ کو پیش اور دوسری **ہاء** لفظ اللہ کو ساکن کرے یعنی جزم دے اور آنکھیں بند کر کے اور سر کو داہنے مونڈھے پر لا کے لفظ مبارک اللہ اللہ کی دونوں ضرب جہر قوت سے دل پر مارے اس ذکر اسم ذات دو ضربی کو چھ سو بار د مادم کرے لیکن دسویں گیارہویں بار اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی مع ملاحظہ معنوں کے کہتا رہے تاکہ کیفیت اور لذت ذکر کی اور دفع غفلت اور خواب حاصل ہو بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے پھر ایک ضربی اسی طرح سر کو جانب داہنے مونڈھے کے کج کر کے لفظ مبارک اللہ کو دل پر سو بار د مادم ضرب کرے بعد تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے کے درود شریف اور استغفار گیارہ بار پڑھ کے دعا مانگے اور مناجات کرے کہ الہی تو ہی مقصود اور رضا تیری مطلوب ہے۔ ترک کیا میں نے دنیا اور آخرت کو واسطے تیرے عطا کر تجھ کو نعمتیں اپنی اور وصول نام درگاہ مقدس اپنی میں آمین

طریق ذکر پاس انفاس کا

یعنی اپنے انفاس پر گاہ اور ہوشیار رہے کہ بے ذکر اللہ کے کوئی دم نہ گزرے خواہ ذکر جلی ہو خواہ ذکر خفی پس وقت نکلنے سانس کے دم کے ساتھ **لا الہ** اور وقت داخل ہونے سانس کے دم کے ساتھ **الا اللہ**

۱۰ کلمہ **لا الہ** میں ملاحظہ مفہوم اور معنی لا موجود کا کرے اس واسطے کہ مقصود نفی غیر کی ملاحظہ میں ہے اور اس ذکر میں دسویں بلکہ ہویں لفظ اللہ کے ساتھ اس کو یعنی لا موجود یا لا مقصود کو اول شامل کر لیا کرے باقی ملاحظہ میں رہے۔ ۲۰ غنی عنہ

کہے، دہن بستہ بے حرکت زبان خیال سے دم کو ذکر کرے اور نظر ناف پر رکھے وہاں سے ذکر جاری کرے
طریقِ دوسرا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سانس کے ساتھ اوپر کھینچے اور لفظ قہو کے ساتھ سانس کو چھوڑ دے
اس ذکر کے خیال اور دھیان سے ایسی کثرت اور مشق کرے کہ دم ذکر اور مستغرق بند کر ہو جائے

بیان ذکر اسم ذات ربانی

طالب کو چاہیے کہ باوجود ذکرِ پاسِ انفاس کے اسم ذات کو زبانی ہر روز چوبیس ہزار بار کہ اوسط مرتبہ ہے
کہے اور اگر اس قدر نہ ہو سکے تو چھ ہزار سے کم کہ ادنیٰ مرتبہ ہے نہ کرے،
طریقِ ذکر نفی اثبات کہ حضراتِ قادریہ کرتے ہیں یہ ہے کہ خلوت میں رو قبلہ باادب تمام بیٹھے اور
آنکھیں بند کر کے لافنی کو زیر ناف سے زور اور سختی کے ساتھ نکال کے اور دراز کر کے دھنسنے موڑ دے تک
لیجا کے الہ کو دماغ سے نکال دے اور لا الہ کو قوت سے دل پر ضرب کرے اور لا الہ سے نفی معبودیت
اور موجودیت غیر اللہ کی ملاحظہ کرے تا وجود غیر کا نظر سے اٹھ جائے اور لا الہ سے اثبات وجود مطلق حق
سبحانہ تعالیٰ کا کرے اسی طرح گیارہ سو بار ایک جلسے میں ہر روز کیا کرے تا اثر اس کا ظاہر ہو اور اس ذکر کو
اسی طرح جلس دم میں بھی کرتے ہیں۔

طریقِ شغل اسم ذات کا یہ ہے کہ زبان کوتالو سے لگا کے دل سے جس قدر ہو سکے رات دن تصور کیا کرے تا پختہ ہو کر
بے تکلف جاری ہو جائے۔ باقی اذکار اور اشغال اس طریقہ کے ضیاء القلوب میں موجود ہیں۔
طریقِ شغل نفی و اثبات کہ جلس دم ذکر کرتے ہیں یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان تالو سے لگا لے اول دم کو
ناف سے کھینچ کر دل میں قرار دے پھر اسی طرح کلمہ لا الہ کو دل سے نکال کے اور دھنسنے موڑ دے پر لے جا کے
لا الہ کی ضرب دل پر مارے اسی طرح اول روز دس دم ہر دم میں تین تین بار مشغول ہو پھر

۱۰ فائدہ یعنی سوتے اور جاگتے ہر حال میں ذکر کرے تا ذکر حیات اور پاسِ انفاس حاصل ہو۔ اور دل ماسوائے اللہ سے پاک اور صاف اور نورانی ہو
کثر تجلیات اور وار داتِ غیبی کا ہو ۱۲ منہ عنی اللہ عنہ ۱۳ فائدہ حکمت اس میں یہ ہے کہ ادنیٰ رات دن میں چوبیس ہزار سانس یعنی دم لیتا
ہے تو گویا کہ ہر دم ذکر کرے اور ذکر میں داخل ہو ۱۴ عنی اللہ عنہ ۱۵ اثر نفی لذات در محبوبیت اور بخودی طاہر ہو اور تصفیۃ قلب اور تجلی
روح حاصل ۱۶ منہ عنی اللہ عنہ ۱۷ فائدہ کشمکش دم اور خطرہ بندگی کے لیے غلو معدہ کھانے پینے سے شرط ہے خصوصاً ابتدائے حال میں اور
بڑی شرط یہ ہے کہ درجہ اوسط کا نگاہ رکھے تو ایسا پُر شکم ہو کر کابل اور بوچھل ہو جائے اور نہ بہت بھوکا رہے کہ ضعیف ہو۔ اور حسن دم میں
سرد کا استعمال نہ کرے تا حرارتِ قلب کو سرد نہ کرے اور گرم کھانے سے بھی پرہیز کرے برابر ہے کہ حرارتِ طبعی ہو یا عارضی کہ سبب
ایجادِ مرض کی ہوتی ہے ۱۸ منہ

ہر روز درجہ بدرجہ ایک ایک بار زیادہ کرتا رہے تا حرارت باطن پیدا ہو کر تمام بدن میں سرایت کرے اور خطرہ دفع ہو کر ذکر تمام اعضاء میں جاری ہو اور محبت اور عشق الہی ظہور کرے۔

طریقہ مراقبہ کا یہ ہے کہ دو زانو نمازی کی طرح سر جھکا کر بیٹھے اور دل کو غیر اللہ سے خالی کر کے حق سبحانہ تعالیٰ کی حضوری میں حاضر رکھے اَوَّلِ اَعُوْذِ بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کے تین بار اللّٰهُ حَاضِرٌ لِّی اللّٰهُ نَاطِرٌ لِّی اللّٰهُ مَعِی یعنی زبان سے تکرار کر کے پھر مراقب ہو کے اُن کے معنوں کا دل میں ملاحظہ کرے اور تصور کرے یعنی جانے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ حاضر ناظر میرے پاس ہے اس جاننے میں اس قدر خوض کرے اور مستغرق ہو کہ شعور غیر حق کا نہ رہے یہاں تک کہ اپنی بھی خبر نہ رہے۔ اگر ایک آن بھی اسی سے غافل ہو تو مراقبہ نہ ہو گا۔

مراقبہ دوسرا۔ اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ انوار الہی کو کہ ہر زبان و مکان میں موجود ہے جیسا کہ وجود سہتی اس کی کا ہر جگہ ثابت ہے ملاحظہ کرے اور مستغرق ہو جائے۔

طریق ذکر اسم ذات جو متعلق لطائف ستہ سے ہے وہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے اور آنکھیں بند کر کے بزبان خیال دل صنوبری سے اللّٰهُ اللّٰهُ کہے اس طرح سے کہ اس اسم کو غیر ذات نہ جانے اس خنیت کو بمقدور اپنے اٹھتے بیٹھتے ترک نہ کرے اسی طرح چھٹوں لطیفوں کو ترتیب مذکور کے ساتھ جاری کرے یہاں تک کہ خود اُن کے ذکر سے واقف ہو۔ اے عزیز جان تو کہ جسم انسان میں چھ لطیفے ہیں یعنی چھ مقام ہیں کہ فیضان و برکات اور انوار الہی سے لبریز ہیں۔

اول لطیفہ قلبی ہے کہ مقام اس کا دو انگشت نیچے پستان چپ کے واقع ہے اور نور اُس کا سُرخ ہے دوسرا لطیفہ روحی ہے۔ جگہ اُسکی دو انگشت نیچے پستان راست کے ہے اور نور اس کا سفید ہے۔

تیسرا لطیفہ۔ نفسی ہے کہ مقام اس کا زیر ناف ہے اور نور اس کا زرد ہے۔

چوتھا لطیفہ۔ سری ہے کہ جگہ اس کی مابین سینے کے ہے اور نور اس کا سبز ہے۔

پانچواں لطیفہ۔ خفی ہے۔ ٹھکانا اس کا پیشانی ہے نور اس کا نیلیوں ہے۔

چھٹا لطیفہ۔ اخفی ہے۔ موضع اس کا ام الدماغ ہے نور اس کا سیاہ ہے مثل سیاہی چشم کے۔ پس طالب کو چاہیے کہ ان چھوڑوں لطیفوں کے ذکر اور شغل میں اس قدر مشغول ہو اور مشق کرے کہ اثر ذکر ظاہر ہو۔ باقی اذکار اور اشغال اور مراقبات بہ تفصیل تمام مع سلوک کامل ضیاء القلوب میں لکھ چکا ہوں۔ دوبارہ لکھنے کی حاجت نہیں۔ اللہ جل جلالہ تقدس و تعالیٰ ہم کو اور تم کو اور سب کو خاص فضل و کرم

لے فائدہ۔ یعنی جنبش لطائف میں پیدا ہو کر ذکر جاری ہو اور لذت اور محبت اور انوار الہی قوت پکڑیں اور نسبت اور حضوری مذکور سبحانہ تعالیٰ کی حاصل ہو ۱۲ منہ عنی اللہ عنہ

اپنے سے بہت اور توفیق اور استعدادِ کامل عطا فرمائے کہ شب و روز ہر حال میں ہر دم اسی کے ذکر و شغلِ عبادات طاعات مرضیات میں رہیں اور ایک دم اس سے غافل نہ ہوں اور غیہ اللہ کو دل میں جگہ نہ دیں اور محبت اور معرفت اور حضوری دائمی اس کی کہ جو خلقت انسانی مقصود اور مطلوب ہے۔

حاصل کریں اور اپنی حقیقت کو پہنچیں اور اسی سے جئیں اور اسی پر مریں اور اسی میں اٹھیں۔
 آمین آمین یا رب العالمین وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا شفيعنا محمد وآله وصحابة
 وبآرک وسلم برحمتک یا ارحم الراحمین
 محرمہ ۲ جماد الاولیٰ ۱۲۹۳ھ

شجرات و سلاسل شجرہ چشتیہ

بدانکہ فقیر امداد اللہ عنہ اللہ عنہ راسبت بیعت و اجازت از مولانا و مرشدنا حضرت میاں جیو نور محمد چغتائی
 والیشان را از حضرت حاجی عبدالرحیم از شاہ عبدالباری از شاہ عبدالہادی از شاہ عضد الدین از
 شاہ محمد کی از شاہ محمدی از شیخ حب اللہ آبادی از شیخ ابوسعید از شیخ نظام الدین از شیخ
 جلال الدین از شیخ عبدالقدوس گنگوہی از شیخ شمس الدین از محمد عارف بن احمد از شیخ عبدالحق رودلوئی
 از شیخ جلال الدین پانی پتی از شیخ علاؤ الدین صابر از شیخ فرید الدین از شیخ قطب الدین از خواجہ
 معین الدین از خواجہ عثمان از خواجہ حاجی شریف زندانی از خواجہ مودود از خواجہ ابویوسف از خواجہ ابو محمد محترم
 از خواجہ احمد ابدال چشتی از خواجہ ابی اسحاق شامی از خواجہ ممشاد از خواجہ ابومہیرہ بصری از خواجہ حذیفہ
 مرعشی از خواجہ سلطان ابراہیم از خواجہ فضیل از خواجہ عبدالواحد از خواجہ امام حسن بصری از امیر المومنین
 علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از حضرت خاتم النبیین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم

شجرہ قادریہ

حضرت عبدالقدوس گنگوہی را اجازت و خرقہ از پیر خود درویش محمد بن قاسم از سید بڈہن بھٹرا پٹی -
 از سید اجمل از مخدوم جہانیاں جہاں گشت از سید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن عباسی از شیخ عبید
 ابن ابوالقاسم از شیخ ابوالمکارم فاضل از شیخ قطب الدین ابوالغیث از شیخ شمس الدین علی الفلح از شیخ
 شمس الدین حداد از امام الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانی از شیخ ابوسعید مخزومی از شیخ ابوالحسن قرشی از شیخ
 ابوالفراح از شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز از شیخ ابوبکر شبلی از شیخ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی
 از شیخ معروف کرنی از شیخ داؤد طلائئی از شیخ حبیب عجمی از شیخ امام حسن بصری از حضرت علی

کرم اللہ وجہہ از حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

شجرہ نقشبندیہ

و نیز حضرت سید اجل بھڑاچی را از مرشد خود شاہ عبدالحق از خواجہ عبید اللہ احرار از خواجہ مولانا یعقوب چرخمی از خواجہ علاء الدین عطار از خواجہ بہاؤ الدین نقشبند از خواجہ سید امیر کمال از خواجہ محمد باماسی از خواجہ عزیز الی علی را مبتنی از خواجہ ابوالخیر نقوی از خواجہ محمد عارف ریوگری از خواجہ عبدالحق از خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی از خواجہ ابوعلی قارمدی از خواجہ امام ابوالقاسم قیشری از خواجہ ابوعلی وقاق از خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی از خواجہ ابوبکر شبلی از سید لطائف جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از خواجہ حبیب عجمی از امام الاولیاء حسن بصری از امیر المؤمنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

شجرہ سہروردیہ

و نیز سید اجل بھڑاچی را اجازت و خرقہ از سید جلال الدین بخاری از شیخ رکن الدین ابوالفتح از والد خود صدر الدین از والد خود شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی از شیخ امام الطریقہ شہاب الدین سہروردی از شیخ ضیا الدین ابوالنجیب سہروردی از شیخ وجہہ الدین عبدالقادر سہروردی از شیخ ابو محمد بن عبد اللہ از شیخ احمد و نیوری از مشاد علی و نیوری از حضرت جنید بغدادی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ خواجہ حبیب عجمی از خواجہ امام حسن بصری از امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و نیز فقیر را در سلسلہ نقشبندیہ اجازت از مرشد سابق از مولاد مرشدنا نصیر الدین مجاہد دہلوی و او نشان را از شاہ محمد آفاق دہلوی از خواجہ ضیاء اللہ از خواجہ محمد زبیر از خواجہ حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی از خواجہ محمد معصوم از حضرت شیخ احمد مجد الف ثانی از خواجہ باقی باللہ از خواجہ انگلی از مولانا درویش از مولانا زابد از عبید اللہ احرار تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ وسلم باقی کیفیت سلاسل بہ تفصیل و تحقیق تمام در رسالہ ضیاء القلوب نوشتہ شد از ان بگیرند۔

تمام شد

شجرہ پیرانِ چشت اہل بہشت رضی اللہ عنہم			
تو اگر چاہے قبولیت دعا کے واسطے	عرض کرنا شاہ یوں اول خدا کیوا سٹے		
حمد ہے سب تیری ذاتِ کبریا کے واسطے			
ہے درود و نعت ختم الانبیاء کے واسطے	اور سب اصحاب و آلِ مصطفیٰ کے واسطے		
فضل کریم پر الہی	مجتبے کے واسطے		
در بدر پھرتی ہے خلقت التجا کے واسطے	آسمانِ تیرا ہے پر مجھ بے نوا کے واسطے		
رحم کر مجھ پر الہی اولیا کے واسطے			
اُن بزرگوں کو شفیع لایا ہوں میں ہو کر طول	کیجیو یہ عرض میری اُن کی برکت سے قبول		
ہاتھ اٹھاؤں جب ترے آگے دعا کے واسطے			
پاک کر ظلمات و عصیاں سے الہی دل مرا	کر منور نورِ عرفاں سے الہی دل مرا		
حضرت نور محمد پر ضیا کے واسطے			
ایسے مرنے پر کروں قربان یارب لاکھ عید	اپنی تیغِ عشق سے کر لے اگر مجھ کو شہید		
حاجی عبدالرحیم اہلِ عزا کے واسطے			
کردہ پیدا در غم میرے دل افکار میں	بار پاؤں جس سے اے باری ترے دربار میں		
شیخ عبدالباری شہ	بے ریا کے واسطے		
شرک عصیان و ضلالت سے بچا کر لے کریم	کر مہریت مجھ کو اب راہِ صراطِ المستقیم		
شاہ عبدالہادی پیر ہدیٰ کے واسطے			
دین و دنیا کی طلب عزت نہ سرداری	اپنے کوچہ کی عطا کر ذلت و خواری مجھے		
شاہِ عضد الدین عزیز دوسرا کے واسطے			
دے مجھے عشق محمد اور محمدیوں میں گن	ہو محمد ہی محمد و در میرا رات دن		
شہ محمد اور محمدی القبا کے واسطے			
حَبِّ حَقِّ حُبِّ الہی حُبِّ مولا حُبِّ رب	الغرض کر دے مجھے محبت سب کا سب		
شہ محبت اللہ شیخ با صفا کے واسطے			
گرچہ میں غرق شقاوت ہوں سعادتِ سچید	پر توقع ہے کرے مجھ سے شقی کو تو سعید		

		لو سعید اسعد اہل ورا کے واسطے		
	قال اتر حال اتر سب مرے اتر میں کام	لطف سے اپنے مرے کر ملک دیں کا انتظام		
		شم نظام الدین بلخی مقتدا کے واسطے		
	ہے یہی بس دین میرا اور یہی سب ملک و مال	یعنی اپنے عشق میں کر مجھ کو با جاہ و جلال		
		شم جلال الدین جلیل اصفیا کے واسطے		
	جَبّ دنیاوی سے کر کے پاک مجھ کو اے حبیب	اپنے باغِ قدس کی کر سیر تو میرے نصیب		
		عبد قدوس شمس قدس و صفا کے واسطے		
	کر معطر روح کو بوئے محمد سے مری	اور منور چشم کر روئے محمد سے مری		
		اے خدا شیخ محمد رہنما کے واسطے		
	کر عطار راہ شریعت لئے احمد سے مجھے	اور دکھانور حقیقت خوئے احمد سے مجھے		
		شیخ احمد عارف صاحب عطا کے واسطے		
	کھول دے راہ طریقت قلب پر یا حق مرے	کر تجلی حقیقت قلب پر یا حق مرے		
		احمد عبدالحق شمس ملک بقا کے واسطے		
	دین و دنیا کا نہیں درکار کچھ جاہ و جلال	ایک ذرہ درد کا یا حق مرے دل میں تو ڈال		
		شم جلال الدین کبیر الاولیاء کے واسطے		
	ہے مکدر ظلمتِ عصیاں سے میرا شمس دیں	کر منور نور سے عرفاں کے میرا شمس دیں		
		شیخ شمس الدین ترک شمس الضحیٰ کے واسطے		
	اے مرے اللہ رکھ ہر وقت ہر ریل و نہار	عشق میں اپنے مجھے بے صبر و بے تاب و قرار		
		شیخ علاؤ الدین صابر بارضا کے واسطے		
	دے ملاحیت مجھ کو حق نمکینی ایمان سے	اور حلاوت بخش شمع شکر عرفان سے		
		شم فرید الدین شکر گنج بقا کے واسطے		
	عشق کی راہ میں ہوئے جو اولیا اکثر شہید	نجر تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید		

		خواجہ قطب الدین مقتولِ ولا کے واسطے	
	بے ترے ہے نفسِ شیطاں پہ امانِ دین	جلد ہوا کمرِ یاربِ مددگارِ معین	
		شمِ معین الدین حبیبِ کبریا کے واسطے	
	یا الہی بخش ایسا بے خودی کا مجھ کو جام	جس سے جزِ عشقِ نبیؐ کچھ کونہ ہو دے اور کام	
		خواجہ عثمانؒ با شرم و حیا کے واسطے	
	دورِ کرمجھ سے غمِ موت و حیاتِ مستعار	زندہ کر ذکرِ شریفِ حق سے اے پروردگار	
		شمِ شریفِ رندی با نقیا کے واسطے	
	آتشِ شوق اس قدر دل میں مرے بھر لے و درد	ہر بنِ مومے مرے نکلے تری الفت کا درد	
		خواجہ مودودِ حشتی پارسا کے واسطے	
	رحم کر مجھ پر ثوابِ چاہِ ضلالت سے نکال	بخشِ عشق و معرفت کا مجھ کو یاربِ ملکِ مال	
		شاہِ بو یوسف شہ شاہ و گدا کے واسطے	
	مست اور بے خود بنا بولے محمدؐ سے مجھے	محترم کر خواری کوئے محمدؐ سے مجھے	
		بو محمد محترم شاہِ ولا کے واسطے	
	صدقے احمدؐ کے یہ ہے امید تیری ذات سے	کہ بدل کر دے مرے عصیاں کو تو حسنات سے	
		احمد ابدالِ چشتی با سخا کے واسطے	
	حد سے گذارِ پنجِ فرقت اب تو لے پروردگار	کر میری شامِ خزاں کو وصل سے روزِ بہار	
		شیخ ابوالاسحاق شامی خوش ادا کے واسطے	
	شادی و غم سے دو عالم کے مجھے آزاد کر	اپنے درد و غم سے یاربِ دل کو میرے شاکر	
		خواجہ مشاد علوی بوالعلا کے واسطے	
	ہے مرے تو پاس ہر دم لیک میں اندھا ہوں پر	بخش وہ نورِ بصیرت جس سے تڑکے نظر	
		بو بہیرہ شاہِ بصری پیشوا کے واسطے	
	عیش و عشرت سے دو عالم کی نہیں مطلب	چشمِ گریاں سینہ بریاں کر عطا یارب مجھے	

		شیخ حذیفہ مرعشی شاہ صفا کے واسطے		
		نے طلب شاہی کی خواہش گدائی کی مجھے بخش اپنے دلتک طاقت رسائی کی مجھے		
		شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کے واسطے		
		راہزن میرے ہیں دو قزاق باگزہ گراں تو پہنچ فریاد کو میری کہیں اے مستعل		
		شہ فیصل ابن عیاض اہل دعا کے واسطے		
		کمرے دل سے تو اے فطردونی کا حرف دور دل میں اور آنکھوں میں بھر دے سرسبز وحدت کا نور		
		خواجہ عبدالواحد بن زید شاہ کے واسطے		
		کر عنایت مجھ کو توفیق حسن اے ذوالمنن تاکہ ہوں سب کام میرے تیری رحمت سے حسن		
		شیخ حسن بصری امام اولیا کے واسطے		
		دُور کردل سے حجاب جہل غفلت میرے رب کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے اب		
		ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے		
		کچھ نہیں مطلب دو عالم کے گل و گلزار سے کر مشرف مجھ کو تو دیدار پُر انوار سے		
		سرور عالم محمد مصطفیٰ کے واسطے		
		آپڑا در پر ترے میں ہر طرف سے ہو طول کرتوان ناموں کی برکت سے دعا میری قبول		
		یا الہی اپنی ذات کبریا کے واسطے		
		ان بزرگوں کے نبیوں یا رب غرض ہر کار میں کر شفاعت کا وسیلہ اپنے تو دربار میں		
		مجھ ذلیل و خوار و مسکین و گدا کے واسطے		
		اس دوئی نے کر دیا ہے دور وحدت سے مجھے کر دوئی کو دور کر پُر نور وحدت سے مجھے		
		تاہوں سب میرے عمل خالص رضا کے واسطے		
		کر دیا اس عقل نے بے عقل و دیوانہ مجھے کر ذرا اس ہوش سے بیہوش مستانہ مجھے		
		یا حق اپنے عاشقان با وفا کے واسطے		
		کشکش ناامیدی کی ہوا ہوں میں تباہ دیکھ مت میرے عمل کر لطف پر اپنے نگاہ		

[illegible]

نصائح متفرقہ

منقول است از امیرالمومنین یعسوب الدین امام المشرق والمغرب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ من دوازده کلمہ از توریت اختیار کرده ام و ہر روز سہ نوبت در آن تأمل میکنم و آن این است کلمہ اول: حق جل و علا می فرماید اے پسر آدم کہ البتہ نہ ترسی از شیخ شیطان حاکمی ما و ام کہ سلطانی من باقی است۔

کلمہ دوم: اے پسر آدم نہ ترسی از قوت و نہ تنی مادام کہ خزانہ من پریانی و خزانہ من ہرگز باقی است کلمہ سوم: اے پسر آدم باید کہ در ہر چہ در مانی مرا بخوانی کہ البتہ بیانی کہ اجابت کنندہ ہمہ بادنیکو کار آنم کلمہ چہارم: اے پسر آدم بدرستی کہ من ترا دوست می دارم پس تو مرا باش و مرا دوست دار۔ کلمہ پنجم: اے پسر آدم از کمر من ایمن مباش مادام کہ صراط نہ گذشتہ باشی۔

کلمہ ششم: اے پسر آدم ترا آفریدم از خاک و لطفہ علقہ و مضغہ و عاجز نہ شدم در آفریدن تو کمال قدرت پس چگونه عاجز شوم کہ دو گردہ نان بتو رسانم چہ از غیر من می طلبی۔

کلمہ ہفتم: اے پسر آدم آفریدم ہمہ اشیاء را برائے تو و ترا آفریدم از جہت عبادت خود و تو خود را بخدائے چیزے کردی کہ برائے تو آفریدہ ام و خود را از من دور می کنی جہت غیر من۔

کلمہ ہشتم: اے پسر آدم ہمہ چیز و ہمہ کس مرا می خواہد از برائے نفس خود و من ترا نمی خواہم از جہت نفس تو و تو از من می گریزی۔

کلمہ نهم: اے پسر آدم تو خشم میگیری بر من جہت نفس خود و خشم نمی گیری بر نفس خود از جہت من۔

کلمہ دہم: اے فرزند آدم مراست بر تو فریضہ و تراست بر من روزی اکثر تو مخالفت کنی در فریضہ من و من مخالفت نہ کنم در دادن روزی تو بتو۔

کلمہ یازدہم: اے پسر آدم تو طلب روزی فردا از من می کنی و من فریضہ فروا از تو نمی طلبم۔

کلمہ دوازدهم: اے پسر آدم اگر راضی بشوی بچیزے کہ من ترا قسمت کردہ ام و راحت افتادی و

آسودہ شوی در ہمہ حال و دوست دارندہ شدی و اگر راضی نہ شوی بانچہ ترا کردہ ام مسلط گردانم بر تو و نیار تا ترا در بدر گردانم و چوں سگ بر در با

خوار گردی و تونیابی مگر آنچہ مقدر کردہ ترا ام

جہاد اکبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُہی تو ہے وحدہ لا شریک
یہاں آب و گل میں پھنسیا یا ہمیں
کری ہم پہ نازل یہ روشن کتاب
رہے اپنی غفلت سے ہم بے تمیز
ہے روشن اگرچہ ہدایت کا نور

بنایا ہے تو نے ہر اک شے کو ٹھیک
ضعیفی سے ہم کو توانا کیا
کیا اس میں امر و نہی کا خطاب
رہی وہ ہی ہم پر کرم کی نظر
و لے کیا ہو حاصل کہ ہیں ہم تو کور

عدم سے توستی میں لایا ہمیں
تھے نادان ہم تو نے دانا کیا
نہ کی نیک اور بد میں ہم نے تمیز
وہ نور ہدایت رہا جلوہ گر
عطا کروہ بینا فی ہم کو آلہ

مناجات بجناب قاضی الحاجات

اُہی اُہی اُہی اُہی
گناہوں سے ہے حال بدتر مرا
اُہی مجھے ہے یہ شرمندگی
کہ غافل رہا جو رہ وصل سے
خرد وہ کہ خوش تجھ کو رکھے مدام
بھلا اس سے زیادہ ہو کیا ظلم صاف
اُہی مری عمر دشمن نے لی
نہ افسوس کوئی کیا۔ نیک کام
اُہی میں بھٹکا بہت در بدر
کروں جس سے جاالتجا کون ہے
اُہی نہ جانی تیری قدر آہ
جوانی تو کیا زندگانی چلی
اُہی ہے کیا تری رحمت کا جوش
اُہی بہت اس سے خجلت میں ہوں
بیال کیا کروں اپنی شرمندگی
اُہی بہت ہی بُرا بندہ ہوں

میں ہوں اپنے اعمال بد سے تباہ
اُہی سراپا ہوا میں گناہ
کہ بن آئی مجھ سے نہ کچھ بندگی
خرد وہ کہ جو بندہ یار ہو
رہے حکم میں تیرے وہ صبح و شام
رہا میں سدا بجز غفلت میں غرق
رہی شہوت اور حرص باقی وہی
اُہی نے کی گرچہ کوشش بڑی
ترے در پہ آخر پڑا آن کر
اُہی نہ تیرے سوا کون ہے
کری عمر ہو و لعب میں تباہ
کرے میرے تو ٹکڑے ٹکڑے اگر
کہ دیکھنے گناہ اور ہو پردہ پوش
اُہی ہر اک آن حاضر ہے تو
کہ دیکھے ہے تو یہ مری زندگی
اُہی خبر لے مری تو شتاب

اُہی میں عاجز ہوں بندہ تیرا
ہوئی مجھ سے گم آہ نیکی کی راہ
میں شرمندہ ہوں اپنی اس عقل سے
بجز یار آنکھوں میں سب خار ہو
کیا عمر بھر میں ترے برخلاف
نہ سمجھا کبھی نیک اور بد میں فرق
ہوئی حرص زیادہ ہوا میں تمام
و لے ساری تدبیر اٹھی پڑی
کہاں جاؤں تیرے سوا کون ہے
نہ ڈھونڈے تجھے پھر وہ ڈھونڈے کسے
ہے افسوس عمر جوانی چلی
اُہی میں لائق ہوں اس کے مفر
اُہی میں پردھن غفلت میں ہوں
میں کرتا ہوں جو فعل ناظر ہے تو
اُہی گنہگار و شرمندہ ہوں
ہوا حد سے زیادہ بس اب تو خراب

اُہی ہوا ہوں سراپا خطا
 ترے در پہ آخر سر افگندہ ہوں
 نہ مجھ سا گنہگار شرمندہ ہو
 وہیں رزق دیتا ہے شام و پگاہ
 اُہی عجب تیری رحمت ہے آہ
 کروں میں گنہ شاد کرتا ہے تو
 اُہی ہے تیرے کرم سے امید
 اُہی تری ہے نظر عفو پر
 ترے عفو کے آگے میرے گناہ
 تو ہوں سنگرز بے بھی رشک قمر
 گناہ میرے اور تیری بخشش بھلا
 کہاں تیرہ خاک اور کہاں آسمان
 مرا عذر ہوا اب اُہی قبول
 اُہی ترے در پہ رکھا ہے سر
 کرے میں گنہ جہل اور سہو سے
 بدی کے عوض مجھ کو نیکی ملے
 نہ رسوا کیا ہے جو تو نے یہاں
 ہے کیا چیز آگے ترے میرے رب
 کہاں جاوے اب بندہ تیرا بتا
 اُہی کروں عرض پھر کس سے جا
 تیرے بندے ہیں مجھ سے بے انتہا
 تو بس ہو چکا میں اُہی تباہ
 کیا میں جو لائق مرے کا رتھے
 کرم عفو بخشش ترا کام ہے
 اُہی بحق محمد رسول

نہ بخشے تو گر ہو میرا حال کیا
 ہوں اس بندہ کہنے سے شرمندہ سخت
 خدا پاک کا پاک ہی بندہ ہو
 کرے میں گناہ آہ بے خوف و ڈر
 عجب علم ہے تیرا اے بادشاہ
 کرم تیرا اگر دشگیری کرے
 سیاہی کو میری کرے تو سفید
 خس و خوار سے تیرہ ہو بکر کب
 شب تار جو پیش خورشید و ماہ
 کیا میں گناہ گر بڑے سے بڑا
 برابر کہاں ہو سکے اے خدا
 کہاں ظلمت شب کہاں آفتاب
 مجھے خوار در سوانہ کر اور طول
 نہ سر کو جھکاؤں کہیں جا کے میں
 اور اس حرص نفسانی و لہو سے
 گنہ میرے جاتے ہے تو علم سے
 اُہی تو رکھیو مری شرم داں
 بڈارے مجھے یا بلاوے مجھے
 کسے ڈھونڈے جو بندہ تیرا بتا
 اُہی بُرا یا بھلا ہوں تیرا
 مرا ہے تبا کون تیرے سوا
 بڈارے مجھے اپنے در سے تو گر
 تو وہ کر جو تجھ کو سزاوار ہے
 بدی جہل و غفلت مرا کار ہے
 دعا ہو وے امداد کی اب قبول

ہوں گرنیک یا بد تیرا بندہ ہوں
 شہ نیک کا بندہ ہو نیک بخت
 اُہی تودیکھے ہے میرے گناہ
 رہی وہ ہی رحمت کی تجھ پر نظر
 میں غافل مجھے یاد کرتا ہے تو
 تو پھر کیوں نہ بندہ امیری کرے
 گناہوں پہ بندوں کے کب ہے نظر
 ہو چشم فلک گرد سے خیرہ کب
 تو وہ خور ہے تیری پڑے گر نظر
 ولے تیری بخشش کے آگے ہے کیا
 اُہی کہاں جرم بخشش کہاں
 کہاں ہے سیاہی کہاں ماہتاب
 بہت پھر پھرا کے میں اب آن کر
 سوا تیری درگاہ والا کے میں
 ولے تیری رحمت سے امید ہے
 کرے پردہ پوشی سدا حلم سے
 اُہی ہمارا بد و نیک اب
 اُہی نہ چھوڑوں گا در کو تیرے
 نہ تو نے سنی گرمی التجا
 سوا تیرے ہے کون تبتلا مرا
 نہ کی تو نے گرا ب کرم کی نگاہ
 اُہی تبا پھر میں جاؤں کدھر
 گنہ جرم و عصیاں مرا کام ہے
 تجھے عفو بخشش سزاوار ہے
 اُہی یہ عاجز ہے تیرا غلام

الہی تو کر رحم اس پر مدام
تو فتاح و غفار و رزاق ہے
الہی یہ بندہ ہے تیرا ذلیل
الہی تو ہے شاہ اور یہ گدا
تو ہے زاد گرا اور یہ مظلوم ہے
الہی یہ طالب تو مطلوب ہے
بجی محمد شہ دوسرا

الہی غنی تو ہے اور یہ فقیر
یہ بدکار و فجار و فساق ہے
الہی تو رازق یہ مرزوق ہے
الہی تو مولیٰ یہ بندہ ترا
الہی یہ عبد اور تو معبود ہے
الہی محب یہ تو محبوب ہے
الہی دعا سوا پ اس کی قبول

نعت شریف

محمد ہے ممدوح ذات خدا
اسی کا طفیل ہے یہاں جون ہے
محمد خلاصہ ہے کونین کا
محمد کی طاعت سے جادو کا مرض
گرفتار تھے نفس و شیطان کی ساتھ
کہ تاہم بچیں نفس و شیطان سے
محمد کی طاعت کر آٹھوں پہر
محمد محمد کہہ ہر آن میں
محمد کے ہیں خاص حق کے ولی

محمد کا ہو وصف کسی سے ادا
نہ پیدا اگر ہو تا احمد کا نور
محمد وسیلہ ہے دارین کا
پڑے کفر اور شرک میں ہم بھی سب
محمد نے دی ہم کو ان سے نجات
بتاتے ہمیں ایسے وہ داؤ گھات
کہ تاوصل سے حق کے ہو بہرہ در
محمد کی الفت سے اور چاہ سے
ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ علیؓ
ہر اک ہے ہدایت کا بدرِ کمال

الہی قوی تو ہے اور یہ حقیر
الہی تری ذات رہے بس جلیل
الہی یہ عاشق تو معشوق ہے
الہی تو راحم یہ مرحوم ہے
الہی تو ہی اس کا مقصود ہے
الہی تو کر اس کی حاجت روا
بجی صحاب اور آل رسولؐ

محمدؐ سا مخلوق میں کون ہے
نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور
محمد کی طاعت جہاں پر ہے فرض
محمد سے ہم کو ملی راہ رب
خبر دی رہ دین و ایمان سے
کیا ہم نے جس سے عدوؤں کو مات
محبت محمدؐ کی رکھ جان میں
ملے گا تو امداد اللہ سے
محمدؐ کے اصحاب ازواج و آل

افسوس اور ندامت کرنا اس پر کہ عمر غفلت میں چلی جاتی ہے اور تنبیہ کرنا نفس سرکش اپنے کو
سبر کشی حکم اللہ تعالیٰ کی سے اور رجوع کرنا اس کو فرمان برداری معبود حقیقی اپنے
کی اور جواب در جواب اس کے

سنو دوستو گوش دل سے ذرا
رہے جنگ ہے نفس اور روح کا
سناؤں تمہارا تمہیں ماجرا
رہو تم خبر دار دونوں کے اب
کہ اندر وجود آدمی کے سدا
نہیں تو پڑے تم پر آخر غضب

علاج اُس کا خوب ہی بتاتا ہوں میں
 رہو گے بچے نفس و شیطان سے
 مجھے آگیا جو خیال ایک رات
 سدا کو سرحلت بجاتی ہے عمر
 نہ سو یا شب اس فکر میں ایک دم
 شش و پنج کرتا رہتا سحر
 کہا نفس کو آخرش میں نے رات
 کہ آیا تھا یاں کس لئے اے لعین
 بتا تجھ سے کیا حق کو منظور تھا
 بتا اس میں یاں آکے کیا کیا کیا
 تجھے آہ اپنی خبر کچھ نہیں
 کہا اُس نے وہ تھا خزانہ چھپا
 محبت کا جامہ پنہایا مجھے
 کہا میں کہ اے نفس بد زشت خو
 تری بات ہرگز نہ رکھے فروغ
 جو ایمان و الفت میں صادق ہے تو
 نہیں تجھ کو اُس کی محبت نصیب
 کروں میں گناہ پھر تو بہ کروں
 دغا کی ہو تو بہ سے کیا فائدہ
 تو اس جہل اور مکر ہی سے نکل
 میں ناچار ہوں حق کی تقدیر سے
 کہا میں وہ ہے حجت بے فروغ
 کہ ہے عیب اور نقص تجھ میں چھپا
 مت اس پر تواتنا اب اصرار کر
 تو وہ جہل سے بھاگے بے گفتگو

تمہیں راہ سیدھی دکھاتا ہوں میں
 بیاں حال اب اپنا کرتا ہوں میں
 لگا سوچنے اپنے دل میں یہ بات
 مجھے فکر کل کا ہوا آج یوں
 رہا رات بھر اس میں چشمِ نم
 تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا نفسِ مردود کو
 کہ کیا ہو گیا تجھ کو اے بد صفات
 کیوں آیا ہے یاں کیوں تو پیدا ہوا
 یہاں آکے کیا کام تو نے کیا
 کیا حق نے پیدا تجھے جس لئے
 مرے کہنے کا بھی اثر کچھ نہیں
 یہی آدم آئینہ اُس کا ہوا
 میں ایمان اُس پر رکھوں ہوں ملہم
 ہے دشمن حقیقی مرے دل کا تو
 محبت کہ ہو جس سے دل خادماں
 تو پھر کیوں گناہوں پہ عاشق ہے نو
 کہا اس نے ہے وہ رحیم و غفور
 دیں پل میں مقبول ہوگا ہوں
 گناہوں کی ہے دل میں الفت بھری
 طریقی شریعت پہ چل اے دغل
 کہا حق نے مجھ کو ظلوماً جہول
 مرے سامنے لاتا ہے اے دروغ
 کیا تجھ کو آگاہ اس واسطے
 نہ مغرور ہو کام کا کار کر
 نہ تجھ سا کہیہ یہ کہ جاہل ہوں میں

کرو گے گراؤں پر عمل جان سے
 کہ جس فکر میں روز رہتا ہوں میں
 کہ افسوس غفلت میں جاتی ہے عمر
 کہ کی دولتِ عمر برباد کیوں
 اسی میں گئی رات ساری گذر
 تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا نفسِ مردود کو
 خبر حال کی تجھ کو اپنے نہیں
 کہ صحرائے کس پہ شیدا ہوا
 تجھے جس لئے حق نے پیدا کیا
 نہیں کرتا وہ کام تو کس لئے
 جواب دینا نفس کا
 یہاں مظہر اپنا بنایا مجھے
 ہے توحید سے اس کی دل شکام
 بناتا ہے کیوں تو یہ باتیں دروغ
 کہاں ہے وہ تجھ میں مجھ دے نشان
 کرے ہے کب عاشقِ خلافِ حبیب
 گنہ میرے سب بخش دے گا ضرور
 کہا میں فریب اب مجھے دے ہے کیا
 فریب حق کو دیتا ہے تو اے شقی
 کہا تنگ مت کر تواتنا مجھے
 نصیحت سے تیری ہوا اب کیا حصول
 ظلوماً جہول حق نے تجھ کو کہا
 کہ تا تو گناہوں سے بچتا رہے
 کسی کو اگر کیئے جاہل ہے تو
 پڑھوں کس طرح علم جاہل ہوں میں

<p>اور ہووے اگر اسپ نیک نہاد گو یا اُس کے تن سے ہوئی جاں ہوا اب ایک اور چابک لگا جلد تر تو طاعت میں اب کیوں نہیں ہوتا چست کری حق نے کچھ کچھ سے پہلے نوشت مٹا کب سکے کوئی تدبیر سے کرے گرچہ شیطان کی جو تو سجود یہ مکرو فریب اور لایا نیا عمل بھی تو تقدیر سے سب ہیں جاں سمجھ لے کہ حق اُس سے راضی ہوا ہو اور رحمت سے وہ بر ملا رضا کا نشان ڈھونڈ کر نہ ہو کہا ہے ولے حق نے یہ بے خلل ہوا اُس سے گمراہ تو زینہار کہا سیکڑوں نے عمل خوش کرے اسی سے مرے دل میں ہیں سو ہر اس مرے کفر میں اور عمل ہووے ضبط کہ کی تو نے دو عابدوں پر نظر نہ کی کچھ عبادت پہ اُن کی نگاہ کرے ایسے بندوں کو جو بے نشان کوڑوں مسلمان طاعت کریں ہوئے نیک اعمال سے جنتی پکڑ کے دو ملعون کی تو سند عجب ہے حق تیرا لے بد صفات اگر اس کی ہے بے نیازی کی شان</p>	<p>تو وہ اور چلنے میں ہوتا ہے مست یہ سن کر وہ شرمندہ ایسا ہوا میں جا نا کہ کچھ اس کو آیا ہے جوش کہا میں ہوئی تجھ پہ حجت درست ہے کب اُس میں خل عقل و تدبیر کا لکھا جو گیا حق کی تقدیر سے تو چاہے سو کر اب بُرا یا بھلا کہا میں کہ اے نفس بد بے حیا اٹھایا ہے پھر تو نے غفلت سے سر عمل نیک پر جس کو قائم رکھا خدا کا غضب اُس پہ نازل ہوا نہ جانے تو گر حق کی تقدیر کو کہ دوزخ میں رکھوں گا تجھ کو ضرور کہا تھا خدا نے جو کچھ تجھ کو یار خیالِ عبث پر جو باندھے کمر کرا بلیس و بلعم کے اوپر قیاس جو آوے قضا بد شقاوت کرے کہا میں اسی سے تو رکھتا ہے ڈر کیا حق نے درگاہ سے اُن کو دور سمجھ لے یہ ہے بے نیازی کی شان عبادت سے حق کی ہوئے کامیاب بہت عابد و زاہد و متقی گیا تو دو عابد کے نقصان پر کرے تو گناہ اور چاہے نجات سمجھتا ہے پھر آپ کو راہ پر</p>	<p>گم سے کہ جو چابک لگے خوب چست اشارہ سے چلتا ہے وہ مثل باد جو اس باب سے اُس کو دیکھا خموش کہ شاید یہ آوے کہیں راہ پر وہ بولا جو ہے حکم تقدیر کا نصیبوں میں ہر اک کے دوزخ بہشت نہیں مٹا جو کچھ قلم لکھ چکا جو تقدیر بد ہو تو کیا ہوئے سود نہ سمجھا تو کچھ بھی اب اے حلیہ گر مقدر کا ہووے عمل ہی نشان دیا جس کو شہوت کے اندر پھنسا عمل بد میں جو ہو گیا مبتلا کہا حق نے کب تجھ سے لے بے شعور رضا کی نشانی ہے اچھے عمل ہے تف تیری عقل اور فہمید پر جو تقدیر بد تھے سو کافر مرے اگر عمر ساری عبادت کرے اسی کفر سے عقل ہے میری ضبط ہو عمر میں اُن سے جو اک قصور کیا اک گنہ سے انہیں یوں تباہ ہزاروں نبی اور ولی بے حساب ہوئے حق کے مقبول اور کامیاب نہ ان سب کے کی فائدوں پر نظر لگا کرنے بے خوف اعمال بد ہزاروں کرے جرم شام و سحر</p>
---	---	--

<p>نہ بھاگے تو دے جان اسکو مقرر ہے قرآن میں ہر جا غفور اور حلیم پراس سے ہے سزا درجہ رحمت سوا کہا میں تو نازاں نہوا لے لیں ولیکن ہے قہار بھی اے لیئم کرے سہو غفلت سے گرتو گناہ نہ بخشے اگر چاہے قہار ہے کرے جہل و طغیاں سے یہ کار تو نہیں عجز و زاری کا تجھ میں اثر ذرا کر کے تو بہ کرا چھے عمل اگر ہو گیا تجھ سے کوئی گناہ ملا ایک کو گر خزانہ میں گنج بس اب چھوڑ حلیہ رہ راست لے میں نیک عادت اس کی گوہوں جانتا ولے اُس کی بخشش ہے جوں آسماں مجھے کس لئے تنگ کرتا ہے آہ ولے ایسے باطل ارادہ سے بچ گنہ تیرے اور اُس کی بخشش میاں کیا تو نے آزر دہ اے زشت خو جو جانے ہے تو حق ہے نیکو صفات خطا پر خطا یہ تو کرتا ہے آہ کرے ذات ایسی کو آزر دہ جو</p>	<p>ترے آگے درندہ ہو شیر گر غفور اور حلیم اور نیکو کار ہے گنہ میرے ہوں گرچہ بے انتہا وہ غفلت ہے بخش دے گا مگر ہے اللہ بیشک غفور اور حلیم جہاں اور جلال اس کی ہیں دونوں شان تو بخشے تجھے وہ کہ غفار ہے نہ سمجھا ولے اس کے انجام کو کرے ہے گناہ آہ بے خوف و ڈر خدا کی وہ بخشش کے قابل نہیں کرا چھے عمل یا رشام و لپکاہ کہ یہ اُس کی عادت ہے جاری قدیم بھلا جہل ہو اس سے زیادہ کسے تری خود ہے اس میں سر اسر خطا گنہ میرے گرچہ ہیں کوہ گراں وہ اللہ ہے اکرم الا کر میں کہا میں کہ یہ تو کہا تو نے سچ کریم اور رحیم اور ستار ہے ولے حیف ہے ایسے غفار کو وہ آزر دہ کرنے کے قابل نہیں وفادار سمجھے کرے پھر گناہ وہ لائق عبادت کے ہے اے لیئم وہ گردن زنی کے ہے لائق سنو</p>	<p>نہیں تجھ کو کس لئے خوفِ جان خفا ہو کے بولا وہ غفار ہے وہ بیشک ہے ربّ الودّ الرحیم گناہوں سے اپنے نہیں مجھ کو ڈر کہ حلیہ سیاں کام آتا نہیں کرے بخشش اور قہر بھی بے گماں اور ہو جائے تجھ سے خطا گاہ گاہ ہے تو اک طرف اپنے آرام کو گناہوں پہ کرتا ہے اصرار تو جو ایسا ہو گمراہ و سرکش کہیں خدا کے لئے مت پڑا ندر خلل یقین جان اُس وقت وہ ہے کریم تو کب اور کھیتی کا چھوڑی گے رنج کہا اُس نے مجھ پر نہ کر تو جفا ہوں عفو و کرم اس کا پہچان تا گنہ میرے بخشش سے زیادہ نہیں وہ مجھ سے بھی بدتر کے بخشے گناہ بلا شک وہ ایسا ہی غفار ہے برابر نہ ہو سکتی ہے بے گماں جو ہو ایسا سن ارحم الراحمین نکو دست عانی ہے اور نیک ذات جو ہو ذات ایسی غفور اور حلیم</p>
---	--	---

نفس سے عاجز اور تنگ ہو کر چانا اپنا طرف سلطان روح کے اور مرد چاہنی اس سے

<p>کرمی عرض جا کر کہ لے نیک بخت پہنچ بہر حق میری فریاد کو کہا یہ کہنہ کہاں میں کہاں کہ یوے یہ باغی ترے ملک کو کرے ہفت اقلیم تن میں مرے رعیت کو کر دے گادم میں تباہ ترے سب امیروں کو بیہکا کے وہ دکھا دے بہت سی وہ ذلت تجھے تو ملک بدن کا ہے حاکم اگر کرو ایسی تدبیر اے شاہ دیں مری عجز و زاری کو سن کر بہوش کہا میں مٹانا ہوں میں اسکا راگ یہ سنتے ہی آیا وزیر عقل کا وزیر خسرو بھی ہوا چشم تر کہ ہوتا کے اقبال سے دم میں گم کہ ہوں مستعد جنگ کو مثل موج جو ہو جائے عاجز تو پھر یوں کریں</p>	<p>گیا آخرش میں طرف روح کی خلیفہ ہے اس ملک میں حق کا تو پکڑ جلد اور مار گردن اسے کہا میں کہ کیا چاہتا ہے یہ تو زمین بدن میں پڑے شر و شور اگر تخت دل پر گیا بیٹھ آہ کرے قتل یا کھٹے اُن کو اسیر رہے کب یہ پھر شان و شوکت تجھے یہ کیوں بادشاہی کا رتبہ دیا وزیر خسرو کو بلا کر کہیں رہے ملک تن پھر ہمیشہ کو شاد بن میں لگی اُس کے غیرت کی آگ کہ تدبیر اس کی بتا دے وزیر مرا حال سن اور افسوس کر کہ یہ فتنہ اتنا نہیں کچھ بڑا یہ ہو حکم آویں امیران فوج غرور اس عین کا وہیں جائے ٹوٹ رکھیں شرع کی بند زنجیریں</p>	<p>جو دیکھا کہ ہے اُس کی حجت قوی تجھے ملک تن کا ملتا ج و تخت کیا تنگ ہے اس شقی نے مجھے مقابل ہوں اُس کے مری کیا ہے شان رعیت سے محصول یوے بزور تصرف تسلط بہت ظلم سے یکایک وہ لے توڑ تیرے امیر کرے ملک تن میں عمل آکے وہ تجھے حق نے کیوں ہے خلیفہ کیا ذرا مجھ سے مظلوم پر کر نظر کہ ہو دور جس سے یہ فتنہ فساد شر و روح کو آگیا و دہی جوش کیا حکم تا جلد آوے وزیر سب آداب شاہانہ لایا بجا یہ سلطان روح سے کہا اُس نے جبا رکھو اپنی خاطر کو اب جمع تم کریں قتل لیں اس کا اسباب لوٹ</p>
--	---	--

خبر کرنی جاسوس و سواس کی کہ طرف سے ملک تن میں رہنا ہے نفس کو

<p>سنی چھپ کے بنو یہ حکایت تمام شہ ملک دل و مہ پر فتوح کوئی دم میں یوے کا تجھ کو پکڑ اسی فکر میں جان کو کھو دیا</p>	<p>کہ تھا نفس سے ملک تن میں مدد کہا کیا تو سووے کہ سلطان روح تمام اپنے لشکر کو آراستے یہ سن کر خبر نفس نے رو دیا</p>	<p>تھے اس میں کہ جاسوس و سواس نام کری نفس سے جاشکایت تمام کرے تری ہے قتل کے واسطے شہ بخت کی زنجیر میں لے جکڑ</p>
--	---	---

کہا بائے تدبیر اب کیا کروں کہ تا اُس کے صدمہ سے بچتا رہوں کروں اس طرح میں بھی سامان جنگ عدم کا میں رستہ بتاؤں اُسے سنور ہرنی کا ہے میرا شعار کہ میں چھوڑ رکھا ہے اس کو جو یوں مچاؤں فساد الیسا اور شر و شر تو یاں بھی نہیں جنگ سے کچھ درنگ کہ سلطان روح کی بڑی شان ہے کہ ہر کام میں ہے ہمارا مشیر یہ سنتے ہی ابلیس آیا ادب سمہاری ہو مشکل سب آسان کا ہو آسان سب تیرے اقبال سے کروں حرص کی قید میں اس کو بند وہی بخشی ملک کافی ہے بس سپیدی کو اُس کی سیاہی کرے جو تھے ملک تن کے نگہبان چند	کہ تا ہاتھ سے اس کے جیتا رہوں کروں میں بھی اب اس سے ٹٹینکا فکر جسے دیکھ فوج اس کی ہو جائے نگ بھلا ملک تن چھوڑ جاؤں کہاں فساد اور فتنہ مرا کار و بار جو اس وقت اپنے پر آجاؤں میں کروں ملک کو اس کے زیرِ وزیر یہ کہہ کر لگا سوچنے پھر وہ خام نہیں لڑنا اس سے کچھ آسان ہے بلا کر کے اُس سے کرو وہ صلاح بجلا یا آداب شاہانہ سب یہ اتنا نہ کچھ کار دشوار ہے پکڑ اس کو لاؤں میں ہر حال سے امیر ہے تری فوج میں حرص نام خرابی کو اُس کے وہ وانی ہے بس شہ نفس نے دیکھے خلعت اسے کیا ہر طرف راہ کو اُس کے بند لئے ساتھ غصہ کی فوج گراں	ولیکن بمقدور کوشش کروں عدوؤں سے اپنے جھگڑنے کا فکر جو اپنی شجاعت دکھاؤں اُسے میں روزِ ازل سے ہوں قابض یہاں غنیمت نہیں جانتا ہے وہ کیوں تماشا اسے دم میں دکھلاؤں میں کیا ہے اگر اس نے سامان جنگ پڑا میرے اوپر یہ اب سخت کام جو شیطان سنگہ ہے قدیمی وزیر کہ جس بات میں ہو ہماری فلاح کہا لطف سے تیرے اے نامدار کہ جس سے تو الیسا دل افکار ہے ترے پاس لا کر کے اے ارجمند کرے کام سلطان روح کا تمام میں بچوں اُسے تا تپا ہی کرے روانہ کیا ملک کو روح کے رہ چشم سے آگیا ناگہاں
---	---	---

نمبر ہونی وزیر عقل کو اس معرکہ سے اور بھینجا امیر قناعت کو مقابلہ حرص سنگھ کے

اور حلم کو غصہ کے اور فتح ہونی اُن کی

وزیرِ خرد نے سنایہ جو حال گیا روح کے پاس با احترام کہا شہ نے شکر سے وہ چچانٹ لیں	ہو افکار اُس کے اُس کو خیال کہاں حال حرص اور غصہ کا سب کہ جو قتل اُن مفسدوں کو کریں	امیروں کے لشکر کو لے کر تمام کہ آئے ہیں لڑنے کو یہ ہم سے اب کہا عقل نے اے شہ نامدار
--	---	---

مقابل میں ان کے پے کارزار	امیر قناعت کو تو بھیج دو	کرے حرص کو دم میں ناپید جو
اگر فوج غصہ کی ہے اُس کے سنگ	کرے لشکر حلم جا اُس کو تنگ	کرو مستعد ایسی جنگی سپاہ
کہ ہوں جس سے یہ دونوں مفسد تباہ	جو سونے لگی دونوں جانب سے جنگ	ہو حرص و غصہ پہ میدان تنگ

امیر قناعت سے اور حلم سے + غضب حرص مغلوب دونوں ہوئے

آنا شہوت سنگھ کا مقابلہ وزیر عقل کے مع فوج فسق و فجور کے

وہ شیطان جو نفس کا تھا وزیر	تبہ دیکھ لشکر کو ہو کر حقیر	کہا نفس سے اُن کی ہووے مدد
کہ ان دو سے ہو گا نہ یہ فتنہ رد	وہ اب چاہے بھیجی فوج سخت	کہ جو لے شہ روح سے تاج و تخت
ہے تجویز شہوت کی جاوے سپاہ	کرے عقل کے ملک کو جاتباہ	جمع کر کے سب فوج فسق و فجور
کرو اس کے ہمراہ تم بے قصور	لگا بے حیائی ہتھیار سب	چلے شہوت سنگھ بہر حرب
کرے عقل کو جا کے زیر و زبر	ہمارا وہ ہے دشمن سخت تر	جو ہو عقل شہوت سے مغلوب آہ
تو سپہ روح کا ملک سارا تباہ	کہا لاؤ دیکر کے خلعت اسے	روانہ کریں جنگ کو روح کے

بھینا وزیر عقل کا امیر تقویٰ کو مع افواج شرم و حیا و صلاحیت کے مقابلہ شہوت سنگھ کے اور فتح ہونا امیر تقویٰ کی

وزیر ہنر و شرم روح کو	خبر پہونچی اس حال کی یار جو	کہا خاص اُس سختی ملک کو
کہ تقویٰ ہے جس کا لقب بھیجو	ہو فوج صلاحیت اس کی مدد	کہ ہو فوج فسق و فجور اس سے رد
سپر تیغ شرم و تقاہت کی لے	خبر جا کے اہل شقاوت کی لے	حیا جنگ اُس کا جو ہے اک وکیل
کرو اُس کے ہمراہ اسے بے دلیل	شہ روح کا حکم پھر اُن کو ہو	کریں لشکر نفس کو قتل جو
غرض آ کے میدان میں قائم ہوئے	لڑائی کو آپس میں برہم ہوئے	لگی ہونے آپس میں جس وقت جنگ
نہ نہیں آسماں رہ گئے دیکھ دنگ	کبھی یہ تھے غالب و غالب تھی گاہ	لگا ہونے یوں ملک تن کا تباہ

پھر آخر ہوئی غالب عقل بصیر کیلا کے شہوت کو اپنا اسیر

غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور آپ سوار ہوتا نفس کا واسطے لڑائی شیطان
روح کے سب لشکر لیکر

ستی نفس نے یہ خبر جس گھڑی سیہ کار شیطان مکار کو کری تو نے مستی جو الے روسیہ شہ روح کو جس سے کر لیں اسیر جوان میں سے ہوں سخت تربید رنگ پکڑ کر کے لاوے مرے پاس جو عزازیل بولا کہ اس جنگ میں میں ہوں اور ہو لشکر بے شمار ہے کیا روح کیا عقل دونوں کو میں ہو جنگ کے واسطے خود سوار لیا نیزہ گسری اپنے ہاتھ	وہیں جان پر اس کے آفت پڑی کہا تجھ پہ لعنت ہو اے مست کار ہوئی فوج شہوت کی ساری تباہ بلا پہلوانوں کو لشکر کے اب شہ روح سے وہ کریں جا کے جنگ میں دے کر بہت خلعت و مال و زر کروں گانہ ہرگز قصور اب کے میں تو پھر دیکھنا اس صف جنگ کو کروں قتل یا قید دیکھو تو میں لی گردن میں تلوار غفلت کی ڈال ہوئی فوج فسق و فجور اس کے ساتھ چلا مستعد ہو پٹے کار زار	بلا یا وزیر تبہ کار کو کیا تو نے لشکر مرخوار و زار کر اب ایسی تدبیر تو اسے وزیر پھر ان میں سے لے چھانٹ اہل حرب وزیر خسر اور شہ روح کو بٹھاؤں برابر اسے تخت پر اگر ہو شہ نفس بھی خود سوار کروں پانی میں اس دل سنگ کو یہ سن کر شہ نفس خوش ہو کے یار رعونت کا خود اور شرارت کی ڈھال وہ مستی کے گھوڑے پر ہو کر سوار
--	--	---

اگاہ ہونا سلطان روح کا اس معاملہ سے اور بھیجنا وزیر عقل کو مع لشکر دین اور
تقویٰ کے اور برابر رہنا دونوں لشکروں کا

جو سلطان روح نے خبر یہ سنی لئے خنجر و تیغ و تیرو تفنگ نکل آوے سب لشکر دین و داو وزیر اس کا شیطان ہے راہزن کمر باندھ لڑنے کو تیار ہو لڑائی کا تم بھی کرو اہتمام وزیر خسر نے زمین چوم کر	کہ آیا ہے لڑنے کو نفس دنی وزیر خرد کو بلا جلد تر زمین جسد سے اکھاڑے فساد کسی طرح ان دو کے کٹوا کے سر کرو ترک جو کچھ تمہیں کار ہو مجھے بھی ہے اب کوچ کرنا ضرور کیا عرض یہ اے شہ والا قدر	اور ہے لشکر بیکراں اس کے سنگ کہا کھول دے سب خزانوں کے در ہے تکلیف میں نفس سے ملک تن جہنم میں داخل کرو سر بسر جمع کر کے سب فوج و لشکر تمام کہ تاملک تن سے ہو یہ فتنہ دور کہ یہ کام لائق نہیں شاہ کے
--	---	--

غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور آپ سوار ہوتا نفس کا واسطے لڑائی شیطان
روح کے سب لشکر لیکر

ستی نفس نے یہ خبر جس گھڑی سیہ کار شیطان مکار کو کری تو نے سستی جو اے روسیہ شہ روح کو جس سے کر لیں اسیر جوان میں سے ہوں سخت تربیدنگ پکڑ کر کے لاوے مرے پاس جو عزازیل بولا کہ اس جنگ میں میں ہوں اور ہو لشکر بے شمار ہے کیا روح کیا عقل دونوں کو میں ہو جنگ کے واسطے خود سوار لیا نیزہ گسری اپنے ہاتھ	وہیں جان پر اس کے آفت پڑی کہا تجھ پہ لعنت ہو اے مسست کار ہوئی فوج شہوت کی ساری تباہ بلا پہلوانوں کو لشکر کے اب شہ روح سے وہ کریں جا کے جنگ میں دے کر بہت خلعت و مال و زر کروں گانہ ہرگز قصور اب کے میں تو پھر دیکھنا اس صف جنگ کو کروں قتل یا قید دیکھو تو میں لی گردن میں تلوار غفلت کی ڈال ہوئی فوج فسق و فجور اس کے ساتھ چلا مستعد ہو پٹے کار زار	بلا یا وزیر تبہ کار کو کیا تو نے لشکر مرا خوار و زار کر اب ایسی تدبیر تو اے وزیر پھر ان میں سے لے چھانٹ اہل حرب وزیر خسر اور شہ روح کو بٹھاؤں برابر اسے تخت پر اگر ہو شہ نفس بھی خود سوار کروں پانی میں اس دل سنگ کو یہ سن کر شہ نفس خوش ہو کے یار رعونت کا خود اور شرارت کی ڈھال وہ مستی کے گھوڑے پر ہو کر سوار
---	---	--

اگاہ ہونا سلطان روح کا اس معاملہ سے اور بھیجنا وزیر عقل کو مع لشکر دین اور
تقویٰ کے اور برابر رہنا دونوں لشکروں کا

جو سلطان روح نے خبر یہ سنی لئے خنجر و تیغ و تیرو تفنگ نکل آوے سب لشکر دین و داو وزیر اس کا شیطان ہے راہزن مکر باندھ لڑنے کو تیار ہو لڑائی کا تم بھی کرو اہتمام وزیر خسر نے زمین چوم کر	کہ آیا ہے لڑنے کو نفس دنی وزیر خرد کو بلا جلد تر زمین جسد سے اکھاڑے فساد کسی طرح ان دو کے کٹوا کے سر کرو ترک جو کچھ تمہیں کار ہو مجھے بھی ہے اب کوچ کرنا ضرور کیا عرض یہ اے شہ والا قدر	اور ہے لشکر بیکراں اس کے سنگ کہا کھول دے سب خزانوں کے در ہے تکلیف میں نفس سے ملک تن جہنم میں داخل کرو سر بسر جمع کر کے سب فوج و لشکر تمام کہ تاملک تن سے ہو یہ فتنہ دور کہ یہ کام لائق نہیں شاہ کے
--	---	--

مرے ملک کا ہے وہ دیوان کل کہے وہ جو اُس پر عمل کیجئے رہو دل سے مصروف اسلام پر کہ روشن ہو جس سے بدن کی زمین بہم ہو کے جا کر ٹو اس قدر پکڑ لاؤ زندہ مرے رو برو	مرد سے مٹے اُس کی یہ شور و غل رکھو اس کو شامل طرائی میں تم کہ جو جی قدا اپنا اس کام پر مٹا کر کے کفر اور بدعات کو کہ ہو نفس کا کار زیرو زبر مرے پاس لاؤ اُسے تم پکڑ	صلاح اُس کی چل کر کہ اب لیجئے کہ ہو دشمن شوم تائیاں سے گم کہ واپسی بہت کہ ہو زریب دیں شریعت کی ظاہر کرو بات کو نہ چاہوں کہ ہو قتل وہ زشت خو شریعت کی زنجیریں یوں جکڑ
رکھوں اُس کو قابو میں اپنے مدام	میں دوڑاؤں جس طرف چاہوں مدام	

آگاہ کرنا جاسوس نفس کا شیطان وزیر کو اس سے اور بھیجنا شیطان کا طول اہل
سنگھ کو واسطے قتل کرنے عقل اور پیر کے زہر دے کر اور نا امید ہونا اُس کا

جو جاسوس نے نفس کے یہ سنا کوئی دم میں ہو نفس اور تو اسیر وزیر خسر کو کیا اس کے سنگ کہ اس فتنہ کا تو بھی کچھ فکر کر ہے لشکر میں اس کے وزیر خسر کہ جو کاٹ سرا اس کا لادے مجھے خرد اپنے قابو میں ہو دے اگر کروں قید دونوں کو میں بے محن وہ دیدیکے وعدہ بہت خوب تر کہ مرنے سے جس کے یہ فتنہ ہو دور	تو شیطان کے جا پاس سر کو دھنا شہ روح نے یہ کیا اہتمام کہ تادشمنوں کا کرے کار تنگ بہ شیطان نے سُن کو دلا سادیا میں بھیجوں اُسے جو کر اس کو رد نہ دیوان تن سے ہے مطلب مجھے تو وہ پیر بے کار ہو سر بسر میں بھیجوں ہے طول مل جس کا نام کرے پیر کا کام وزیر و زبر چھپا کر کے ایسا اُسے زہر دے	کہا جا کے بیٹھا ہے کیا اے وزیر کہ دیوان تن پیر ہے جس کا نام شہ نفس کو جا کے کہہ یہ خبر کہا شہ سے کہنے کی حاجت ہے کیا مقابل میں اُس کے میں بھیجوں اسے ہے منظور قتل عقل کا اب مجھے وزیر خسر اور دیوان تن کہ ہو پیر کا کام جس سے تمام کرے قتل پھر عقل کو وہ ضرور کہ شیطان و نفس اُس کے شر سے بچے
ہو ارضت اس سے جو طول اہل + پڑے پیر کے کام میں تا نخل		

مطلع کرنا جاسوس دین کا کہ جو مفتیان یقین کے ہیں سلطان روح کو اس امر سے

اور نگہبانی پیر اور عقل کی روح کو طول امل کے شر سے

<p>ہیں جاسوس دیں مفتیان یقین اسے تیرے ہر کام میں دخل ہے وزیر اور دیوان تن کو مگر پھر اُس وقت لیں ملک کو تیرے چھین ہے کار اُس کا پوشیدہ دشمن کشتی نگہبان رہیو تم اُن سے سدا کہ اب کوئی تدبیر کرتی ضرور بلا کر کہا اُس کو اے خوش سنا رہو عقل اور پیر کے ساتھ تم نگہبان رہیں عقل کے ہر زمان رہے تیرا یاد تنگئی گور یہی چار کافی ہیں درانتظام یہ چاروں رہیں جس کی ہمراہ یار رہے اس سے طول امل دور دور بہت گرد راہ حسد سے بھرا عدو کا نہ اس پر ہوا کچھ گزار ولیکن جو وہ عقل کے پاس تھا عدووں سے رکھتے تھے شام و بگا</p>	<p>لو جاسوس دیں نے سنا بر ملا کہ یہ آپ کا جو وزیر عقل ہے عدو کے نہ پھنس جا کہیں جال میں نہ دیکر کے زیر اُن کو مارے کہیں کہ طول امل نام ہے اُس سے ڈر ہے دشمن وزیر اور دیوان کا تو اس بات کی فکر میں وہ لگا تھا جس جس کا سلطان کو اعتماد وزیر خرد اور دیوان کی کیا حکم تا چار شخص پاسبان اور ہو دوسرا یاد مرگ اے جواں ہے جو بھتی رہے یاد وزیر قیام رہیں یاد جس کی یہ شام و سحر رہیں جو کہ یہ بچار جس کے حضور کہ ناڈا لے اندر خرد کے خلل جو چاروں طرف تھے نگہبان چار کہ تالے حسد سے کچھ اس کی خبر وہی پاسبان چار اُس کو نگاہ</p>	<p>جو رخصت ہو طول امل سنگھ چلا خبر دی یہ جا کر کہ اے شاہ دین خبر رکھو اس کی تم ہر حال میں نہ پہنچا وے صدمہ کو فی حیلہ گر ہے لشکر میں اک نفس کے حیلہ گر کرے غم الم واں جہاں ہو خوشی شبہ روح نے جب یہ قصہ سنا کسی طرح یہ فتنہ ہو یاں سے دور رکھو تم نگہبانی ہر آن کی کر و اس سوا اور نہ کچھ بات تم رہے ایک یاد نزع جنگ خاں خرد پیر کے ہوں نگہبان بغور نزع موت اور قبر اور روزِ حشر نہ ملول امل کا ہو اُس پر گزار غرض آیا چھپ کر کے طول امل کہ تا عقل کو زبردے بر ملا طرف پیر کے پھر گیا عزم کر عدو کا نہ اُس پر بھی قابو چلا</p>
--	---	--

نا امید ہو کے پھر نا طول امل سنگھ کا اور بھیجنا نفس کا حسد سنگھ اور ریا سنگھ

اور عجیب سنگھ کو واسطے لڑائی وزیر عقل اور دیوان پیر کے

غرض نا امید ہو کے طول امل گیا پاس شیطان کے بے خلل کہا گرچہ میں خوب کوشش کری

<p>نہ آیا مرے کوئی پرداؤ میں نہ اُن دو سے آیا مرے ایک ہاتھ لو میدان میں چل کے اُن کی خبر نہ رکھ مجھ سے امید کچھ اب مگر کرو جا کے روح و خرد کو تباہ حسد سے تھا پردہ وزیر سیاہ ہماری بھلا جاں بری ہو لے کب گلے میں رسی ڈال کتے کی جوں مرا اور ترا کچھ نہ ہوئے نشان کیا نفس باغی نے پھر انتظام لڑائی بغیر اب تو چارہ نہیں حسد سنگھ اور بخل سنگھ کبر خاں ہوئے جمع میدان میں آکر تمام لڑائی کو تیار سارے رہو ہوا آ کے میدان میں جنگ جو کہا عجب کو مستعدیاں رہو تو پھر ملک میں اس کے ڈالو خلل</p>	<p>کئے سیکڑوں حیلے اور دلو میں ولے میلان پر چلا کچھ نہ بس نہیں مار سکتے انھیں چپ کے پر ولے میرا بس کچھ نہ اُن پر چلا جمع کر کے سب فوج و لشکر سپاہ گیا ہاتھ ملتا طرٹ نفس کی کہ بے رنج اور جان بازی کے اب مجھے اور تجھے شہ کرے یوں ذلیل رہے ملک تن میں وہ نت کامراں غم دل کو اشکوں سے دھونے لگا کہا ذلت ہم کو گوارا نہیں لڑائی کا سامان ہو جمع سب غور اور طمع اور فضول کلام لڑائی میں شیطان کے ساتھ رہو نکل کر کے شیطان وزیر عدو ریا کو کہا کر عمل کو تلف رہے روح کے جب نہ حسن عمل</p>	<p>چھری میری لیکن نہ خون میں بھری میں کیں گر چہ چپ چپ کے تدبیر دس کہ تھے ہر گھڑی پاسباں اُن کے ساتھ میں کرنا تھا جو کچھ کہ سب کر چلا تو تدبیر سے اپنی چاہے جو کر جو یہ بات شیطان سنگھ نے سنی یہ دی نفس کو جا صلاح تباہ جو اس جنگ میں کچھ ہوئی اب کے ڈھیل جدا ہر چاہے دوڑا لے ہم کو زلبوں یہ سن کر خیر نفس رونے لگا بلائے مددگار اپنے تمام اکٹھے ہوں میدان میں اہل حرب ریا سنگھ اور عجب خاں پہلو اں ہوا حکم سب کو کہ اے جنگجو بتو حسیّت و کمال نہ ہائے رہو حسد بخل قائم کئے اک طرف رہے اس سے باقی تو اُس کو کہو</p>
یہی چار امیر اب کریں جا کے جنگ + خرد پر ہر اک شوسے برساویں سنگ		

آگاہی پانی وزیر عقل کی اس واقعہ سے اور بھیجنا امیر سخاوت کو مقابلہ میں بخل کے
اور نصیحت اولیاء کو حسد کے اور صدق و اخلاص کو ریا کے اور خوف و رجاء خدا
کو عجب کے اور فتح ہونی اُن کی

وزیر خرد نے سنی یہ خبر	کہ پھر مفسدوں نے اٹھایا ہے سر	جمع ہو کے سب دشمنان و غل
------------------------	-------------------------------	--------------------------

<p>کیا جمع لشکر کو اپنے تمام امیر سخا کو کہا اے جواں اور ہو نجل سے رنج میں مبتلا نصیحت سے مردوں کی ہوتی تباہ جواں صدق اخلاص تیار ہو کیا حکم تا عجب سنگھ کو تباہ تو پھر عجز کا کار کرتا رہے سمجھ لے کہ حق سے ہیں یہ کام سب جو دی نیک توفیق تجھ کو یہاں خدا نے دی توفیق طاعت تجھے خدا کی طرف سے ہے سب خیر و شر شجاعت کو اپنی دکھانے لگے پڑی نفس کی فوج میں ہائے ہو یہاں تک تو ٹوٹ کر کشتہ ہوئے ہوئے دونوں مغلوب بغض و حسد کیا نہ رجب لشکر پاک نے گیا بھاگ سب لشکر نفس شوم شکست ایسی دشمن نے پائی تمام لگا اس کی چھاتی پہ تیر ملال</p>	<p>غرض سوچ کر اس نے بالا ہتمام یہی چار سردار والا جناب سختوں سے ہو تو حبیب خدا حسد سنگھ پر اس کو قائم کیا ریا سنگھ مردود کے قتل کو کرے صدق و اخلاص درجہ بلند اگر قہر حق سے تو ڈرتا رہے تو پھر کیوں ہو اپنی بڑائی تجھے خدا کی عنایت ہے تجھ پر میاں عبادت پہ کیا ناز کرتا ہے تو نہ کر کار حق کو قیاس آپ پر چلے دونوں جانب سے تیر و فتنگ شجاعانِ دین جب ہوئے جنگجو لگا بہنے ہر طرف دریائے خوں غرض غالب آیا دیر خسرد گئے بھاگ یک لخت بغض دریاہ کیا جب کہ مردانِ دین نے ہجوم دیا کفر و بدعت کو جوڑے اکھاڑ جو دیکھا یہ شیطان ملعون نے حال</p>	<p>لگے ڈال نے ملک جاں میں خلل امیروں سے اپنے کئے انتخاب نجل سنگھ کی لے تو خبر اس زماں نصیحت کہ ہے خصلتِ اولیا اور ہو خان و مال سب حسد سے خراب ریا سے تو ہو خوار اور مستمند کرے جا کے خوف ورجائے آلہ اگر ہووے خوفِ خدائی تجھے جو طاعت کرے تو تو ہے لطف رب تو کیوں عجب پر پھر مرتا ہے تو ہے لازم یہ شکر عبادت تجھے غرض آکے چاروں ہوئے گرم جنگ ندی نالے خوں کے بہانے لگے ہوئی گرمی جنگ یہ کیا کہوں کہ ہر جا پہ کشتوں کے پشتہ ہوئے جواک لشکر دین نے حملہ کیا لگی کفر کی فوج سب بھاگنے لڑے ایسے میدان میں پاؤں گاڑ نہ لے گا کبھی پھر لڑائی کا نام</p>
---	---	--

چھپائی گو اس نے بہت یہ خبر + ولے شہرہ اس کا ہوا در بدر

خبر ہوتی نفس کو اس شکست کی اور بھیجنا ہر اول طمع کو اور جب جاہ اور حب دنیا

اور فضول کلام کو واسطے لڑائی و زیر عقل کے

پھر آخر کو جب نفس نے یہ سنا تو سن کر سے حسرت سے سر کو دھنا کہا لاؤ دستور بے نور کو

کہ تادوں سزا خوب اس زور کو
کیا کار کیا تو نے اے روسیاد
ہمیشہ رہی تیری تدبیر سست
تجھے چھوڑ اس کی اطاعت کروں
کہ جس کی اطاعت سے ہے فتیاب
مرے پاس حاضر ہیں سردار اور
مرے تیرے وہ سب مددگار ہیں
شجاعت کو اپنی دکھاؤں تجھے
ترے آگے لاؤں پکڑ ان کو عام
کہ لڑ کر کے اے نفس والا حسب
کرے تاخر دروج پر عرصہ تنگ
کہ کر سارے لشکر کے آگے جدال
طمع سے پڑیں جال میں مرغ و مور
طرف داہنے ہو لشکر حب جاہ
جدھر چاہئے جاؤ دھڑ کے
غرض اس طرح سے کیا بندوبست : شہ روح کوتا کہ دیوے شکست

بھیننا وزیر عقل کا امیر تو کل کو مقابلہ طمع کے اور خضوع کو واسطے غرور کے اور زبرد
تقویٰ کو حب دنیا کے اور علم فنا کو واسطے جاہ کے اور خموشی کو واسطے فضول کلام کے

وزیر خرد سن کے یہ بے ہراس
عدو نے سپہدار بھیجے ہیں سب
کہ جو جو تھے اس کے چھٹے سپہاں
کہو جلد تر اب ہے تاخیر کیا
کہ لو لشکر خاص سے چھانٹا
کیا مصلحت کو شہ روح کے پاس
شہ نفس نے فوج سے چھانٹ کر
دہ آئے ہیں لیکر کے فوج گراں
بجلا کے آداب بولا وزیر
شجاع اور دلیر اور اہل حرب
کہ جنگ عظیم آیا ہے پیش اب
لڑائی کو بھیجے ہیں سب نامور
کہا شاہ نے اس کی تدبیر کیا
یہ ہے عرض اے شاہ روشن ضمیر
علیہ کروان میں جو مرد ہوں

<p>مقابلہ کرو ایک کے اک جواں کہا شاہ نے ہے یہ رائے صواب ہر اول کو جو سخت مضبوط ہو امیر خضوع کو ہو حکم حضور کہ تاوے مطاحت دنیا کی کھوج کہ ہے یعنی علم فنا جس کا نام ہے تدبیر اس کی یہ اس وقت پر ملے جس جگہ پر فضول کلام جواناں شجاعت دکھانے لگے سمجھتے تھے زخموں کو باغ و بہار نہ مرنے سے کچھ اپنے ڈرتے تھے وہ گیا پاؤں اٹھ فوج پر کین کا</p>	<p>نکال اپنے لشکر سے تم پہلواں نہ ہو دفع کرنے میں دشمن کی ڈھیل کہا عقل نے اپنے لشکر سے لو طبع کے مقابل میں آگے کرو طرف بائیں جازہ و تقویٰ کی فوج کرے جا کے جو حسب جاہ کو اسیر فضول کلام اس طرف ہے اگر سخن یہودہ کو کرے قتل جو لڑائی کی ہونے لگی دھوم دھام لگے کرنے میدان میں جان کو تثار گل و غنچہ ہوتے تھے زخم بدن ہوا حملہ جب لشکر دین کا</p>	<p>شجاعت کے احکام میں فرد ہوں کو مستعد جنگ کو بے دلیل امیروں سے اپنے تو کو انتخاب امیر تو کل سپہدار کو کرے دفع پیچھے سے فوج غرور طرف دہنے جاوے امیر کبیر کرے جاہ و عزت کو دم میں تمام امیر خموشی کو قائم کرو سوا آ کے میدان میں پھر اڑ دھام امنک اپنے دل کی مٹانے لگے لڑائی تھی مردوں کو سیر چمن قدم پر قدم آگے دھرتے تھے وہ</p>
--	---	--

گئی بھاگ فوج عدو اس زماں + ہوں پر ہوئی اس کے دشمن کی جان

بھینچنا نفس کا آخر کار بخشتی تکبر کو واسطے جنگ کے اور مقابل ہونا تواضع کا تکبر سے اور
فتح پانی اسلام کی اور بھاگنا شیطان کا اور پکڑا جانا نفس کا

<p>بلا بخشتی کبر کو پھر دیا تو خود جا کہ لشکر میں آیا فتور تکبر اٹھا جیسے غراتا شیر امیر تواضع ہو جنگ خواہ کمند ایک گردن میں ڈال اور حکم ہے مغلوب غالب ہے فوج نکو کہ تا ہووے آوارہ دشمن تمام مٹانے لگے نفس و شیطان کا نام</p>	<p>وہ مرنے سے پہلے گویا مر گیا کہا اب تو امداد کرنی ضرور مرے حکم کی اب اطاعت تو کر ادھر لشکر روح سے با سپاہ تکبر پہ آخر ہوا عرصہ تنگ خرد نے جو دیکھا کہ کار عدو کرے حملہ جس سے ہو آوارگی غرض کر کے ہر طرف سے اڑ دھام</p>	<p>شہ نفس یہ دیکھ کر ڈر گیا سپر تیغ و زر مال بے انتہا ہے لازم کہ جا کر اعانت تو کر کہ فوج خرد کو کرے تاکہ زیر ہوا واقع جس وقت دونوں میں جنگ تکبر کو لایا تواضع پکڑ کہا لشکر اسلام یکبارگی کر رہی جلیسا جا ہیں پھر ہم انتظام</p>
---	--	---

کیا حملہ ہر طرف سے آن کر تبر خنجر و نیزہ و ہم سناں ہوئے قتل سردار لشکر فرار سیہ بخت و مکار و غدار کو شہ روح کے لاکے آگے کیا کریں قتل یا قید میں دیکھئے بدی کی بنا کر کے صورت بھلی چلا جا طریق شریعت پہ تو	برسنے لگے اُن پہ تیر و تیر برسنے لگا مینہ سا چاروں طرف عز ازیل بھی بھاگا ہو بے قرار گلے پاؤں میں طوق و زنجیر ڈال کری عرض حاضر ہے یہ بے حیا بُرائی کا بدلہ بُرائی ہے یار دکھا دے اگرچہ یہ نفس دنی یہ مکر شیاطین نہ آوے بکار	چھری گرز و شمشیر تیر و کماں عدو کا لگا ہونے لشکر تلف پکڑ لائے نفس تبہ کار کو بنا کر کے اس کا بہت زشت حال یہ حاضر ہے جو چاہئے کیجئے نہ کر ظاہر اور باطن اک تو شمار نہ کر تو خیال اُن پہ اے نیک خو ہو تو حشر میں آخرش خوار و زار
--	---	---

حکم کرنا سلطان روح کا واسطے قتل نفس کے اور چھپڑانا وزیر عقل کا
نفس کو قتل سے اور زنداں میں رکھنا اس کو

غرض آیا جب نفس پکڑا ہوا لگا سجدہ شکر کرنے ادا ہو ا قید نفس اور لشکر تمام ہو ملک میں تن کے فرخندہ فر وزیر خرد کر کے مردوں کا کام تو یہ شاہ نے حکم اس کو دیا وجود ایسے مفسد کا اندر جہاں کرے گافساد اور فتنہ بپا وزیر خرد نے بجا کر ادب خدا عفو کے حکم کو بر ملا کو اب معاف اس کی تقصیر کو رہے حکم کے طوق میں روز چند جو سرکش ہو گھوڑا بڑا قیمتی	شہ روح کے پاس جکڑا ہوا خدا کی طرف سے یہ ساماں ہوا ہے شکر خدای فتح ہم کو عام ہو اشرف کے حکم کا خوب زور شہ روح کے یاں ہو انیک نام کہ حاضر ہو جلا د تقویٰ شتاب فساد اور فتنہ کا ہے گان نشان تو پھر دفع کرنا ہو اس کا محال کیا عرض اے شاہ والا حسب نہیں مارنا اس کا اب خوب ہے مگر حکم ہو طوق و زنجیر کو رکھو اپنی خدمت میں اس کو سدا نہیں مارنا اس کو بہتر کبھی	شہ روح جا کر کے پیش خدا کہ یہ دشمن بد پیشماں ہوا وزیر خرد نفس کو زیر کر کیا کفر اور فسق کا شر و شور غرض نفس کو جب کہ آگے کیا کرے قتل اس بد کو با صد عذاب رہا زندہ گریہ تو پھر وقت پا ہے بہتر کہ دو مار کریاں سے ٹال ہے قرآن میں فرما دیا جا بجا نہ قتل اس کا البتہ اسلوب ہے ہو زنجیر شرعی میں یہ پائے بند سفر کے لئے اپنا خادم بنا مگر گھاس اور دانہ کم اس کو دے
--	---	--

<p>وہ کر حکم میں تیرے جس سے رہے غرض اس کی تقصیر کر کے معاف گلے عجز کا طوق ڈالو مگر لگا رہنے زنداں میں بار دو سوز پھر آیا ہے کیوں تو نے جنت سے رو بس اب توبہ کر اور ہوشہ کے ساتھ عبادات و طاعات اللہ کی وگرتہ ہمیشہ رہے گا تو قید ہمیشہ رہے تیرا برگشتہ بخت تو ناچار ہو کر کے کہنے لگا رہا شاہ کا لطف مجھ پر مدام جونکی کامیں نے ارادہ کیا مخالف ہوں گرشہ کا کافر ہوں میں کہ سلطان دے مجھ کو کچھ ملک اب ملے قلعہ ہے نام جس کا دماغ اگر بہ شہنشاہ نہ رکھے قبول مجھے حکم رہنے کا ہو دے وہاں مجھے شاہ ان دو سے دے اہل مقام یہ پیغام جا کر مرا شہ سے کہہ مقید ہے تیرے بھی اندر دماغ تجھے اس سے کیا جو کرے رد و کد وزیر خرد نے کیا عرضی جا کہ صر ہے تیری عقل اب اے وزیر کہ تاملک میں جا شرارت کرے اسے پانی اور دانہ دیں بیش و کم</p>	<p>جو مارے اُسے تیرا نقصان ہے تو پھر پشت پر اُس کے ہو دے سوار ریاضت کی زنجیر پاؤں میں کر ہمیشہ رہے قید میں یہ شقی کہا عقل نے نفس سے اے عمو گنہ کر کے کیوں دور عقل سے ہوا تو کر ساتھ ہو کر کے اب شاہ کی چھڑاؤں تجھے قید سے میں ابھی شہ روح دے تجھ کو تکلیف سخت ہو ا قید میں روح کے ناگزیر ہوں روز ازل سے میں شہ کا غلام مرے کام سیدھے کو اٹھا کیا اُسے چھوڑ کر اب تو حاضر ہوں میں ولیکن کروں تجھ کو اپنا شفیع مجھے ملک سے شاہ کے با فراغ رہوں شہ کی خدمت میں مثل غلام کہ روح طبعی کا ہے وہ مکان تو کچھ کام میرا نکلتا رہے اطاعت کروں اور رہوں اس جگہ سخن کو نہیں تیرے ہر گز فروغ کہا نفس نے اے وزیر خرد جو ہو حکم مجھ کو خبر دیجئے لگا کہنے یوں شاہ روشن ضمیر امیری اُسے دی ہے پھر اب بھلا ہے بہتر کہ رکھیں سدا قید ہم</p>	<p>کہ نہ حکم میں تیرے ہر دم رہے کرے پہلے اس پر عطا شہر بار دیا حکم رہنے کا زنداں میں صاف زید جنگ اور بندگی بیگ کی ہوا اس میں یہ اتفاق ایک روز ترے حق میں جو وعدہ وصل تھا کہ تیری ہے اس میں سراسر نجات رہ حق میں ہو چست تو اے غبی نہو چھوٹنے کی کبھی پھر امید یہ جب نفس نے جانا اب تو اسیر وزیر خرد سے کہ اے خوش ادا عز ازل نے تجھ کو پر کھو دیا وہیں اُس نے آجھ کو گمہ کیا ہوا اب تو سلطان کا میں مطیع کہ اس صوبہ میں میں رہوں با طرب تو ہو یہ عنایت تو پھر میں مدام تو ملک جگر میں کروں میں نزول جو روح طبعی ہوتا باح مرے کروں جا کے واں اپنا میں انتظام کہا عقل نے نابکار دروغ رکھے بادشاہی کی بواے کلاغ بجلا شاہ سے عرض تو کیجیے یہ سنتے ہی شہ ہو گیا بس خفا کیا سو مصیبت سے قید اس کو لا پکڑ کر قلعہ پھر بغاوت کرے</p>
--	---	--

<p>مددگار ہو میرا طاعت کے وقت رہے میری خدمت میں بالراس عین لگا کرنے طاعت صوم و صلوٰۃ وہ کرتا تھا ناچار ذکر خدا کبھی داؤ لگتا تھا اُس کا اگر کہ ہے نفس دشمن تمہارا بڑا جو مومن کریں کافروں پر جہاد بیاں کر دیا اس کا میں مدعا کری عمر تفصیل میں صرف میں کہ تار و زخمش میں ہو سرخ رو کیا کرتا اس پر ہمیشہ عمل نہ سو خواب غفلت میں بیدار رہ کھڑا ہے عدو جنگ کے واسطے کہ تاپاوے دشمن کے اوپر ظفر نہیں اپنے دشمن کی تجھ کو خبر محاسب ہو اس نفس کا بے قصور امیروں سے تو نفس اور روح کے تو اس جنگ میں تو ہے عاجز مقرر یہ بس نفس ہو روح پر فتیاب بدی پر سزا اس کی دینے رہو تو کربا دیں حق کی ہر سانس صرف رکھ مستعد فوج کو بید رنگ جو ٹھہرا ہے اے یار مرنا تجھے نہیں تجھ کو اس بات کی کچھ تمیز</p>	<p>سفر اور حضر میں رہے پھر غلام وہ ملکوت و حیرت اور لات میں تو ناچار یا حق کی کرنے لگا غرض قیدیوں کی طرح سے سدا طرف دوسرے اپنی کرتا نگاہ اسی واسطے ہے نبی نے کہا کہ ہے گا جہاد اکبر اس سے مراد یہاں سے نبی نے رجعتا کہا بیاں کی ہے کر غور اے نیک نام کہا میں جو کچھ کر عمل اس پہ تو نہاں راز کو اب عیاں کر دیا سدا اپنے دشمن سے ہشیار رہ تورہ تو بھی اس کی خرابات میں رئیسان لشکر کی تورکھ خبر وہ کب اپنے لشکر سے غافل ہو یا تو ہشیار رہ لحظہ رہنا ضرور نہیں تو سمجھ تجھ پہ آفت پڑی جو ان دو سے تجھ کو نہیں کچھ خبر ہو دشمن کے اوپر تجھے فتح کب حساب اس سے ہر آن لیتے رہو رہو نفس پر کرتے ہر دم جہاد کسی کو جو پیش دشمن سے جنگ تو مشغول اُس کی ہے ہر بات میں تو غافل ہے پھر کس لئے اے عزیز</p>	<p>ضرورت کی وقت اس سے لیں خوب کام جد ہر چاہوں دوڑاؤں میں اُسکو سخت نہ یہ مگر بھی نفس کا جب چلا قبول بدل راہ حج و زکوٰۃ ولے وقت بے وقت پا کر کے راہ تو کرتا شرات کچھ اس وقت پر کرو نفس کے ساتھ اپنے جہاد کہیں اُس کو شرع میں اصغر جہاد میں تفصیل اور شرح اس کی تمام نبی نے کہا اس کو اک حرف میں یہ جو میں نے تجھ سے بیاں کر دیا چلا جاوے جنت میں تلے خلل رہے تیرا دشمن تری گھات میں تو رکھ اپنے لشکر کو آراستے کہ جو شاہ رٹنے میں کامل ہے ہو یا کہ ہے مستعد وہ ترے قتل پر لیا نفس سے کر حساب ہر گھڑی خبردار دونوں کے رہ حال سے جو غفلت میں تیری گئی عمر سب ڈرا سو خواب غفلت سے ایجاں شتاب کرو ہر گھڑی حق تعالیٰ کو یاد مٹا دل سے تو خواب غفلت کا حرف رہے موت ہر دم تری گھات میں اس عالم سے آخر گزرتا تجھے</p>
--	---	---

یہ سب ہو گا معلوم مرنیکے کے وقت
نہ آوے گا کچھ کام اُس وقت واں
اسی واسطے ہے نبیؐ نے کہا
تو غافل ہے کیوں اس سے ذرات میں
تو کر قتل نفس تباہ کار کو،
نہ غافل ہو اک دم نہ اک آن سست
کہ اک لحظہ مرنے سے غافل نہ ہو
کر اس خار سے ملک کوتن کے صفا

الہی آہی آہی آلہ
لعین نفس و شیطان مکار نے
مرا ملک جاں خالی ہو غیر سے
ملاقات کا تیری جو بندہ ہوں
ترا حسن اک شبرہ آفاق ہے
شراب محبت کا پیتا ہے جام
سوا تیرے تباہیاں کون ہے
طرف اپنے کوچہ کے دے مجھ کو راہ
خصوصاً گنہ مجھ گنہگار کے
رہا خواب غفلت میں میں بے خلل
کرم سے مرے کام آسان کر
تو راضی ہو جمیں وہ لے مجھ سے کام
مراد غم عشق سے ریش کر
کہ دل سے قرار اور جاسر سے ہوش
مرے دل کو رکھ اپنی جانب رجوع

مجھے اس جہاں سے گذرنیکے وقت
مجھے چار و ناچار مرنا ضرور
جہاد اپنے تو نفس سے کرسدا
مخالف جو ہو یار کی راہ میں
اور اُس کے تمامی مددگار کو
بس اک نکتہ پر ختم کی میں کلام
کبھی مکر دنیا پہ مائل نہ ہو
الہی بحق نبیؐ پاک ذات
اٹھا کر اب امداد و ست دعا
دعا مانگ حق سے بصدالتجا

مری نفس و شیطان نے ماری ہے راہ
ذرا لشکر عشق کو حکم ہو
سہو آباد جاناں کی نت سیر سے
ترے در سے ہے سب کو عجز و نیاز
ہر اک تیری صورت کا مشتاق ہے
نہ کیوں کر ہوں ہم تیری جانب رجوع
عیان اول آخر یہاں کون ہے
الہی گنہ سب کے اب بخشدے
فقیروں و حقیر اور تباہ کار کے
نہیں نیک عمل کچھ مرے پاس آہ
نظر مجھ پہ رحمت کی ہر آن کر
میں عشق سے اپنے اک جام دے
یہ درد الم بیش سے بیش کر
رہے دل میں یوں آتش عشق یار
کرے ہر روتیرا اُس میں طلوع

سوا حسرت افسوس کے اے میاں
سفر کے لئے توشہ کرنا ضرور
رہے ہے یہ دشمن تری گھات میں
اُسے ڈال دے قہر کے چاہ میں
لڑائی میں رہ اسکی دن رات چست
بقول محمدؐ علیہ السلام
ہمیشہ تو کر نفس کے برخلاف
مجھے بھی ہو اس نفس بد سے نجات

لیا گھیرا ب فوج اغیار نے
کرے قتل گر فوج اغیار کو
الہی میں عاجز ترا بندہ ہوں
کرم تیرا ہر اک کا ہے چارہ ساز
ترا ذکر ہر اک کرے صبح و شام
تیرا ہر وحدت سے سب پر طلوع
الہی آہی براے آلہ
چھپے یا کھلے سب کے سب بخشدے
کہ مجھ سے ہوا کچھ نہ اچھا عمل
سوا تیرے فضل و کرم کے آلہ
شراب محبت کا دے مجھ کو جام
اسی درد سے مجھ کو آرام دے
کرے عشق آجھ میں جوش و خروش
کہ گرنی سے اس کی نہ پاؤں قرار
ہو روشن ترے نور سے شمع جاں

کہ دیکھوں ترانا جمال ہر زباں
میں دیکھوں نظر کو اٹھا کر جہم
بحق نبیؐ اور آل رسولؐ
بحق علیؑ اور عثمانؓ رضی پاک

مجھے اپنی صورت میں یوں محو کر
سوا تیرے آوے نہ کوئی نظر
بحق ابوبکر صدیقؓ رضی
رہے تجھ میں مری جان پاک
ہزاروں درود اور ہزاروں سلام

رہے مجھ کو اپنی نہ اصلاً خبر
الہی دعا میری ہووے قبول
بحق عمرؓ شاہ والا یقین
پڑھان سب پہ انداد تو صبح و شام

خاتمہ الرسالہ

بس اب ہو چکا یہ رسالہ تمام
بچے نفس و شیطان سے وہ بے خلل
غرض جب ہوا یہ رسالہ تمام
کسی مرد حق نے بصد پر ضیا
سن و سال ہجری خیر الانام

پڑھو اس کو اے دوست صبح و شام
مرے بھی لئے کیجیو اب دعا
جہاد اکبر اس کا رکھا میں نے نام
کیا میں نے ہندی ملا کر کچھ اور
تھے بارہ سوار ^{۱۲۶۸} سٹھ ہو جب تمام
الہی تو کر رحم شام و سحر

پڑھے اور کرے جو کہ اس پر عمل
کہ ہوں نفس و شیطان کے شر میں پھنسا
یہ مضمون تھا فارسی میں لکھا
کہ تا خاص اور عام سمجھیں بغور
مولف و کاتب و خواہ نندہ پر

تَمَامٌ

مستند علماء کی مستند کتابیں شائع کرنے والا ادارہ دارالاشاعت
مولوی مسافر خانہ کراچی علی

مثنوی تحفۃ العشاق

حمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۲	حمد مجید ہے سزاوار احار حمد اسکو ہے کہ بے شان و نشان حمد ہے اسکو کہ در باغ وجود حمد ہے اسکو جو ہے موجود یار حمد عالم میں ہے جس کی تو دو جہاں سے آئینہ رخسار جاں اگر کرے اوصاف و تعریف صفات موج کف کو بحر سے دوری ہے کب حمد خلقت کی ہے خالق کی ثنا حمد اس کی کیا کسی کی تاب ہے ہے یہی توحید و تمجید و ثنا ہے یہی تزیہ تو صیف غفور ہے یہی تسبیح و تحلیل تمام جنتی موجودات و مخلوقات ہے آسمان شمس و قمر انجم تمام ہیچو نہ بہوش و بے آہ و فعاں فرش سے تلخوش موجودات سب	میں احد میں جو سب حمد و حمد وحدت اپنی کی ہے کثرت ستیاں ہر روش ہر رنگ کی اپنی نمود اول و آخر نہاں و آشکار سب اسی کو پہنچتی ہے مو بمو ذو ذرہ سے ہے حسن اسکا عیاں میں حقیقت میں وہ سب اوصاف ذات اصل کو سایہ سے جبوری ہے کب کیونکہ ہے مخلوق کی اس سے نبار ماورج ممدوح وہ خود آپ ہے اپنی ہستی کو کرے اس میں فنا وصف اوصاف خودی کراہی دور محو کر دوسرے کا دل سے نام سب اسی کی حمد میں ذرات ہے عشق میں اس کے ہیں سرگرداں ملام کرتی ہے مدد کے بس دریا رواں مست و لاعقل ہیں اندر عشق رب	حمد ہے اسکو جو خود موجود ہے حمد ہے اسکو کہ با چندیں و چوں حمد ہے اسکو کہ با صد زیب فر ہے وہ بے حلت سزاوار ثنا کیونکہ عالم میں نہیں ہے غریار نقش کی گرجہ تو نے فاش کی ہے صفات ذات اک کب فرق ہے یعنی موج اور بحر سایا دراصل حمد کیا اسکی کرے کوئی بشر ہے حقیقت میں یہی بس حمد یار ہے یہی تعظیم و حمد کرد گار ہے یہی تشریف و تکریم خدا قول پیغمبر ہے لا حصہ ثنا دیکھتا ہے جسکو تو بے گوش و لب عشق کی اس کے زمین پیکر شراب ہے زمین و آسمان میں جو کہ شے دیکھ لے ذرات عالم کو تمام	اور سوا اس کے تو ہے نابود ہے سب میں ہے اور سب سے بچوں چکوں ہر زمان ہر شان میں ہے جلوہ گر علت و معلول میں اسمیں فنا حامد و محمود ہے آپ آشکار در حقیقت حمد ہے نقاش کی نور خود نور شید میں بس عرق ہے ایک ہمیں رکھتے نہیں آپس میں فضل عقل اور اور اک کے چلتے ہیں پر یاد تو اسکی کرے یل و نہار رو پرو اسکے ہو تو بس خوار و زار حکم پر اسکے کرے جان کو فدا کر سکے پھر اور کون اس کی ثنا ظاہر و باطن کریں میں حمد رب ہے بڑی بدست و مدہوش و خراب عشق میں اسکے ہر اک مدہوش ہے ہیں شراب عشق سے بخود مدام
---	--	--	---	--

اصل ہوسوئے عشق ہے اسکی تمام کیا ملک کیا انس نہیں کیا خوش و بطر مست انسان ہے شراب خاص سے مست جام عشق سے ہیں عشقاں مومنان مخمور از جام ظہور صومع و مسجد کشت و دیر میں گر بظاہر ہے ہر اک کا یار اور ہے جمال حق سے بر دل آشنا سارے عالم کا وہی معبود ہے رابطہ اسکو ہے سب کی جان سے ایک جرعه سے ہوا بیہوش ایک مغرق ہیں دریا میں سب جو بے تاب میں عجب پیچود تماشا ہے عجیب منظر ہادی شہ آگاہ ہے میں اسی خوشید کے سائے تمام چھوڑ سایہ خور کی ہو جانب رواں جب تلک رکھے نہ دریائی قدم رکھو تو فرق مراتب پر نظر ہوش کو کھک ہوش سے بیہوش ہو عرض کر اس سے کراے جان جہان اے مرے معبود اے میرے الہ	سب درخان جہاں رقصاں مدام عشق نیکی ہے ہر اک کی جسمیں سیر عشق میں دیتا ہے جل اخلاص فانی و باقی ہیں اس سے عارفاں کافراں ہیں مست پیکر آب شور شہر جنگل جاد شر و خیر میں پر ہے باطن میں وہی کیجیے جو غور ہر قرب میں کوتاہی ہے اسکی ثنا سب کو ہر شے سے وہی مقصود ہے بانوا ہر اک ہے اس کے خوان سے گر گیا دریائے کونوش ایک مست ہیں مستی میں اور ماگلیں شراب در بدر پھرتے ہیں اور گھر میں حبیب مظہر اسم مفضل گمراہ ہے بر حجر بر شجر بود در دیوار و بام تاکہ ہو سیر یقیں تجھ پر عیاں مار اس مسئلہ میں تو ہرگز نہ دم تائ نہ ہو ایمان میں نیرے ضرر اپنی ہستی سے ذرا خاموش ہو	کوہ دشت و بحر و بالاؤ پست جملہ عالم کیا عقل و کیا وحوش انبیاء و سرور جام وصل سے اہل باطن جام وحدت سے ہیں مست زائد اسکے جام سے گم کروہ ہوش مومن و ترسا و رند و خوار اس کا جو یا ہے ہر اپنے طور پر ہے ہر اک کا ذکر اور تسبیحات اور ہے ہر اک کو مستی دل شوق اور ایک سے اک گھونٹ سے گم کردہ ہوش الغرض ہر اک بانداز خمار غرق ہیں پانی میں اور پیا سے میں آہ ہر کوئی ہر اسم سے ہے فیضیاب کر چاک دریا کی میں گو موجیں ضرور عارضی ہیں چند مدت کو سیماں کر نظر دریا میں موجوں کو گدازہ یعنی مبت بجال اس میں قال کر بس نہ کر اندر آ تو زیادہ کلام ہر طے ادھر سے اور اٹھا کر ہاتھ تو	سب شراب مثنوی سے اسکے ہیں مست میں شراب عشق سے سب مثنوی اولیاء مخمور بارہ اصل سے اہل ظاہر و دغ کثرت سے ہیں مست رند اور اوباش اسکے درونوش عاشق اسکے ہیں نہان و آشکار ایک سے ہے دوسرا بس پیچر ڈھونڈتا ہے اسکو ہر اک اپنے طور رکھتی ہے ہوں جان اسکا ذوق اور کر گیا ہے دوسرا دریا کونوش پیچود دوسر مست ہے جو بے یار پیچود دوسر مست ہیں اور بارہ خواہ کوئی آسودہ ہے اور کوئی خراب ایک رنگارنگ ہے ان کا ظہور ہونگے آخر اصل میں اپنے نہان تاکہ ہو معلوم تجھ کو ستر یار حال ہو کر تو کشتادہ بال کر تاخرابی میں نہ پڑ جا فہم عام کو طلب اس سے اب اسکی ذات تو بے ترے ہرگز نہیں ہے جان میں جان ہے تو ہی مقصود دل بے اشتباہ
---	---	---	--

مناجات بجناب الہی تعالیٰ شانہ

اپنے ملنے کا بتا کوئی نشان اس سے بہتر ہے کہ مراؤں کہیں جان ہے جان ایک جانیں جان نہیں تاکہ دیکھوں تجھ سے تجھ کو اک نظر	اے مرے محبوب اے میرے حبیب جو نہ دے تو جان کو راہ وصال کتا تلک یارب رہوں تجھ سے جدا دو جہاں سے کچھ نہیں مجھ کو طلب	اے مرے محبوب اے میرے محبوب بہتر سے زیادہ مصیبت کچھ نہیں کیونکہ جو جان واصل جاناں نہیں یا الہی مجھ کو تجھ سے دور کر
--	--	---

مناجات دیگر

دو نبی عالم سے نہ مجھ کو کار ہے یا الہی تو ہے رحمان و رحیم یا الہی تو ہے خلاق جہاں گرچہ دو عالم سے ہے تو بے نیاز مونس غمخوار گاں ہے تیری ذات ہے مریض لادوا کی تو دوا ہے مرے ہر درد کی تو ہی دوا مرا مونس بیکسی میں ہے تو ہی تو ہی خالق تو ہی رازق تو ہی رب لیک صد حسرت بایں لطف و عطا ہے یقین گرم بھر عصیاں ہواب ہو طلوع تیرا اگر ماہ نجات لطف و احسان کیا کروں تیرا رقم گھر میں مومن کے مجھے پیدا کیا یعنی دار الکفر سے مجھ کو نکال تھاگنا ہونکی نجاست میں بھرا اپنی رحمت کے پیادے بھیج کر لایا گر گلشن میں خارستان سے ہوں پڑا اگرچہ برا ہوں یا بھلا گر نگاڑا تو نے اے شاہ جہاں یوں ہوں ہے اب تو بے پروا دگر ہے مجھے شاہی گداؤں میں تیری عزت و ذلت تمامی شکر و صحو الغرض پھر پھر کے آخر در بدر یونہی آنکھوں کو بھی میری سر بسر	مالک دارین شاہ انس جہاں لیک بیچاروں کا تو ہے چارہ ساز چارہ بیچار گاں ہے تیری ذات ہے ہر اک حاجت کا تو حاجت روا ہے تو ہی مرہم مرے ہر زخم کا میرا حانی بے بسی میں ہے تو ہی دوسرا تجھ ہی ہے میرا کوئی کب میں کروں ہر دم تری جرم و خطا پیش خورشید کرم ہوں نحو سب ظلمت عصیاں ہوں نوصالحات کرتا ہے جو جو کہ تو مجھ پر کرم عقل و علم و نور دیں مجھ کو دیا لایا بیت اللہ میں بے قبل و قال ظاہر و باطن میں سر سے تا بسا یکھنچ بلوایا مجھے یاں سر بسر دور مت کیجو اب اس بستان سے چھوڑ اس در کو کہاں جاؤں بھلا پھر بتا میرا ٹھکانا ہے کہاں یہ تیرا کوچہ ہو اور میرا اخبار ہے تو اسب بینوائی میں تیری ہے ضاد و ناضا میں تیری نحو اب تو آکر کھا ہے تیرے در پہ سر جلوہ دیدار سے روشن تو کر	تو ہے سلطان دو عالم سب فقیر دستگیر بیکساں ہے تیری ذات ہے پناہ ہے پناہل تیری ذات آسرا ہے آسروں کا ہے تو ہی ہے انیس وشت فرقت تو ہی رنج و غم میں ہے مرا غمخوار تو الغرض ہر کام کا میرے کفیل پر کروں کیا آہ تیرے حلم و خیر گر تری بخشش کا لکھ آفتاب گر ترادریا رحمت جوش کہا قطرہ ناپاک سے مجھ کو بفضل پھر کرم پر یہ کرم مجھ پر کیا گرچہ میں لائق نہ تھا دربار کی کی نہ میرے جرم و عصیاں پر نظر کر دیا اپنے مشرف دار سے گرچہ میں نالایق دربار ہوں منہ مرا اس در کے گر قابل نہیں اس سے زیادہ اب تمنا کچھ نہیں کچھ نہ دو عالم سے خواہش ہے مجھ خواری و صوائی و ذلت مری تو ہے گراضی تو ہے عزت مری مومن و سر کمرے اے سرفراز کمرے کانوں کو اسرار و لگا گھر	پر تو ہی مجھ سے درکار ہے صاحب جو دو کرم فضل عمیم تو ہے نذر آور قوی اور سب حقیر مستغیت علجراں ہے تیری ذات ہے غمخوار گاں تیری ذات ہے سہاروں کا سہارا ہے تو ہی ہے رفیق شدت غربت تو ہی تنگی و سختی میں حامی کار تو ظاہر و باطن تو ہی ہے دلیل کرتے ہیں مجھ کو گناہوں پر دلیر سہو شب جرم و خطا و ز ثواب مثل خس دے سب گناہوں کو بہا کر دیا پاک و لطیف و خوب شکل اپنے گھر سے بھی مشرف کر دیا پر تری رحمت نے کی غمخوار گی کر کے اپنے لطف احسان پر نظر رکھی موت محروم اب دیدار سے پراسی گلشن سے ہوں گوخار ہوں پر کروں کیا دوسرا بھی در نہیں آستان تیرا ہو اور میری جہیں جو تری خواہش ہے خواہش ہے تجھ تیرے کوچہ کا ہے پس عزت مری تیری ناراضی ہے بس ذلت مری گر کیا سجدے سے اپنے سرفراز سر بسر میں ہوائے شوق بھر
---	---	---	---

چشم کو گرجتہ آب زلال محو کر بینی کو اندر بوٹے یار دو جہاں سے کر کے مجھ کو بے نیاز دور کر کبر و یا عجب غرور دے شراب نسلتی کا مجھ کو جام اے دعا گو ختم کر کے یہ دعا گر تو طالب ہے وصول اللہ کا ختم کر کے یہ مناجات نکو حامد و محمود حمد و خدا زینت تاج رسالت ہے وہ ذات بے وسیلوں کا وسیلہ ہے وہی عزت شاہی و فخر سروری ہے امین فخر افلاک وہ رونق گلزار محبوبی ہے وہ راحت و روح رمان کائنات گر نہ ہوتا پیدا وہ شاہ نکو ہے وہ بیشک بالیقین نخل وجود گر ہوا آخر میں وہ شاہ حلیل گر چہ آخر ہے ثمر اول شجر کیا کمال میوہ میں نقصان ہے بس سمجھ لے اس سے تو لے رہیوں	سبز تابو گلشن ذوق وصال جس سے پہنچوں تابا باغ روئے یار دولت دیدار سے اپنے نواز بخش عجز و مسکنت اخلاص نور روح دل سے محو کر سستی کا نام سو تجویع اب جانب خیر الورا چل پکڑ دامن رسول اللہ کا	پاک ہونے سے مرا کر دے دماغ گرمی وحدت سے لب کرب بلب غفلت و سستی و ظلمت کر کے دور بخش گنج فقر و درویشی مجھ دھومرے دے روئی کا حرف نام کر وسیلہ اسکو اے امداد تو اجو کہ اے امداد اللہ کا وصال	ہوئے دلبر سے معطر گرد دماغ نحو ہوں جس سے خیال غیر سب کر عطا چستی و چالاکی و نور سکر و سستی نحو بے ہوشی مجھ تائیز ما و تو اٹھ جا تمام وصل سے حق کے ہوتا دلشاد تو بے وسیلہ اسکے چاہے ہے بحال کر وسیلہ ذات پیغمبر کو تو احمد مرسل محمد مصطفیٰ
رونق تخت نبوت ہے وہ ذات بلکہ ساروں کا وسیلہ ہے وہی شان بخش مسند پیغمبری تا حبار کشور لولاک وہ عشق کے بازار کی خوبی ہے وہ زندگانی پر وہ جاں حیات یہ نہ ہوتا وہ نہ ہوتا میں نہ تو اول و آخر وہی اصل وجود پر ہے ظاہر اس کے سبقت کی دلیل کب شجر ہوتا نہ ہوتا اگر ثمر جو وہ اول سابق بستان ہے رمز سخن الاخرون السابقوں	ہے وہ آئینہ جمال ذوالجلال ہر باں مثل پدر سب پر میاں بہتری کے ملک کا بہتر ہے تو روشنی سرش نور لامکاں شہ سوار عرصہ چرخ و سما باعث ایجاد عالم ہے تو ہی ہے وہ سرمایہ وجود کائنات ہے یہ سب اسکے لئے اے نیک بخت گر ہے پیچھے انبیاء کے ظاہراً جب ثمر سے یہ شجر ظاہر ہوا میوہ کو سبقت ہوئی جب باغ پر ہے وہی شاہجہاں نسب اسکے خیل	ہے وہ آئینہ جمال ذوالجلال ہر باں مثل پدر سب پر میاں بہتری کے ملک کا بہتر ہے تو روشنی سرش نور لامکاں شہ سوار عرصہ چرخ و سما باعث ایجاد عالم ہے تو ہی ہے وہ سرمایہ وجود کائنات ہے یہ سب اسکے لئے اے نیک بخت گر ہے پیچھے انبیاء کے ظاہراً جب ثمر سے یہ شجر ظاہر ہوا میوہ کو سبقت ہوئی جب باغ پر ہے وہی شاہجہاں نسب اسکے خیل	محرم خلوت سرانے لایزال روز محشر شافع خور و کلاں بہتری کے بحر کا گوہر ہے تو شمع بزم عالم کون و مکاں باز خوش پرواز معراج و علا موجب بنیاد آدم ہے تو ہی دونوں عالم ہے مقصود کی ذات واسطہ پھل کے ہی بوتے میں رخت پر حقیقت میں ہے سبکا پیشوا پس ثمر ہی اول و آخر ہوا ہے وہ اول وہ ہی آخر سر بسر ہے وہی مقصود کل باقی طفیل
در مدح چار یار کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین	چاروں پیغمبر کے ہیں برحق وزیر میں یہ ملک معرفت کے شہر یار	دوست پیغمبر کے اور حق کے ولی رونق باغ طریقت میں یہ چار	پڑھتے تو امداد اسپہ صلوٰۃ و سلام چار یار اس کے میں چاروں خاص حق میں ابو بکر و عمر و عثمان علی زیب الیوان شریعت میں یہ چار

<p>قلعہ دیں کی ہیں یہ دیوار چار ہے یہ ملک اسلام کی سرحد چار جو کہ دو سمجھ نہیں احوال ہے وہ</p>	<p>ملت حق کی ہیں یہ دیوار چار جو ہو یا ہر انس ہے مردود خوار دو جہاں میں بے شبہ بیکل ہے وہ</p>	<p>ہیں طریق حق کے چاروں رسموں بحر وحدت میں ہیں چاروں غوطہ زن جو کوئی انس ہو ابداعتقاد</p>	<p>ہیں یہ دیوار خلافت کے ستون ہے حقیقت ایک ظاہر چار تن ہے وہ دو عالم میں بیشک نامراد</p>
<p>جو ہیں اہل بیت اور آل رسول ہے ہر اک ان سب کا بیشک یقین</p>	<p>در مدح اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین</p>	<p>در مدح اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین</p>	<p>در مدح اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین</p>
<p>جس قدر ہو انس الفت میں کمی جتنے ہیں اصحاب پیغمبر تمام</p>	<p>اس قدر ہے دین ملت میں کمی ہے ہر اک انجم ہدایت والسلام</p>	<p>ایک کا بھی انس جو بدخواہ ہو اک صحابی سے بھی گر ہو سوظن</p>	<p>راہ حق سے بے شبہ گمراہ ہو ہے وہ بیشک لائق گردن زدن</p>
<p>بھیج تو ان سب پر صلوات و سلام ہو گیا اے دوستو یوں اتفاق رہتا تھا مسجد میں اپنے متصل ایک دن پڑھتا تھا میں نفحات انس جوش پر تھا بحر علم عارفان</p>	<p>در بیان باعث نظم و تصنیف این مثنوی مسمی بہ تحفۃ العشاق و مدح عشق و قدح عقل جزوے</p>	<p>در بیان باعث نظم و تصنیف این مثنوی مسمی بہ تحفۃ العشاق و مدح عشق و قدح عقل جزوے</p>	<p>در بیان باعث نظم و تصنیف این مثنوی مسمی بہ تحفۃ العشاق و مدح عشق و قدح عقل جزوے</p>
<p>حاضر و نکلے دلیں وہاں لے شائق رفتہ رفتہ حسیۃ تحفہ کا ذکر بول اٹھا ہر اک بصد ذوق سرور کامل اکمل ولی بے بدل برگزید دو جہاں مقبول رب نظم کر اس قصہ پرورد کو قصہ تحفہ اگر منظوم ہو جان لے تاہر کوئی بے قیل و قال تا بنش گفتار عشق حق سے گرم جان لینا عشق کی سببم و راہ عشق جہاں اک بلائے جانگداز عقل چاہے بے کبر عیش و فراغ عقل چاہے عیش و ملک و سلطنت</p>	<p>کھل رہا تھا گلشن عرفان حق آگیا اس عاشق خستہ کا ذکر ہے یہ قصہ نظم کے لائق ضرور عاشق ذات خدائے لم یزل مشرّب حشّتی و فاروقی نسب گرم کر اک بار ہر دل سرور کو رتبہ عشاق حق معلوم ہو عاشقان حق کا یہ ہوتا ہے حال ہو کہ بس دل سنگ ہو چون موم نہ چاہتے کو اپنے کرتا ہے تباہ ہے ازل سے دوست کش دشمن نواز عشق ہے چار نچ غم سینہ پر داغ عشق عجز و فقر و فاقہ تمکنت</p>	<p>اولیا کا حال سن مسرور تھے سن کے ان کی شان و شوکت جاہ عشق خاص کر قطب زماں شاہ و فا صاحب ارشاد و تلقین سبق یعنی شیخ حافظ محمد ضامن آپ مثنویاں میں مجازی عشق میں ریختہ میں نظم کو اسکو تمام دعویٰ جو کرتے ہیں جھوٹا عشق کا عاشقان صادق بھی منکر جاہ عشق عاشقان سبتے میں سر تھیلی پر دھڑ عشق کا سبب انگ ہے رنگ و دھج عقل چاہے غربت جاہ جلال عقل چاہے عیش و عشرت خرمی</p>	<p>ماسوائے جو غرق نور تھے ہمت مردانہ اندر راہ عشق آفتاب معرفت بحر صفا عاشق صادق شہید راہ حق جھ کو فرمانے لگے کر کے خطاب پر بہت کم ہیں حقیقی عشق میں تاکہ سمجھیں اسکو سارے خاص عام ہوش میں ہوں سنکے رتبہ عشق کا چاق اور چوند ہو اندر راہ عشق ہے یہ راہ عشق نے نانی کا گھر ہے ازل سے عقل میں اور اسمیں جنگ عشق ذلت خواری دور و طلال عشق درد کلفت و رنج و غمی</p>

عقل چاہے ہے کہ ہو شیر و شکر	عشق کہتا ہے کہ کھا خون جگر	عقل کہتی ہے کہ چل گلزار میں	عشق لیجا ہے کوئے یار میں
عقل چاہے ہے قباؤ پیر میں	عشق کروانا ہے سامان کفن	عقل کہتی ہے کہ چل بازار میں	عشق کہتا ہے کہ سرخ و لعب
عقل لیجا گلشن و گلزار میں	عشق لیجا جنگل و کہسار میں	عقل چاہے دولت مسروریاں	عشق چاہے سو بلا و خواریاں
عقل میں اور عشق میں رہتی ہے لاگ	ڈالتا ہے عشق جلتی نار میں	عقل چاہے ہے حیا و نام و ننگ	عشق کو انیسے ہمیشہ سے ہے جنگ
عشق کیا ہے درد غم کی کان ہے	عشق جب آیا تو جائے عقل بھاگ	ہو و محضرت عشق کا جدم ظہور	عقل سر سے جائے اور دل سے نہ
نار کو گلزار کر دیتا ہے عشق	غیر دلبر کا عدوئے جان ہے	کیا کہوں میں عشق کی نیرنگیاں	رنج میں راحت کو کرتا ہے عیاں
درد میں اس کے دوا ہے سر بسر	دار کو دلدار کر دیتا ہے عشق	خاک میں جسکو ملا دیتا ہے عشق	تخت شاہی پر بٹھا دیتا ہے عشق
رنج میں اس کے گنج بیکراں	مرض میں اسکے شفا ہے سر بسر	مارنا اس کا جلا دینا ہے جاں	توڑنا اس کا ملا دینا ہے جاں
اس کی ویرانی کو آبادی سمجھ	مرگ ہے اس کی حیات جاوداں	عشق کے برعکس ہیں سب کاروبار	نار کو اسکے سمجھ تو سو بہار
عشق کی ذلت کو تو عزت سمجھ	خار کو گل غم کو تو شادی سمجھ	کلفت و تکلیف کو راحت تو جان	فقر اور فاقہ کو سود و دولت تو مان
قہر صورت رحمت پنہاں ہے عشق	خواری و زاری کو حرمت سمجھ	عشق کی تعریف ہو کس سے بیاں	بےستم میں اسکے سو شفقت جہاں
ہے بیان عشق تو بس بے بدل	اور طبیب درد بیدار ماں ہے عشق	اول آفر ظاہر و نہاں ہے عشق	دونوں عالم جسم میں اور جاں ہے عشق

رجوع بقصہ

گرچہ مجکو شعر گوئی میں نہ تھا	دخل کچھ پر حکم کو لایا بجا	توڑنا موتی کا ہے آسان تر	اب کرو ارشاد حافظ پر عمل
لیکے ان کے گوہر ارشاد کو	خفہ دل میں لیا رکھ شاد ہو	وقت فرصت دیکھنا تھا یہ کہ جو	رکھ لیا سر پر سعادت جان کر
پر نہ دینا تھا مجھے فرصت زماں	تالکھوں اس نظم کو با شوق جاں	لایا اتنے میں زمانہ اور رنگ	نہ کہ حکم بادشاہ بحر و بر
ہو گئے پس حضرت حافظ شہید	شام غم ہم کو ہوا اور روز عید	فرقت جاناں سے ہیں ہو کے بنگ	حکم پر اس شاہ کے تعمیل ہو
خوش نہ آئی اس جہان کی رنگ و بو	چلے گئے بس جنت الفردوس کو	ہم بچار کو تڑپتا چھوڑ کر	ہو گیا کچھ اور ہی عالم کا ڈھنگ
وہ تو ہاں جام شہادت پی رہے	زہر غم کھانیکو یاں ہم جی رہے	وصل سے حق کے ہوئے وہ بہرہ ور	جان جانا پہ فدا کی بید رنگ
ناز و نعمت میں ہیں وہ مشغول ہاں	خاک و خون میں لوٹتے ہیں ہم بہاں	جام کو تر سے ہوئے وہ لب بلب	سوئے حق راہی ہوئے منہ موڑ کر
آپ تو جا کر کیا جنت میں گھر	کر دیا سر گشتہ ہم کو در بدر	آپ تو راحت کے سماں لے گئے	پتے ہیں حسرت سے ہم خون جگر
آپ تو بے رنج و غم مثل عروس	جا کیا تخت شہادت پر جلوس	لے لیا عیش و طرب اور ناز و نعم	چاہتے ہیں بیاس سے ہم اپنے لب
عیش و عشرت میں ہوئے مشغول یوں	ایک لخت ہم کو گئے بس بھول یوں	عیش میں ہم کو دیا بالکل بھلا	ماینہ رنج و الم یاں دے گئے
دعویٰ حب و قربت کر گیا	خواجہ ناشانی کا بھی کیا حق نہ تھا	بیخبر ہم سے اگر رہنا تھا بیوں	رکھ دیا سر پر ہمارے کوہ غم

مگر چہ ہم لائق نہ تھے درگاہ کے کفش برداری میں رہنے شاہ کے شاہ کو زیبا ہے کب تنہا روی گو بہت خادم نہیں تھوڑے سہی

در بیان محرومی و ندامت بر حال خود حسرت مفارقت بزرگان و یاران طریقت و اظہار غم جدائی ایشال

آہ وادیلادریغا حسرتا

ساتھ والے چلے میں رنگیا

رنگیا میں ہی پڑا بس دور تر

رنگیا سایہ کے جو نہیں خاک پر

جھاڑ میں تکی ہے چمکا ڈرا دھر

موش سوراخ زمین میں ہے تباہ

رنگے مشک کی کے اندر سنگ و خار

کھول پر کر گس پڑا مردار پر

مرغ بے پر نقد گر بہ ہوئے

جاہوئے دیئے مطلب میں غریب

جاہوں کس سے مصیب آہ آہ

زیر پائے رنج ہم کھول گئے

آتش فرقت میں جلتے ہیں یاں

غم مرا غمخوار ہے میں غم کا یار

قصہ مرا تحفہ کو اب کہتا ہوں میں

حضرت حافظ کی وصیت تجھ کو یاد

قصہ تحفہ کروں یار درقم

حق سے ملنے کا سمجھ اے راہ جو

گرچہ پھر سے بھی ہو دل سخت تر

خشک مغز و ناکا ہو جس سے دماغ

جمع کر کے کھمڑی باتوں پہ دھیان

کھینچ لیجا تجھ کو بتا کوئے عشق

سننے سے بھی تجھ خود بتا ہے عشق

پہنچا ہر اک منزل مقصود پر

جو کہ نوری تھے گئے افلاک پر

گھر کیا قمری نے شاخ سرد پر

ماہی حق نے تولی دریا کی راہ

جاملا دریا سے آب سبیل بار

دست شہ پر جاملا شہباز پر

پر تھے جن کے سوئے بستان اٹکے

حیف ہے صد حیف یاران طریق

آہ صد افسوس حسرت آہ آہ

جو کہ تھے غمخوار اپنے چل گئے

دور ساغر وصل کے چلتے ہیں داں

نے مرا مہدم نہ کوئی غمگار

مقدمہ شروع داستان حضرت بی بی تحفہ

مغینہ قدس سرہا

مغینہ قدس سرہا

راہ اس رہ سے کوئی بہتر نہ ہو

عاشقوں کا ذکر کرتا ہے اثر

ہے وہ سیراب عشق کی باتوں کا باغ

سب طرف سے بند کر کے کھول کان

تجھ کو بھی آجا کہ شائد بولے عشق

دیکھنے ہی سے نہیں ہوتا ہے عشق

مرد عادل کا اسے حاصل ہوا

مثل تلچٹ رنگیا میں زیر خاک

بوم ویرانہ میں ٹھکانا رہا

نارغ نوحہ گر ہے خارستان میں

سگ ہے بہراستخواں کو چو نہیں خار

اور شتریاں خار بن چرتے رہے

مرغ خاکی ٹوٹتا ہے خاک پر

ہم سے دوں میں نفس کے ہاتھ غمخوار

غوطہ خور میں بحر حیاں میں رہا

حال دل جس سے کروں اظہار آہ

خواب میں بھی تو کم آتے ہیں نظر

جو سنے میری مصیبت کے تیں

مقدمہ شروع داستان حضرت بی بی تحفہ

مغینہ قدس سرہا

مغینہ قدس سرہا

گر ہی سے راہ پر لاتا ہوں تمہیں

دور کر کے ماسوا کا اس سے ٹکر

مردہ دل زندہ ہو اندر کو رتن

گوش سے بیگوش ہو کر گوش کر

عشق کی معلوم ہوں گاتیں تجھے

غرق کر دے بحر وحدت میں تجھے

ساتھ کا اپنے ہر اک واصل ہوا

صاف تھے جو چلے صاف و پاک

بلبلوں نے گھر کیا گلشن میں جا

گھر کیا طوطی نے شکرستان میں

شیر حق کا آہوئے عرفان شکار

نرگس و ریحان کو جا آہو چرے

مرغ آبی نے کیا دریا میں گھر

مرد باہمت ہوئے شہ پر نشان

گو بہر مطلوب ہر اک نے لیا

غم کا اپنے کون ہے غمخوار آہ

ہو گئے وہ جو نعمت اس قدر

آہ وادیلادریغا حسرتا

دلکی دلمیں رکھ کے چپ رہتا ہوں

بعد مدت کے اب آئی المراد

حسب ارشاد ان کے میں لیکر قلم

عشق کی باتیں سناتا ہوں تمہیں

گر نہ عاشق ہے تو عاشق کا ذکر

عشق کی باتوں میں ہے وہ نہ فنی

ہوش سے بیہوش ہو کر ہوش کر

تا مزاد یوں مری باتیں تجھے

وے وہ پہنچا شہر الفت میں تجھے

میں بہت عاشق کہ بے دیکھ جمال
بلکہ کمال عشق ہے عشق شنید
کیونکہ ہو عشق خبر دل سے حصول

دیر تاج دل کے ہے نہ دل تنج
حسن محبوبانہ عالم سر بسر
دیر تھا اسکو نہ دل ہوتا جودل
اس سے زیادہ چاہئے تفصیل گر
کس نے دیکھا ہے خدا کو آشکار
تاگل اوصاف حق عاشق سے

۹ ہے ازل سے تا ابد وہ ایک سا

ہے منور بالکمال و با جمال
لا وہود و نون فی اثبات میں
تاکہ بخش لا وہو قوت ترا
کیوں تباہ ہوتا ہے اندر آب و گل
بعد پیغمبر کے آل اصحاب سب
سب میں نیری عشق بازی کے مزے
ایک صد افسوس کی حسرت بے حساب
پھنس گیا دلدل میں تو غفلت کے ہتھ
کرتو پیدل میں اپنے درد عشق

گوش دل سے من سری سقطی سے نقل
نقل اپنی کرتے ہیں حضرت سری
کہتے ہیں اک شب ہوا یہ اضطراب

در بیان تمیز عشق حقیقی و عشق مجازی و ذم عشق مجازی

یومنون بالغیب ہے مقبول حق
اصل کو ترک سایہ دیکھ کر
گر ہے دل پر گل سے کم کب لہجہ
سر کی آنکھیں دلکا پردہ ہے مقرر
انبیاء اس واسطے آئے یہاں
یعنی ہے وہ ذات بیشک و یقین
عالم الاسرار ستار العیوب
اول اور آخر وہی اور جزو کل
ہے وہ ظاہر بالکمال استتار
ہے وہ اک شان اور ہزاروں شانیں

فرد مطلق لا الہ الا ہو
کیوں ہے اسی سے گمراہ غافل سدا
حق سے باحرص و ہوا تو کب ملے
حضرت آدم سے تا آخر نبی
وہ صفات و حال و خوبی جناب
تا کہ تو یہ دیکھ سکر حال و قال
نے تو کر سکتا ہے آنکھوں سے نظر
مکرب تو بہ عصا نہ راہ لے
میل سے غفلت کے کرکانوں کو پاک

شروع داستان و بیان حال حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ

سکے پانی عشق سے بس گوشمال
ناقص و بے اعتبار ہے عشق دیر
عشق صورت کا ہے دیدہ سے نزول

یومنون بالعیین ہے مغرور حق
عاشق ناقص نے دی جاں عکس پر
عکس پر جو اصل سے نائل ہے وہ
کھول دلی آنکھ سر کی بند کر
تا کریں اوصاف حق تم پر عیاں
خالق و رزاق و رب العالمین
غالب و قہار غفار الذنوب
ظاہر و باطن وہی معبود کل
ہے وہ باطن سخت و ظاہر آشکار
جو گر لاکھوں طرح ہر آن میں ۹

بیچگون سیکیف روشن چار سو
لاو کو کر تو درد دل سدا
ترک جب لاو کو کرے تب تو ملے
وصف حق کرنے چلے آئے سبھی
جن میں تصنیف ہو گئیں صدائے
عشق کی راہ میں کرے حاصل کمال
اور نہ سن سکتا ہے کانوں سے خبر
پھر نکل دلدل سے اپنی راہ لے
بعد ازاں سن یہ حکایت دردناک

جسکے سننے سے تجھ آوے کچھ عقل
ایک شب کی جو کہ تھی غم سے بھری
نے رہا و رد و ظائف اور نہ خواب

مضطرب ایسے رہے وہ رات بھر	سب عبادت کا ہوا دیران گھر	قبض ایسی ان کے دل پر آگئی	ہر عرقاں پر گھٹا سی چھا گئی
نے رہا وہ شوق نے راز و نیاز	لذتِ سجدہ نہ کیفیت نماز	فوجِ بینائی نے کر کے اژدہام	لوٹ لی پونجی عبادت کی تمام
نے رہا درد و وظائف تے درود	نے تہجد کی تلاوت کی نمود	تھی نہ بیہوشی نہ غفلت زینہار	لیک تھا بے صبر بیتاب و قرار
گو عبادت سے رہے سب بے نصیب	لیکہ کیفیت تھی اک دل میں عجیب	ظاہر اچھوٹا اگر ورد نماز	تھا مگر بول میں عجب سوز و گداز
ہجر کی لذت کو عشاقان رب	وصل کی لذت سے کم جانے میں کب	عاشقانِ حق وصال اور ہجر میں	ایک سالذت مزاد و نونہیں لیں
اضطرابی اور بیتابی کا لطف	کیا کہوں اس شب کی بیخوابی کا لطف	لطفِ بیخوابی کا بیخواروں سے پوچھو	حظِ بیتابی کا بیتابوں سے پوچھو
ذوقِ بیخوابی کا تو چاہے اگر	کوئی بیخوبوں میں کر اک شب گزر	لطفِ بیخوابی کا ہے مطلوب گھر	عاشقِ بیتاب کے رکھ پاس سر
چاہے اگر کیفیت سوز و گداز	خدمتِ عشاق میں رکھ تو نیاز	کرتا ہے روشن و چشمِ طالباں	سر نہ گردِ قدم عاشقان
اضطرابی بیقراری کا مزا	جانتا ہے جس نے دل میں ہے رکھا	لذتِ دردِ قلقِ رنج و بلا	وہ ہی جانے جو ہے اس میں مبتلا
لوٹنے کی خاک پر آرام کو	عاشقِ بیتاب جانے میں نہ تو	جانے کیا بیدار لذتِ درد کی	دردِ رنج و غم غذا ہے مرد کی
درد سے نامرد کی نکلے بے جاں	مرد کے حق میں حیاتِ جادواں	زہر مار اوروں کو ہے گرچہ مہمات	سانپ کے حق میں ہے پراہجیات
جو پڑے آتش میں ہو جھلکے فنا	ہے سمندر کی وہی عیش و بقا	سورشی خورشخ ترکو دے ثمر	خشک کو دے آگ میں کر خشک تر
خون ہو فرعونوں کو آبِ میل	قومِ موسیٰ پر ہو آبِ سلسبیل	نار ہو گلزارِ ابراہیم پر	لیک ہو نور و پر قہر و شر
زخمِ گز و تیغ و تر آبدار	ہے شہیدوں کے لئے باغ و بہار	درد و غم ہے زندگی عاشقان	مرتے ہیں اس زندگی سے فاسقان
کیونکہ ہے دردِ بلا مطلوب یار	اس لئے عاشق کر یں غم اختیار	جانتے ہیں عاشقانِ بیقرار	رنج میں گنج اور خزاں میں نو بہار
خدا میں گل گل میں گود میں	غم میں شادی اور شفا ہے درد میں	رنج میں راحتِ فقیری میں غنا	مسکت میں سلطنت و بے غنا
ہے گلہ میں صبر بے صبری میں تاب	گر یہ میں خندہ ثواب اندر عذاب	رحمت ہے زحمت میں اور ظلمت میں نور	ذلت و خواری میں عزت ہے ضرور
نستی میں سستی پستی میں علو	زندگی مرنے میں گھٹنے میں نمو	موت میں جینا بقا اندر فنا	عاشقِ جان باز کو ہے بے غنا
بیخودی و نستی غم کی بہار	دیکھتے ہیں عاشقانِ جاں نثار	خاکساری رنج و عادتِ ناسزا	عاشقوں سے پوچھو ان سب کا مزا
بے گھری و بے زری و بے پری	بیخودی و بیخودی و بے بری	آہِ سرد و رنگِ نندِ چشم تر	بے قراری انتظارِ دردِ سر
نستی و پستی و مرگ و فنا	ذلت و رسوائی و رنج و عنا	لذت اور کیفیتِ ان سب کی ذرا	عاشقانِ با وفا سے پوچھو جا
پوچھو رونے کا مزا یعقوب سے	کلفت و زحمت کا حظِ ایوب سے	سر کے کٹنے کا مزا یحییٰ سے پوچھو	لطفِ نین چرنیکا ذکرِ یا سے پوچھو
سر کے رکھ دینے کا نیچے تیغ کے	پوچھو اسماعیل سے کیا لطف ہے	آہِ وزاری کا مزا آدم سے پوچھو	دردِ زہ کے لطف کو مریم سے پوچھو
جنگلوں میں ٹھوکر یں کھانیکا لطف	اور پہاڑوں پہ نگرانیکا لطف	فرش سے ناعرش پھرنے کا مزا	پوچھو عیسیٰ اور موسیٰ اور احمد سے جا
زخم کھا کر خاک و خون میں لوٹکر	جان دینا بے خطر بازوق تر	پوچھو سبکا شہیدوں سے زر	لذتِ کیفیت و ذوقِ مزا

سہو کے بیجاں جاں فدا کر نیکا لطف	پوچھ جانبا زونے وہ مر نیکا لطف	پوچھ لے ہر تخم سے بستان میں جا	خاک میں ملنے سے کیا تم کو ملا
روشنی سے شمع کے جلنے کو پوچھ	شمع سے جاموم کے جلنے کو پوچھ	سیم وزر کے خاک میں رلنے کو پوچھ	کیمیا سے مس کے جا جلنے کو پوچھ
ابر سے رونے کو خور کے سوز کو	باغ و انما ر جہاں سے پوچھ تو	گر بہ ابر اور سوز آفتاب	باغ عالم اس سے ہے آب صباب
گرمی دل چشم تر ہو دے نہ گر	باغ جاں کس طرح ہو سیراب تر	عشق سے دل گرم کر اور دیدہ تر	گلشن جاناں ترا ہو تازہ تر
عشق کی باتوں نے جھکوائے عزیز	کر دیا اب ایسا بے عقل و تمیز	سر بسر بکواسکی حالت میں چھوڑ	عشق جھکوی گیا کس طرف موڑ
عشق نے اٹکے کیا مجھ پر اثر	نقل سے ان کی ہوا میں بیخبر	ذکر ان کا بھولا ان کو دیکھ کر	جس طرح ہوا ہو پیش شیر نر
عشق کی باتوں کا سن کر شور و غل	خواب غفلت سے گئی بس آنکھ کھل	یاد آئی ہے مجھے جب انکی بات	یعنی فرماتے ہیں وہ یوں نیکذات
ہندوے شب کج گزرا حد سے جو	ترک خود اس کا ہوا قاتل بزدل	الغرض کی رات اس طرح بسر	ہو گئی جب صبح ظاہر سر بسر
اٹھ وضو کر کے بعد عجز و نیاز	کی ادا جوں توں فجر کی میں نماز	صبح کا جسد ہو روشن چراغ	نکلا جل بل گھر سے لے سبنہ پہ داغ
چل کہیں موقوف ہو تا یہ ملال	گھر سے نکلا کر کے یہ دل میں خیال	چل کہیں ایسی جگہ تا ہو دے کم	اضطرابی اور بیتابی و غم
آخر ش گھر سے نکل پھر نے لگا	در بدر صحرا بہ صحرا جا بہ جا	ماہ کی جوں کو بکولا گھر بہ گھر	شہر و جنگل میں کیا میں نے گذر
گذرانا بازار میں ہو غم بسر	اور دل مضطر تھا چوں کوزہ میں سر	گر گیا گلشن میں جو گل کی کلی	تھی زیادہ اور دل کو بیکی
جو گیا سحر میں تسکین کے لئے	اور اٹھ دسے بگولے آگ کے	سیر دریا کی کہ کم ہو اضطراب	جوش پر تھا اور بحر سوز و تاب
گر تسلی کو گیا اندر پہاڑ	اور غم کا آڑا سر پہ پہاڑ	اور مزار اہل دل پر بھی گیا	پر ہوا برگز نہ عقدہ دل کا وا
جس جگہ جانا تھا مثل آفتاب	تھا ترقی پر چلن اور اضطراب	آتش درد فراق بیدلاں	کب بچھے بے آب وصل دلبراں
غنیچہ دل کب کھلے عاشق کا یار	بے ہوائے وصل کب یار گلخزار	کب ہو ظلمت زدہ کا اضطراب	جب تلک دیکھے نہ روئے آفتاب
ہوئے بے گل کے بلبل کو قرار	باغ میں ہو دے اگر چہ سو بہار	ہو دے کب قمری کا کونہ غم دراز	گلشن و گلزار سے بے سرو و ناز
دیدہ حیراں نہ ہو کیوں اشکبار	بے نظارہ نہ کس بیمار بار	جائے کب عاشق کے دل کا پیچیاں	ہو نہ گزرف صنم کا سایہ یاب
ہو فغاں بیدل کے دل سے دور کب	تا نہ ہو دلبر سے اپنے لب بلب	لوٹنا موقوف عاشق کا نہ ہو	تا نہ وہ ہم بستر جانا نہ ہو
جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار	کب علاج اسکا ہو جز دیدار یار	الغرض تدبیر کہیں میں سو بہار	پر نہ آیا دلو میرے کچھ قرار
مرض تنہا نے جو گھیرا جان کو	دلیں آیا چل بیمارستان کو	کیونکہ ہوں میں بھی جو بس بیمار دل	دیکھ ہمہ ردوں کو نیکے کار دل
دیکھ کر ہمہ رد و ہم موضوعوں کا حال	ہو دل غمگیں مرا شاید سجال	نقل ہے کھلتا ہے جب آپس میں دل	جبکہ دو دیوانے بیٹھیں ساتھ مل
جنس اپنی جنس سے ہر فیضیاب	غیر جنسیت سے ہوا نذر عذاب	ہے مراد ہم جنس سے ہم جنس یار	جنس ظاہر کا نہیں کچھ اعتبار
آری ہم جنس ہیں صورت میں ایک	مختلف اوصاف رکھتے ہیں ولیک	جنس ظاہر کا جو ہونا اعتبار	فرقے کیوں ہوتے بہتر آشکار
ہو گئے اوصاف جو سب رنگ و رنگ	اسلئے ہے رات دن آپس میں جنگ	گر کریں اوصاف کو سنجھا ف	پھر ہے کا ہیکو ایسا اختلاف

<p>آنریش دلیں یہ اپنے ٹھان کے جا کے داروغہ سے میں اس کے کہا تاکہ دیکھوں اپنے بیماروں کو ٹمک دیکھ کر پہلے تو بس تعظیم کی دیکھ کر احوال اہل ابتلا کوئی کوٹھے اور کراہتا ہے کوئی کوئی تڑپے ہے کوئی بے خواب میں سہو رہا بلبل نمط نالایں کوئی کوئی پیکر داروئے تلخ فراق سینکتا ہے درد پہلو کو کوئی ہو تپ دلرزہ سے کوئی بیقرار ہو کے مرض لادوا سے بے اماں دیکھ حال نیک ظاہر میں خراب</p>	<p>رجوع بقصہ و کیفیت بیمار خانہ مقولہ سری سقطی رحمہ اللہ</p> <p>باادب اٹھ کر مجھے تسلیم کی غنجہ دل میرا کچھ بارے کھلا صبر کو اپنے بتاتا ہے کوئی کوئی حیراں کوئی پیچ و تاب میں مثل سہل خاک میں غلطاں کوئی زندگی سے کرتا ہے کڑوا مذاق تابش دل سے رکھ آہوں کی روی پی رہا ہے شربت زار و نزار جاں بلب کوئی ہے کوئی نیم جاں ہو گیا موقوف میرا اضطراب</p>	<p>در پہ جانکلا بیمارستان کے کھول در بیمار خانہ کا ذرا ہو تسلی دیکھ بیماروں کو ٹمک کھل گیا گویا درد دل بے غلول کوئی نالایں ہے کوئی ہے اشکبار کوئی کہتا ہے کہ ہوں باحق تباہ مثل قمری ہے کسی کے سر پہ خاک زخم دل پر مرہم تصویر یار کوئی بیتابی سے مارے دل پہ سل کرتا ہے پھرتا ہے بیصبری کا کیپ گولیاں کھاتا ہے بیتابی کی آہ کوئی مسہل موت کا کرتا ہے نوش گلشن بیمار خانہ کی بہار</p>
--	--	--

ملاقات شدن سری سقطی از حضرت بی بی تحفہ و بیان حالت غلبہ عشق او قدس سرہا

<p>تھا اسی میں جو گئی اک سو نظر چہرہ اس کا ہے گویا شمع حرم چشم اسکی چشمہ ہے فتنہ کا باز بیٹھی ہے ایک طرف کو چوں نیم رست قید میں بھی تھی یہ اس پر آب و تاب دیکھ اسکے شعہ رخ کی آب و تاب دیکھ یہ الفت بھری صورت حبیب اور بندھے ہیں ہاتھ زنجیروں سے یوں دست بردل نغمہ خوش بر زبان</p>	<p>دیکھتا کیا ہوں کہ اک ٹمک قمر قامت اسکا گلبن باغ حرم خال اسکا تخم شوق پاک باز دیکھ اسکو ہو گئے غم میرے پست کوہ کے اندر ہو جیسے لعل و تاب کھاتا تھا نار نظر سو پیچ و تاب ڈرتے ڈرتے میں ہوا اس کے قریب شاخ طوبی اسے ہی لپٹا سانپ جوں عاشقانہ تھی غزل منہ سے عیاں</p>	<p>تازہ و پاکیزہ رو صاحب تمیز زلف اسکی دام راہ سالکان بیٹھنا اسکا وہ باحن و وقار دیکھ کر کہے حسن کی جس کے بہار تھی دو آنکھیں لسی چوں شمشیر بوئے خوش اس سے مرے اندر داغ اور دو مضبوط ہو پے کے کڑے جکوبو دیکھا تو اسنے اس گھڑی روئی اور رو کر کے بھر کر آہ سرد</p>	<p>بالباس خوب ذریبا اک کنیر لعل لب اسکا ہے چلی تشنگاں چرخ کو دیتا ہے پھر نیسے قرار نرگس و آئینہ تھے حیران و زار ذوق مستی سے کہ تھے اندر دماغ پہنچی اور دل ہو گیا بس باغ داغ مثل حلقہ ماہ پاؤں میں پڑے دی لگا آنکھوں سے آنکھوں کی جھڑی چند شعر اسنے پڑھے باسوز و درد</p>
--	--	--	---

اسکے عشق اور ذوق مستی کا اثر ہے کسی فرزانہ کی دیوانہ یہ کیا خطا اس بیخطنے کی کہو کوئی بیماری نہیں ظاہر اسے ہو گیا اسکو جنوں تقدیر سے جملہ زنداں چونکہ در زنداں شونہر قید آب و گل میں آدم کو کیا بند ہو قطرہ صدف میں چند گاہ تخم کو ڈالیں زمیں کی قید میں حرص جو قید قناعت میں ہو بند بخل کو اندر سخاوت کے چھپا بند یاد مرگ میں کر طول امل کر تواضع میں تکبر کو تو بند عشق حق میں بند کر تو حب غیر کو خودی کو تو خدا میں محو نیک تاکہ ہوان کو بایں قید نکول بند کر کے تاکریں اسکا علاج جو یہ داروغہ سے لوٹدی نے سنا اے مسلمانوں نہیں مجنون میں سنکے اس سے ظاہری بیہود قال نقل ہے جاتے تھے موسیٰ طور پر کر رہا تھا یوں بصدر زاری وآہ ہے کہاں تو جلوہ کرتلا مجھے رات دن میں تیری خدمت میں رہوں تیل ڈالوں سر میں اور کنگھی کروں

پڑتا تھا دل پر مرے جوں تاب خور بے شبہ ہے عاشق جانانہ یہ قید میں ڈالا ہے اس یوسف کو جو بے بھلی چنگی کہو کیوں بند ہے اسلئے یہ بند ہے زنجیر سے منتفی و زاہد حق خواں شونہر جو ہر انسان حب ظاہر ہوا تب وہ موتی ہوئے باخوبی جاہ تاکہ اس سے پھول پھل حاصل کریں ہو غنا قلبی وہی اے ارجمند تاجیب اللہ ہو تو بر ملا تار ہے اکدم نہ تو بے نیک عمل تاکرے حق مرتبہ تیرا بلند تابو باغ وصل حق میں تجکو سیر تاکہ معلوم ہو نہیں جز ذات ایک گوہر مقصد زر مقصد حصول تاصحت پر ہوئے تک اسکا مزاج روٹ پری اکبار اور سر کو دھنا اپنے دلبر کی ہوں پر مفتون میں ہو گئے نخصہ نہ دیکھا دلکا حال

تائش گری دل سے اس کے میں پوچھا داروغہ سے میں اس گھر کی جا کیوں کیا زنجیر و طوق اس شاہ کو بولاداروغہ یہ سنکر اے عزیز اس کے مالک نے کیا بند اسلئے طفل ناداں کو کریں مکتب میں بند نطفہ زنداں رحم میں جب ہو بند کان میں جب قید ہو دیں زر و سیم نفس سگ زنجیر تقویٰ میں ہو قید طمع کو محو توکل کر شتاب بولنے کو بند چپ رہنے میں کر حکم میں حق کے چھپا تو عجب کو کوریا کو محو تو اخلاص میں کوصفات حق میں کم اپنے صفات اسلئے درویش فقر اہوش مند اسکے مالک نے بھی اس امید میں ہوئے شاید عقل و ہوش اسکا بجا دردناک اک کھینچ کر کے دل سے آہ سمجھو تم موسیٰ کا چروالہ مجھے یونہی جکجو بھی دیوانی جان کر

تمثیل بیان چرواہہ موسیٰ علیہ السلام

تیری دوری نے دیا تڑپا مجھے ایک دم غمگین تجھے ہونے نہ دوں چلیں میں تیرے لیے اچھی سیوں ہے بتا کس جاتواے جان جہاں خو بسا مل کے نہلاؤں تجھے بھونڈ کر ڈونکی تری ماروں جوئی

جانا یہ اتنی جو ہے بے صبر و چین کیوں کیا ہے قید میں یہ دلربا ابر میں کیسے چھپا یا ماہ کو تھی یہ ایک مولیٰ کی شالستہ کنیز تاکہ شاید عقل و ہوش آجا اے عالم و دانا ہوتا اور ہو شمند شکل انسان تب ہو خوب اور دلپسند پاویں جب قیمت گراں رونق عظیم آہو عرفاں کو جب کرتا ہے قید تاجیب اللہ کا پاوے خطاب ہم کلام حق سے ہوتا تا اے پسر ظاہر و باطن ترا تا ایک ہو تا ہو حق کے بندگان خاص میں ۱۳ ماسوا سے پاوے تو تاکہ نجات چلے عزت میں ہوویں آپ بند اس کنیز کو کیا ہے قید میں تانفع لے اس سے وہ بے انتہا بولی میں ہوں اے عزیز زوئے گناہ جس کے دل سے پیغمبر موسیٰ رہے کر دیا قید اور نہ لی دلکی خبر ایک چرواہا پڑا رہ میں نظر اے رحیم والے کریم والے الہ تاکروں قرباں تری خدمت میں جاں اور اچھے کپڑے پہناؤں تجھے اور کھلاؤں ہر طرح کی نعمتیں

ہواگر بیمار تو اے کردگار	جان و دل سے ہوں ترا میں غمگسار	بہو جو کچھ تکلیف اور زحمت تجھے	کر کے خدمت خوب دوں راحت تجھے
پاؤں دلوں اور چوموں ہاتھ کو	اور کروں سونیکو بستر رات کو	اے مرے رب جاں مری تجھ پر فدا	اور سب اولاد گھر بار مرا
ہے کہاں تو ناتیری خدمت کروں	سینوں کپڑے تیرے اور بچہ کروں	دیکھ پاؤں میں تیرے گھر کو اگر	دودھ گھی لاؤں تیرے شام و سحر
مروغنی روٹی پکا کر اور کھیسر	اور بہت لہسی دہی مسکہ پنیر	لاؤں میں تیار کر آگے ترے	روز ہو کھانا ترا گھر سے مرے
اور کاہر گز نہ کھاتے دوں طعام	اپنے ہی گھر سے کھلاؤں نہیں مرام	رنج و غم ہر گز تجھے ہونے نہ دوں	تیری راحت کے لئے محنت بھروں
تیری خدمت سے نہ ہو فرصت تجھے	میر بخد مت سے ہونے راحت تجھے	اے خدا تجھ پر ہو قرباں میر بجاں	اور سب بکریاں اور خانماں
اس طرح بیہودہ کہتا تھا شبساں	پوچھا چروالہ سے موسیٰ نے کہ ہاں	کسکو کہتا ہے یہ تو مجھ کو بتا	بولا وہ جس نے مجھے پیدا کیا
اوسکے جس نے زمین و آسماں	عرش و کرسی دوزخ و جنت عیاں	اور کئے جن و بشر اور درجہاں	ہے اسی سے عرض یہ میری بجاں
بولے موسیٰ ہائے تو نے کیا کیا	ہو گیا کافر مسلمان کب رہا	ہے یہ کیا بیہودہ ہزیاں کفر و جہل	بند کر منھ کو سمجھ اسکو نہ سہل
اس ترے کہنے سے اے بیہودہ گو	ہو گئی عالم میں ظلمت چار سو	کفر سے تیرے ہوا عالم سیاہ	کفر نے تیرے کیا دیں کوتاہ
کھانا پینا پھر نہ تیرا ہے کام	اور یہ کب خورشید کو زبیا ہے کام	گر نہ روکا اس سخن سے خلق کو	آگ اگر پھونکے گی خلق کو
گر کہے تو جرم کرتے ہیں سبھی	آگ آتی ہے نہ جلتا ہے کوئی	گر نہ آئی آگ کیسا ہے دھواں	ہو گیا کیوں دل سیاہ مرد دریاں
جو تو جانے ہے کہ حاکم ہے خدا	پھر یہ گستاخی ہے کب تجھ کو روا	دوستی بے عقل کی ہے دشمنی	ہے خدا پاک ایسی خدمت سے غنی
کس سے یہ کہتا ہے کیا خالو سے تو	یا کہ باپ اپنے سے یا ممو سے تو	جسم تن حاجات بشری تو قرار	دیتا ہے اندر صفات کردگار
کھانا وہ کھائے جو رکھتا ہو شکم	کپڑا وہ پہنے کے ہو جس کے جسم	وہ پئے شیر ہو جسے نشو و نما	چلیں پیئے جو کے ہو محتاج پا
وہ منہ ذات حق دانا ہے راز	پاک ہے ہر چیز سے اور بے نیاز	بلکہ جو بندہ فنا فی الذات ہو	صفت اسکی صفت حق میں بات ہو
اسکے حق میں بھی نہیں کہنی روا	اس طرح کی گفتگوئے ناسزا	نے کہہ در حق جناب کبریا	بے بدل بے مثل بیچون و چرا
اولیا کو کہنا ہے ادبی کی بات	دل کو کرتی ہے سیاہ اور جان کو مٹا	گر کہے اک مرد کو تو فاطمہ	گر چہ ہیں ایک جنس مرد و زن ہمہ
وہ کریگا قصہ تیرے قتل کا	گر چہ ہو خوشی حلیم و پارسا	فاطمہ ہے عورتوں کے حق میں مدح	مرد کو بولے تو وہ ہو رنج و قدح
بانہ و پاہیں ہمکو آسائش تمام	اور خدا کے حق میں آلائش تمام	لم بلدم یولد اسکی ہے سزا	ہے وہ خالق والد و مولود کا
ہے وہ پیدائش کہ آیا جسم جو	جو ہوا پیدا ہے اس عالم سے دُ	کیونکہ جو اس عالم فانی سے ہے	خلق ہے اور خالق اسکو چاہئے
بولا چروالہ کہ تم نے یا نبی	سی دیا منھ میرا لب پر مہر کی	اور پشیمانی کی آتش سے بھلا	جان و دل میرا دیا تنے جلا
کہہ کہ یہ اور بھر کے دل سے ایک آہ	پھٹ کر کپڑے یا جنگل کی راہ	بیخود و سرمست با آہ و فغاں	نالہ و ناری ہوا کرتا رواں
آئی موسیٰ کی طرف وحی خدا			میرے بندے کو کیا تجھ سے جدا
میرے ملنے کے لئے آیا تھا تو			یا جدائی ڈالنے آیا تھا تو
عتاب الہی بر موسیٰ علیہ السلام در مقدمہ چروالہ			

ہر کسی میں سیرت اک رکھی ہے میں	رکھتا ہوں مکروہ میں لفظ طلاق	ہو سکے جب تک نہ لے نام فراق
معنی دو ہوں اور ہووے بات ایک	سندیونکی اصطلاح سندرہج	ہندیوں کی اصطلاح ہندہرج
حق میں اسکے نور تیرے حق میں نار	حق میں اسکے مدح تیری حق میں سم	حق میں اسکے مدح تیری حق میں دم
پس بری ہے پاک ناپاکی سے ہم	حق میں اسکے خوب تیرے حق میں رد	حق میں اسکے نیک تیرے حق میں بد
انکھ کب تسبیح سے کچھ ہوں میں پاک	بلکہ سو بخشش کروں بندوں پہ تا	نے کیا میں حکم تالوں فائدہ
دیکھتا ہوں دلکامیں سوز و گداز	دیکھتا ہوں اسکے دل اور حال کو	میں نہ کیوں کھولوں زبان کے قل کو
دلیں اپنے عشق کی آتش لگا	چاہتا ہوں سب میں سوز و گداز	ہو زبان یا دل حقیقت یا حجاز
سوز و غم میں کرتے ہیں عشاق راج	اور سوز و تاب والے اور ہیں	موسیا آداب والے اور ہیں
بے وہ خون پانی سے افضل بے شبہ	جو ہوا پر خوں شہدا اسکو نہ دو	گر گناہ ان سے ہو مت عاصی کہو
رہبری منت ڈھونڈ رہے مستوں سے تو	پا برسنہ غم ہے کیا خواص کو	گم ہو رہے قبلہ جب کعبہ میں ہو

عذر نمودن موسیٰ علیہ السلام بخد مت شبان یعنی چروالہ

ہو گیا ہے نچھو اب حکم خدا	مژدہ دیکر اس سے موٹی نے کہا	موت عیش از سہمہ دین ہا جدا
کفر تبرا دین ہے اور دین نور جاں	جو ترا دل سوختہ چاہے وہ کہہ	یہ عتاب حق جو موسیٰ نے سنا
بولا اے موسیٰ نہیں میں وہ رہا	بے محابہ تو زبان کو کھول جا	اس کے پاؤں کے نشانوں پر چلے
پا گیا میں گوگو کی بات کو	اگر گیا وہ عرش سے اوپر پرے	رفتہ رفتہ آخرش وہ مل گیا
حاکمو میرے کہاں پیچھے کلام	شہد وحدت نے کئے ہیں بند لب	اب تو ترتیب و ادب پر کچھ نہ رہ
اس سے چپ رہنا ہے بہتر و السلام		اے معافی لیقل اللہ مالیشاد
		مارا کوڑا تو نے گھوڑے کے مرے
		کیا کہوں کچھ کہ نہیں سکتا ہوں اب

رجوع بقصہ مقولہ حضرت بی بی تحفہ مغنیہ و بیان زور شور و غلبہ عشق حضرت تحفہ

قدس سرہا

لیک کب خاموش رہنے دے ہے عشق	گرچہ بھیدا پناہ کہنے دے ہے عشق	گرچہ بھیدا پناہ کہنے دے ہے عشق
کس طرح ہوں عام بچہ ہمارا عشق	جیکہ سمجھیں انبیا کم راز عشق	ہو سکے کب بند عاشق کی زبان
لیک ہو نہیں اپنے مستانہ کی مست	ہوں نہ دیوانی نہ میری عقل پیست	بے کئے معلوم میرے دل کا بھید
مست ہے مستی سے جسکی یہ شراب	عشق سے اسکے ہونمیں مست و خراب	رہزنی سے عشق کی گمراہ ہوں
شمع روئے یار کی پروانی آہ	ہوں کسی داناک میں دیوانی آہ	لیک گیا ہے وہ ہی میرا عقل و ہوش

مست ہوں پردل مرا ہشیار ہے	جان آسودہ مگر تن خوار ہے	ہو گیا البتہ یہ مجھ سے گناہ	جان کی خاطر کیا تن کو تباہ
ہے گناہ بس یہ کہ میں رکھتی ہوں چاہ	غیر خوبی کیا ہے یوسف کا گناہ	گر گناہ ہے تو یہ ہو مجھ پر گناہ	اپنے اس محبوب کی رکھتی ہوں چاہ
عشق نے اسکے کیا جو جاں میں گھر	تن بدن سے ہو گئی ہوں بیخبر	شع رو کا اس کا جب آتا ہے دھیاں	اندر اندر چلتی ہوں پروانہ ساں
آتا ہے جب زلف دل بر کا خیال	نوحہ ہوں اس لئے میں سر کہاں	جبکہ یاد آتی ہے پیشانی یار	پھوڑتی ہوں سر کو دیواروں سے مار
چہرہ گلگون کا اسکے کر خیال	میں طمانچوں سکروں ہوں منہ کولال	خیر ابرو کو اس کے یاد کر	کرتی ہوں قربان اسپہ اپنا سر
یاد کروہ خال روئے گلغزار	داغ دل سے ہوتی ہوں باغ و بہار	چشم میگوں اس کی جب یاد آگئی	جھٹ مری آنکھیں وہیں پتھر آگئی
نوک مرگاں کا خیال ہو اسکے جب	سینہ چھین چھین کر مرا چلی ہو سب	یار کے شیریں دہن کو یاد کر	نون چھڑکوں ہوں جگر کے زخم پر
یاد آویں جب در دندان یار	گو ہر اشک سپہ کرتی ہوں نثار	ہو لب شیریں کا اسکے دھیاں جب	تشنگی سے چاٹتی ہوں اپنے لب
یاد کر کے قدر و قامت یار کا	کرتی ہوں شور قیامت کو بپا	یاد کر کے دلبری کی چال ڈھال	خاک میں ہوتی ہوں کیا کیا پائمال
دور سا غریب یاد کر کے یار کا	زہر کیسے گھونٹ بھر لیتی ہوں آہ	کر لباس و سپرین کا اسکے دھیاں	کرتی ہوں داماں گریباں دھجیاں
یاد آوے جب سر پائے صتم	جلتی ہوں حسرت سے سر سے تا قدم	یار کی ہم بستری کو یاد کر	لوٹتی ہوں جیسے سہل خاک پر
کر در دندان لب خنداں کو یاد	گاہ روتی ہوں کبھی منہ ہتی ہوں نثار	جانتی ہے خلق دیوانی مجھے	عقل سے یک لخت بیگانی مجھے
کوئی کہتا ہے اسے آئیب ہے	کوئی کہتا ہے جنوں لاریب ہے	حال زار من نمی داند کسے	ہستم اندر آتش غم چوں جسے
حال سے میرے کوئی واقف نہیں	ہوں میں اندر آگ کے جیسے رسی	ہے مری ایسی مثال اے مرد نیک	ناک والا ہو کئی مکتونیں ایک
اسکو سب بکو بنادیں سر بسر	عقل و ہوش اسکا اڑادیں سر بسر	گرچہ اپنے کام میں عاقل ہوں نہیں	خلق کے نزدیک پر جاہل ہوں نہیں
جس سے میں کہتی ہوں اپنا درد غم	سنکے ہنس دیتا ہے مجھ کو یک قلم	نے مرا غمخوار نے مونس کوئی	کوئی دیوانی کہے بے حس کوئی
ہر کے از ظن خود شد یار من	وزدروں من نجست اسرار من	اپنی اپنی بوجھ کے سب یار ہیں	کب یہ میرے واقف اسرار ہیں
جمیں سمجھے ہیں یہ میرا فائدہ	ہے حقیقت میں وہی بس مفسدہ	اور جسے جانیں کہ ہے اسمیں فساد	ہے وہی حق میں مرے انصاف و داد
درد کا میرے نہیں کرتے علاج	کرتے ہیں وہ جس سے اور بگڑے دماغ	بندر کرنا کب ہے وحشت کا علاج	وحشیوں کا ہو فقط صحر اعلیٰ
جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار	کب علاج اسکا ہو جز دیدار یار	ہے کہیں ایسا کہیں زیر فلک	جائے مریم زخم پر چھڑکیں نمک
ہے یہ کس حکمت میں در مان بخار	دیں ٹھنڈائی کی جگہ دازوئے حار	نشنگی بھینکا کا کیا یہ بھی ہے راہ	جائے شربت زہر دے پیاسے کو آہ
ہے کوئی آتش بھانیکا یہ کھیل	اڈالے پانی کی جگہ چلتے پہ تیل	ہے مروت یہ کہیں تم نے سنی	دوستی کی جا کرے جو دشمنی

۱۔ مراد صفت معبودیت حق است و مراد تجلیات سورجی کہ سالک از کیفیت آن اطلاع می شود ۲۔ مراد تجلیات کہ در میخود می و خواب می شود ۳۔ مراد صفت بصیری لک قالی نظر و عنایت را لبان خود ۴۔ مراد اشارت الہی باقی صفیہ آئندہ پر

چاہتے ہیں درد عشق اس سے ہو دور
مائیہ راحت ہے مجھ کو اس کا غم
عشق جان محرم ہے میری جان کا
پوہ ہے درد عشق سے جو جام دل
میں نہیں بخون ہوں بس ہوشیار
میں مسخر میری عقل و فہم عام
شیخ نے جو نکتہ تحفہ سنے
دل جلاسن گفت دل آویز کو
یوں کہا اے شیخ جاں کھونا ترا
اس گھڑی کیا حال ہو تیرا بتا
اس کے و صفویہ ہو جب عالم فنا
اسکے اوپر کہتی ہوں میں ایک مثال
نفل ہے لڑکا تھا اک درویش کے

اور ہے میری زندگی اسمیں ضرور
مونس و حشمت ہے مجھ کو اس کا غم
زخم غم مرہم ہے میری جان کا
ہے تڑپنا لو طمنا آرام دل
آنا ہے طعنہ جہاں سے مجھ کو عار
اور جنوں میرا ہے اک ادنیٰ غلام
عشق کے دل میں نہ تحفہ چنے
دی اجازت اشک گوہر زیر کو
اُسکے و صفویہ ہے بہ رونا ترا
تو رہے یا عقل مشی تیرا بجا
عاشق حق کیوں نہ ہو ہر دم فنا

درد جانان کس طرح چھوڑوں بھلا
درد کی میرے دوا ہے اسکا درد
عشق کی آتش ہے ٹھنڈک جانکی
گرچہ آنکھوں میں ہے زخم انتظار
پیش اہل عقل فرزانہ ہوں میں
ماندم در قید زنجیر جنون
درد کی سن گفتگو عشق کر گئے
تحفہ نے سوز منہانی شیخ کی
اسکو سچا نہ اگر تو نیک بخت
گر بہ بینی یک نفس حسن و دور
جان و دل دیں جب مجازی عشق نہیں

حکایت بطریق تمثیل

صورت و سیرت میں بس کمال تھا وہ
پڑھنا تھا اک میر کے مکتب میں وہ
گلبن نوحسن کے گلزار کا
شیفتہ ایسا ہوا پسر فقیر
حال سب بھوکوں کا پوچھا آن کر
یعنی ہوگی آخر ش اے اہل بر
کہنے سے استلا کے ہو چشم تر
تھی نہ اسکو کوئی بیماری شناق
عیش دگر تھانہ شب سوتا تھا وہ

خوبی عالم تھا جسم اور دل تھا وہ
تھا بڑھان و ذکا میں سب میں وہ
آشیانہ طائر انظار کا
ایک دم رہنا نہ بے ابن امیر
آخر اس بڑکے کو مغس جان کر
صحبت اسکی میر زادے کو مقرر
اٹھ گیا مکتب سے وہ خستہ جگر
کھا گیا تھا میر زادے کا فراق
خون دل پیتا تھا اور روتا تھا وہ

حسن کا اس کے کرو نہیں کیا بیاں
میر کا لڑکا جو پڑھتا تھا وہاں
ہو گئی ناگاہ الفت درمیاں
کھا گیا اک روز امیر بیوقوفی
حکم اٹھا دینے کا اس کے دیدیا
الغرض اسناد نے مجبور ہو
پھر سنا تھوڑے دنوں کے بعد یوں
آتش فرقت میں اسکے روز و شب
کھانے پینے نے دیا اسکو جواب

زندگی سے کیسے منہ موڑوں بھلا
اور تپ بھراں کی دار و آہ سرد
دائمی سوزش ہے ٹھنڈک جان کی
دھوتی ہوں امکو سے اسکو بار بار
جاہلوں کے آگے دیوانہ ہون نہیں
بہ کہ باشم اہل عقل و دوفنون
جان و دل اندوہ غم سے بھر گئے
دیکھ کر وہ اشک رانی شیخ کی
یعنی ہے جیسا کہ حق معرفت
اندر آتش افگنی جان و وجود
کیوں نہ ہوں قربان حقیقی عشق میں
تاکہ ہو معلوم جاں بازی کا حال
جو بصورت پاک طینت نیک ہے

تھا گویا اک حق کی رحمت کا نشاں
شکل صورت میں نکھائے زماں
میر کے بڑکے کی اور اسکی بجاں
اگیا مکتب میں حسب اتفاق
اور معلّم سے یہ مضمون کہہ دیا
جا کہ درویش کے فرزند کو
ہے وہ لڑکا سخت بیمار و زبور
جلتا بھٹتا تھا بصدر رنج و تعب
خواب و راحت نے کیا آرام خواب

دستخط سے آگے ابواسطہ دجی یا ابواسطہ الہام باشد ۱۲ھ دہن مراد صفت منکھی و اشارت الہی است ۱۷ھ مراد صفت مہودیت و مراد پر

۱۲ھ مراد جذبہ او معشوق عاشق ۱۲ھ ہر چیز کہ دران چیز مشاہدہ انوار غیبی و ادراک معانی می کشند ۱۲ھ مراد جامع جمیع اعار و صفات ۱۲ھ

بھوک زیادہ ہو تو کھال کے کباب	پسایں غالب ہو تو دلے اکھڑے شرآ	بے کبھی ہنستانہ کرتا بول چال	غم کے کوئی نہیں پڑا رہنا نہڑھاں
حاکم واس کے کوئی اگر پوچھتا	ہنس کے رو دیتا نہ تھا کچھ بولتا	اندر اندر کھا کے رنج یا سخت	رفتہ رفتہ ہو گیا بیمار سخت
میر کے بڑکے کو جب پہنچی خبر	اسکی بیماری کی پھر تو جلد تر	جھٹ بلا کر ایک خدمتگار کو	یوں کہا جا پوچھ اس بیمار کو
جامری جانب سے یوں اکبار کہہ	کیا ہے بیماری تجھے اے یار کہہ	آ کے خدمتگار نے بعد از سلام	میر کے بڑکے کا پہنچایا پیام
یوں جواب اس سوختہ جان نے دیا	تیری الفت میں مراد دل پھنس گیا	تیری فرقت میں ہوا بیماریاں	اب کوئی دم کا ہوں مہماں یا میں
جان لے القصہ میرا بیگیاں	جسم تڑپے ہے سیاں اور جاں دہاں	نوکر کے میر زادے کا غلام	آیا اور بیمار کا لایا پیام
میر کا بڑکا یہ سن کر ناز سے	بول اٹھا کیا جانے کس انداز سے	یعنی نوکر کو کہا جا جلد تر	کہدے اس دلدادہ سے اسی طور پر
اگر تراد دل مجھ پہ یوں مائل ہے اب	بھیٹے میں کون چیز حائل ہے اب	دل ترار مہتا ہے گر مجھ بن اداس	بھیجتا کیوں نہیں دل میرے پاس
جا کے نوکر نے پیام جاں فزا	میر کے بڑکے کا عاشق سے کہا	سن کے عاشق نے پیام دریا	ٹھہر دروازہ پہ نوکر کو کہا
بعد لمحہ بے طلب تو گھر میں آ	اور طبق پوشیدہ لیجا نا اٹھا	وہ طبق سر بستہ لیجا کر ضرور	جلد رکھنا میر زادے کے حضور
بعد اک ساعت کے نوکر میر کا	حسب فرمودہ پسر اندر گیا	جا کے دیکھا ہے طبق رکھا ڈھکا	اور زمین پر اک طرف بڑکا پڑا
ہے طبق رکھا ڈھکا اوپر رومال	اور زمین پر ہے پڑا وہ نونہال	وہ طباق اسما سے جلدی سے اٹھا	میر کے بڑکے آگے دھرا
اور کہا سب اس سے جا کر ماجرا	میر کے بڑکے نے پھر سنکر ذرا	اس طبق کو دیکھا جو رد مال اٹھا	دل تڑپتا پایا اس میں بر ملا
دیکھتے ہی اک لگی سینہ پہ چوٹ	ہو گیا اسکا بھی دل بس ٹوٹ پوٹ	وہ تو دل کو دیکے راحت پا گیا	دلکو اس کے بھی مگر تڑپا گیا
دیکے دل آرام اس کو ہو گیا	جب گیا پہلو سے دشمن ہو گیا	پھر کہا خادم کو جلدی دوڑ کر	جا کے اس جانبازی لا تو خبر
سننے ہی خادم گیا واں جلد تر	اور اس جاندادہ کی لایا خبر	یعنی وہ دلدادہ بڑکا مر گیا	جانکو جانناں پہ قرباں کر گیا
رکھ کے سر زانو پہ بیدم ہو گیا	سانپ کے کاٹیکے جوں چپ سو گیا	عشق اپنا کام کر کے چل گیا	گلبن نور نے گل میں مل گیا
ہو گیا وہ جاں بحق تسلیم آہ	سنکے اسکی بھی ہوئی حالت تنہا	اپنے کہنے سے پشیمان ہو کے وہ	ہو گیا بیہوش بس رو رو کے وہ
فائدہ کیا اس پشیمانی سے اب	چل گیا جب زیر ہٹ سکتا ہے کب	عاشق صادق تھا اور اہل کمال	دید یا دلبر کو جو دل بے ملال
لیکے مسکیں نے اشارہ دلر با	دید یا دل کر کے پہلو سے جدا	اک اشارے میں دیدا دل بخیل	کر گیا اس شعر پر گو یا عمل
دل دیا اکھوں خریدے ہننے دماغ	اک کلی دیکر بیا پھولوں کا باغ	جبکہ ہو عاشق مجازی کا یہ حال	کیوں نہ مٹ جاں عشقان ذوالجلال
خلق دے مخلوق پر جان بے عتا	عشق خالق میں نہ ہو کیونکر فنا	عشق مولیٰ کچھ نہیں لیلیٰ سے کم	کیوں نہ ہوں مجنوں میں اسپر یک قلم
شمع پر پروانہ ہو جل کر فنا	عاشقان حتی نہ ہو کیونکر فنا	حسن یوسف پر زنان مصر مست	ہو کے کاٹیں جائے لیموں اپنے دست
حسن یوسف عکس حسن حق ہے یار	حسن حق پر کیوں نہ ہو عاشق نثار	عاشقان صورت و ہم و خیال	کب ہوں مثل عاشقان ذوالجلال
گوی شو میگرد پو پہلوئے صدق	غلط غلطان و زخم چوکان عشق	عشق حق میں تو جو دے اک جانکو	پاؤے بدلا دس سے بیکس سات سو

مستقہائے کز پے رنگے بود
تھر تھرا کر گر پڑی بے ہوش ہو
شیخ نے اسکو پکاراے کنیز
نام جو لینی ہے میرا بر ملا
غم میں اس کے عشق کے کھیلی ہے نور
شیخ بولے مانا میں عاشق ہے تو
کوئی سے محبوب کی عاشق ہے تو
کون سے ہے شعلہ رو کی سوختہ
کوئی سے ہے سرو قد کی پائمال
زخم خوردہ ہے تو کس چوگان کی
کون سے گل کی ہے تو بلبل بنا
عرض کی تحفہ نے اے قطب زماں
یعنی جس نے کر دیا ہے بے قصور
عشق سے پر جان جس نے دی مجھے
مجھ کو اپنے سے شناسا کر دیا
خالق کو نہیں پر عاشق ہو نہیں
دل دہندہ ہی کی دلبر وہ ہو نہیں
ہوں دہندہ آبرو کی اشک ریز
اپنے اسپر آب سرد گل ہوں میں
جسکی وحدت کی ہے کثرت جلوہ گاہ
ہے وہی معبود برحق میرا دوست
ہے مرا محبوب مطلوب و حبیب
جسکی پی کر کے میں حیرت زمیں
جسکے جام عشق سے ذرات مست
ہے جو محبوبان عالم پر یہ نور

عشق بنود عاقبت ننگے بود
آدھ کر رہ گئی خاموش ہو
بولی لبیک اے سرتی باتمیز
مجھ کو جانے ہے کہاں سے تو بتا
آپکو کھو کر کے پایا اس کو فرد
پر بنا ہے کون تیرا ماہر و
کوئی سے مطلوب کی شائق ہے تو
ہے تو کس تیرنگہ کی دوختہ
عشق میں کس ماہ کے ہے تو ہلال
گیند کی جوں ہے جو غلطان ہر گھڑی

حضرت تحفہ بغم پر سینہ چاک
بعد ساعت کے جو آیا اسکو ہوش
یوں کہا پھر شیخ نے اے با ادب
بولی جیسے دوست کو جانا ہے میں
کھل گئے سب دل میں سرا جہاں
کر ذرا روشن ترا ہے کون ماہ
کوئی سے دلدار پر مائل ہے تو
ہے تو کس شیریں دہن کی تشنہ لب
بیچ میں آئی ہے کس کاکل کے تو
کوئی سے شمشاد کی قمری ہے تو

بیان کردن بی بی تحفہ معشوق و محبوب خود را کہ محبوب من معبود برحق و قادر مطلق است

مالک دارین کی شائق ہو نہیں
اپنے اسمان بخش کی مردہ ہو نہیں
اپنے عزت بخش کی ہوں خاک بیز
گاہ قمری اور گے بلبل ہو نہیں
جسکی بیکٹائی کا شہد اللہ گواہ
ہے وہی موجود مطلق میرا دوست
جو ہے مجھ سے بھی بہت میرے قریب
ہے پڑی بد مست ہیجان و خبریں
فرش تے عرش موجودات مست
ہے اسی کی پرتوہ کا سب ظہور

ولد یا جس نے دیا دل اس کو میں
اپنی ہستی بخش پر ہو نہیں فنا
اپنے ہوں افر وختہ پر سوختہ
ہے مرا محبوب دو عالم کا رب
ذات برحق بادشاہ بیدل
ہے مرا محبوب سر کن فکاں
ہے مرا معشوق وہ بیشیہ شک
ہے نشہ میں جسکی عبدیت کے چور
ہے وہی دلبر مرادہ ہی حبیب
حسن محبوبان عالم سر بسر

کہہ چکی جب یہ حکایت دردناک
پھر وہی نعرہ تھا اور جوش و خروش
کیا مرا جانے ہے تو نام و لقب
اس سے اس کو خوب پہچانا ہے میں
ہے نہ کوئی بھید اب مجھ سے نہاں
کوئی سے بت نے تری ماری ہے راہ
کسی تیغ ابرو کی کمال گہاں ہے تو
ہے تو کس چاہ ذوق میں غرق اب
ہے شہ میں بیچ تناکس نل کے تو
کوئی سے آزاد کی قیدی ہے تو
کون ہے محبوب تیرا گل بنا
ہے مرا محبوب خلاق جہاں
حرف دو سے دونوں عالم کا ظہور
یاد میں اپنے بہر مو کی مجھے
نور عرفاں سے مراد ل بھر دیا
آپ کو چھوڑا گئی مل اس کو میں
میر ہستی میں ہے وہ جلوہ نما
اپنی شادی پر ہوں غم اندوختہ
جسکی پاکی بولتی ہے خلق سب
فرد مطلق لایزال و لم یزل
جان عالم جان روح جہاں
عشق میں جسکے ہے سرگرداں فلک
آدم و جن و ملک حور و قصور
اور سوا اسکے نہیں کوئی حبیب
عکس حق ہے یوں خود سنگ پر

جس براندرودہ ہے یہ خوبی خلق	عکس مجوبی ہے مجوبی خلق	اگر کیا حب زرموئی ظاہر مسی	اسکے عاشق پر حب آتی ہے مہسی
سابہ اپنے اصل کو جب چل گیا	خاکیں عشق مجازی رل گیا	ہو دے گر عاشق مجازی کو کچھ قفل	ساتھ اس سابہ کے کرتا ہے نقل
سابہ تو جا اصل میں اپنے ملا	عشق حقیقی اسکو حاصل ہو گیا	حب حقیقت دیکھ لی اندر مجاز	تب حقیقی عشق میں کر ترک و تاز
یعنی جب معشوق اسکا مر گیا	بے وفائی اپنی ظاہر کر گیا	ہو گئی باہر بدن سے روح حب	ہو گیا عشق مجازی سر دسب
چشم و گوش و چہرہ سب موجود ہے	عشق تھا جسپر کہو وہ کیا تھی شے	پرتوہ حسن حقیقی کا وہ تھا	جس پر یہ عاشق ہوا تھا مبتلا
پرتوہ حب اصل کو اپنے گیا	رہ گیا عاشق بچارہ دیکھنا	کھل گئی جب آنکھ تب فریاد کی	عشق ناقص میں عمر برباد کی
اصل اور سابہ میں سمجھا کچھ نہ فرق	پھوڑ دریا کو ہوا قطرہ میں غرق	دیکھ کر کے عکس خود دیوار پر	عش کیا اور کی نہ سورج پر نظر
آئینہ میں دیکھ کر عکس حبیب	اصل صورت سے رہا تھا بے نصیب	جب خیال ماسوا باطل ہوا	عشق حقیقی تب اسے حاصل ہوا
عشق بر مردہ نباشد پائدار	عشق را بر جی و بر قیوم دار	عشق زندہ در روان و در لبر	میشود ہر دم ز غنچہ نازہ تر
عشق مردہ پر نہیں ہے پائدار	زندہ اور قائم کا کر عشق اختیار	عشق زندہ کا ہو ہر دم نازہ تر	دل میں اور آنکھوں میں با صبر و فر
ماسوا حق کے جو کچھ موجود ہے	شکل ہستی ہے ولے نابود ہے	بند کر آنکھوں کو کر دل سے نظر	ہے وہی محبوب ہر جا جلوہ گر
غیری کب ہے وہ ہے موجود یار	اول و آخر نہان و آشکار	ہے حقیقت میں نہیں جز ذات ایک	دو نظر آتے ہیں احوال کو و لیک
۲۰ احوال کو دور کر کے کر نظر	ہے وہی خوشید ہر جا جلوہ گر	ہیں اسی دریا کی سب موجیں ضرور	گر چہ رنگارنگ ہے ان کا ظہور
شیع گر لاکھوں تجھے آویں نظر	ایک ہی جب نور پر جاوے نظر	ہے ہزاروں آئینوں میں شکل ایک	عقل اس کثرت سے حیراں ہے و لیک
آئینوں کو دیکھ کر کے رنگ رنگ	عقل جزوی اس تکثر سے ہے رنگ	پوچھے آئینوں کی کثرت سے تو گر	حق کے اسماء و صفات میں جلوہ گر
دس عدد ہوں یا ہزار ہوں یا کہو	ہر اک ان کا ایک سے خالی نہو	وہ نہیں جسمیں نہیں وہ جسمیں ہو	وہ بھی ہے نا چیز اے اعداد جو
یہ نہیں ہے وہ نہیں ہے میں نہ تو	ہے وہی نور منورہ چار سو	زرہ کہ دو نہ پڑھ اور دو نہ جان	جان اسمیں آپکو جو نہان
اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا ہوں	ہے یہی بہتر کچھ رہنا ہوں نہیں	ہے ہمارے وحدت اب پر واز پر	آوے کب دامن سخن میں اے پدر
قطرہ میں دریا سماوے کس طرح	زرہ میں خوشید آوے کس طرح	باد اندر رشک آسکتی ہے کب	آگ پنبہ میں سما سکتی ہے کب
کوہ کو کیونکر اٹھاوے برگ کاہ			
شیخ سری یہ سخن تحفہ سے سن			
سنکے اس سے بیدل میٹھے کلام			
یوں کہا قیدی تجھے کس نے کیا			
بعد ازاں اک ادھر کو گر پڑی			
دیکھ اس کی حالت مضطرب کو شیخ			
رجوع بقصہ			
قد و حدت سے ہوئے شیریں کام	کر کے اس سے گوہر معنی بگوش	نثر بت توحید کو بس کر کے نوش	نثر بت توحید کو بس کر کے نوش
روٹی اور رکھ ہاتھ یہ دلیر کہا	جاہلوں نے کر کے باہم مشورہ	بند چھ آزاد کو بس کر دیا	بند چھ آزاد کو بس کر دیا
شیخ نے جانا گئی مرا اس گھڑی	ہوش جب آیا تو پھر اُس نے پڑھے	چند شعرا اپنے مناسب حال کے	چند شعرا اپنے مناسب حال کے
اور سن کر قصہ بے سر کو شیخ	صاحب بیمار خانہ سے کہا	بہر حق کر اس ولیہ کو رہا	بہر حق کر اس ولیہ کو رہا

اس گرفتار محبت کو تو چھوڑ کرتو آزاد و عالم کو آزاد پھر کہا یوں شیخ نے اے خستہ جاں قید میں ظاہر کی میں کیا قید ہوں طوق زنجیر اور یہ زنداں میرے اب قید میں جسم کیا منصور کو	آہودے صحرائے وحدت کو تو چھوڑ دو جہان میں تاکرے حق تجھ کو شاد اب چلی جاتیرا دل چاہے جہاں قید باطن کی ولے پابند ہوں اک مشام میں فنا ہوتے ہیں سب	قید سے تو چھوڑ اس بے قید کو سنکے اسنے طوق اور زنجیر توڑ عرض کیا تحفہ نے اے والا گھر شیر معنی ہوں نہیں آزاد دو کون کیا نہیں تم نے سنا اے خوشنحال	تاترے برلاوے حق امید کو انکے کہنے سے دیا تحفہ کو چھوڑ میرے جانی کا ٹھکانا ہے کدھر بند کر سکتا ہے اب تجھ کو کون قید میں منصور کی قوت کا حال فانی حق عرق بحر نور کو
ساتھ اس کے تھے تین سوا و خدیج یوں کہا سب نے بیکر ممکن ہے جو ہاں اگر چاہو تو دوں میں تم کو چھوڑ قیدیوں نے آپ کو دیکھا جو خاص اور میں دریاں دروں پہ مستقر شیخ کے کرتے ہیں زنداں پر نظر بولے سب تم کیوں نہیں چلتے ہو گھر بعد اس کے حکم سے دل دار کے میرے پیارے نے مجھے اے ہوشمند اس کی مرضی پر رہو نگي دل سے بند شیخ سہری نے کہا بندسکرے یوں شیخ اور تحفہ بہم آپس میں باز تا جبر دل خستہ سینہ سوختہ آگیا باہر سے اندر ناگہاں آکے داروغہ نے یوں اس سے کہا شیخ کو دیکھا تو بس خرم ہوا بعد تسلیم و ادب ہو چشم تر ہے ادب مجھ سے گدرا کا بے شمار لہلہاں تعظیم مسجد می کنند	اپنے اپنے جرم کی شامت سے بند کیوں نہیں دیتے خلاصی آپ کو اک اشارے میں تمہارے بند توڑ بند اور زنجیر سے بالکل خلاص پہرے اور چوکی کے اوپر مستعد ہو گئے پھٹکر کے دیوار و نمیں در یوں کہا جانا ہے مجھ کو دار پر ٹکڑے ٹکڑے ہونگے جسم زار کے کر دیا ہے بند میں بندہ کے بند ہو جبر امیر ایساں گر بند بند ہے عجب تو نکتہ داں اے ذوقنوں	بولا منصور ان کو تم سے بند توڑ یوں کہا مجھ کو شریعت کا ہے پاس پھر اشارہ جو کیا انگشت سے عرض کی سب نے کلاے شیخ بلند یوں کہ منصور نے پھر کیا ہے ڈر پھر کہا اب جاؤ تم سارے نکل پہرے سینہ میں اک سر نہاں اس طرح میں بھی ہوں حکم حق میں بند اس مرے محبوب نے کردی مجھے گر مرا مالک ہو راضی جاؤ نگي اس سخن سے ہو گیا اب آشکار	تم اگر چاہو تو دوں میں سب کو چھوڑ قید حق میں ہوں نہیں مجھ کو ہر اس بند و ست و پاسے انکے گر پڑے کس طرح جائیں در زنداں ہے بند کہہ کہ یہ اور کی سوئے زندان نظر اپنے اپنے گھر کو جاؤ بے خلل دار پر جا کر کروں گا میں عیاں ۲۱ امر تلخ اسکا ہے مجھ پر مثل قند اپنے اک بندے کی بس بندی مجھے ورنہ صابر ہوں نہ میں گھراؤ نگي میں ہوں مجنوں اور تو ہے ہوشیار کر رہے تھے گفتگوئے راز و ناز پشت خم غصہ سے سینہ دوختہ جانب زنداں بندی بے اماں سنکے بیخوش ہو گیا وہ اس گھڑی مشکلیں آسان ہو نگي میری مہم مجھ سے سودر جہ ہے بہتر یہ کنیز اور ہو نالائق معظم محترم کیونکہ ہے واں جلوہ فرما کیا
<p>حکایت حضرت شیخ منصور رحمہ اللہ</p> <p>ملاقات شدن شیخ سہری سقطی از</p> <p>تاجر مالک تحفہ</p>			
بے کہاں تحفہ کہا اندر ہے جا فکر سے تحفہ کے دل بے غم ہوا رکھد یا پھر شیخ کے پاؤں میں سر شاہ معنی کو کیا ہے دنوار در جفائے اہل دل جدی کند	پاس اس کے بیٹھے ہیں حضرت سہری بولا برکت سے دعا کی ان کی اب شیخ بولا ہوش کرا لے باتمیز لائق تعظیم پر تو ہو ستم کب سے مسجد جزو رون ادیا	پاس اس کے بیٹھے ہیں حضرت سہری بولا برکت سے دعا کی ان کی اب شیخ بولا ہوش کرا لے باتمیز لائق تعظیم پر تو ہو ستم کب سے مسجد جزو رون ادیا	جانب زنداں بندی بے اماں سنکے بیخوش ہو گیا وہ اس گھڑی مشکلیں آسان ہو نگي میری مہم مجھ سے سودر جہ ہے بہتر یہ کنیز اور ہو نالائق معظم محترم کیونکہ ہے واں جلوہ فرما کیا

کیا نظر بندی ہے اے دانائے راز چاہ کو جانے ہیں راہ اور رہ کو چاہ غم کو شادی جانیں اور شادی کو غم سہل کو مشکل کہیں مشکل کو سہل خالق جسکو جانتی سردار ہے اس کنیز کو کہ ہے سلطان جان جان کو اپنی ستا تا ہے کوئی کریاں اس کی حقیقت مجھ سے تو ہو گئی ہے کب کب سے یہ نعت اسے اشک سے لعل و گہر کر کے نثار سینے مجھ سے قصہ تحفہ بہ ہوش کان دیکھ نامرے دل کا دھواں	باز کو پشہ کہیں پشہ کو باز شاہ کو مسکین کہیں مسکین کو شاہ نم کو دریا سمجھیں اور دریا کو نم اہل کو نا اہل نا اہلوں کو اہل پیش اہل دل ذلیل و خوار ہے کس لئے رکھا ہے خوار و مستعان خاکیں زر کو ملاتا ہے کوئی اول اور آخر سے بکسر موبو	ہے عجب دنیا کا یہ برعکس کار نیک کو جانیں ہیں بد اور بد کو نیک خوار کو سلطان سلطان کو ذلیل عاقلوں کو جانتے مجنون ہیں اور جسے سمجھیں ہیں سب خوار و ذلیل کیوں کیا اس گلبدن کو خوار و زار کیوں اس آزاد و عالم کو کیا حال کیا رکھتی تھی اور کیدھر جو	بیان نمودن ناہر حال تحفہ راجہ ہمالہ	عشق کے کیجے در تحفہ بگوش نکلے راہ گوش سے کچھ تو اس آں گر رہی تھی قند پر حبیبے ہوام جنتی تحفہ ہے تحفہ اس کا نام دل میں پھول اسکی تمنا کا کھلا بہ تسخیر پری آگے بڑھا جسکی ہے تعریف میں قاصر زبان اس کی قیمت دو نگا میں سب سے سوا فتنہ دوران آشوب زمان خاطر عالم رہی تھی اسپہ ڈھل	سینے ساتھ اس کے کہا نیکی مری ایک دن پھر تا تھا میں بغداد میں ایک سے پوچھا میں کیوں ہے یہ یوم دیکھ اس کو شمع رو و گلبدن جلوہ آں ماہر از راہ گوش دیکھا رخ اسکا تو پایا جلوہ گر میں خریدار اسکے صد ہا پیش پا یاں تک لایا کہ جو اندر شمار آیا خوش ہو کر کے پھر میں جلد زر سر سے پار کھتی تھی ز بیانی پنا	اس بلائے ناگہانی کو مری آگیا اک کوچہ بیداد میں ہے کہا اک فتنہ تحفہ کی دھوم سب گئے ہیں بلبل و پروانہ بن براز تا جبروان و عقل و ہوش کان سے بہتر ملی مجھ کو نظر قیمت اس کی کرتے جاتے ہیں رسوا آنے درہم اسکی قیمت بیس ہزار خانہ ویراں گر کو لیکر اپنے گھر پر عیاں چہرے سے سودائی پنا تھی لگی گانے بجانے چنگ کو کون تجھ بن بیس و بیس کا کس مستغنی عاجزان چارہ ساز ہے مرے نزدیک دور و نکلے قریب خالق کے ہاتھوں میں ہے دامن مرا	مائیہ بے مایہ کا بے بس کار شفیق مرہم زخم دلان پاک باز خالق کے در پر مجھ دی تو نے جا	چاہ و بیماری کا بیکس کار فیتق دل و ہندو بیدلاں عاشق نواز پردہ دلمیں مرے لی تو نے جا
---	---	--	-------------------------------------	---	---	--	---	---

بندگی تیری ہے میری زندگی دو جہاں کا دلے میرے غم گیب بیکسوز کا تو ہے کس بیکس ہونمیں کہہ کہ یہ بھیرے تماشا رو پڑی ماسوا کی آرزو میں توڑ دیں بول اٹھا ہر ایک کسی سودا سے آ عشق کا مارا کسی نے اس کو تیر پر سوار روشن نہ وہ ہے کون ماہ گذرا اس حالت میں اسکو ایک سال انس رکھتی تھی غم بے ڈھب سے یہ آہ نالہ سے اسے الفت کمال گاہ سر رہتی تھی دیواروں سے پھوڑ نوجنتی تھی گاہ اپنے سر کے بال	غیر کا کردفع بند بندگی تخم الفت تیرا دل میں جم گیا دستگیری کر کہ بس بیس ہوں میں کھولدی مٹر گانے مرجان کی ٹری آرزو میں دل سے اپنے چھوڑ دیں سر میں اس زیبا کے سودا پڑ گیا بار دل کے ہو گیا سینہ کو چیر کو ن سے بت نے ہے مارا اس کو آہ کھنا اور پینا تھا اس پر سب بال بھگتی تھی مثل وحشی سب سے یہ اپنے بیگانے سے تھی وحشت کمال گاہ جاجنگل میں دروازاں کو نوڑ گہ ٹپا پنچوں سے کرے تھی منہ کو لال	ہے قسم تیرے جمال پاک کی ہر رگ و پے میں سمایا ہے تو ہی ہاتھ سے اس کے تو کر مجھ کو خلاص بعد ازاں اٹھ کر کے توڑا ساز کو جو کوئی اس محفل دلکش میں تھا تیر عشق پھینکا کسی خوش ماہ نے لیک کی ہر چند سب نے باہنر ماری تیغ عشق کس معشوق نے عیش دیکھو تھا نہ سونارت کو تھی گریباں سے عداوت ہاتھ کو شور افغان کی کبھی تھی دھوم دھام رات بھر ہنستی تھی یا روتی تھی یہ کام تھا گریہ ہے اسکو روز و شب	دام غم میں تیرے جیسے میں بھنسی غیر کی مجھ میں نہ گنجائش رہی کر مجھے اپنے کرم سے اپنا خاص اور کیا رونا شروع اور ہائے ہو تا جبر اور ساتھ اسکے سب چھوڑا بڑا زخم کھایا اسکی جاہ آگاہ نے جستجو اسباب کی ادھر ادھر زخم دل کھایا جو اس معشوق نے لب یہ خنداں نے زباں سے گفتگو تار دامن میں نہ چھوڑے بات کو گاہ خاموشی سے رکھتی تھی کلام مجھ کو سونے دے نہ خود سوتی تھی یہ جان میری اس سے آئی ہے ہلب
---	--	--	---

متفید کردن تحفہ رادر بیمارستان و بیان زور شور اور غلبہ عشق الہی نو

گرچہ تدبیریں کریں میں سو ہزار کر کے بس آہیں ولی سب نے بذوق اشک آنکھوں میں لبوں پر تھی فغان جیسے اب تک وہ ہی دیوانی ہے یہ کھانا پینا ترک اس کا ہو گیا نقل غم اس کا ہے رونا ہے شراب ہے جنوں پر اپنے دیوانی سدا ہو ہے روشن جس جگہ شمع بلا ہے محبت اس کو وحدت سکدا	ایک نے بھی پر کیا اس پر نہ کار کر دیا اس ماہ کو زنجیر طوق عاشقانہ تھی غزل منہ سے عیاں عقل جس اپنے سے بیگانی ہے یہ خواب اور آرام اس کا سو گیا لوٹنا جگنا ہے پیوستی ہے خواب عقل سے رہتی ہے بیگانی سدا اپنے دے پروانہ جان کو جلا دشمنی رکھتی ہے کثرت سے سدا	جبکہ گڑا اور بھی اس کا مزاج چشم سے جاری تھا اسکے خون کا نال جس کا سب مضمون سوز و درد تھا دشمنی ہے خویش داری سے اسے کھا کا ب دل لگی ہے بھوک اگر راحت اور آرام اس پر شاق ہے گر نہ ہے تھوڑا بہت روتی ہے یہ عش ہے اپنی پیجودی مستی پہ یہ اپنی حیرانی کی یہ مشتاق ہے	بند کرنا پھیرا آخر کو علاج پڑھ رہی تھی شعرا اپنے حسب حال گریہ و افغان و آہ سرد تھا سہمہ دہی ہے آہ و زاری سے اسے جب پیاسی ہو پیے خون جگر اور تپنے لٹنے میں طاق ہے رنج و غم پر اپنے خوش ہوتی ہے یہ مرتی ہے نت نیستی پستی پہ یہ شور و غل میں شہرہ آفاق ہے
--	--	---	--

اسکی آنکھوں کو ہے نت رونے سے عشق	اشک کو میل خودی دھونے سے عشق	اسکی اس حالت نے اے والا خطاب	اسکی اس حالت نے اے والا خطاب
اور جو پوچھو سب مری پوچھی ہے یہ	گنج دولت کی مرے کنجی ہے یہ	باہمہ حال اسکو میں سوز و نار	باہمہ حال اسکو میں سوز و نار
رکھتا تھا امید تالوں میں بغور	ہم مثل قیمت کے اس پر سود اور	کیونکہ رکھتی ہے یہ اک کامل ہنر	کیونکہ رکھتی ہے یہ اک کامل ہنر
رکھتی ہے ظاہر جو یہ حسن و جمال	اس سے زیادہ اور ہے اسمیں کمال	جس سے زیادہ خلق میں اسکی ہے صوم	جس سے زیادہ خلق میں اسکی ہے صوم
شیخ بولے اسمیں کیا ہے وہ ہنر	جس سے اسکی ہے یہ قیمت اور قدر	یوں کہا ہے مطربہ گاتی ہے یہ	یوں کہا ہے مطربہ گاتی ہے یہ
فن موسیقی میں رکھتی ہے کمال	قال سے اسکی ہو عالم اہل حال	جو کوئی آواز کو اس کی سنے	جو کوئی آواز کو اس کی سنے
ذوق میں اگر کے یہ گاتی ہے جب	مست ہوتے ہیں درو دیو سب	لحمن داؤدی اسے حق نے دیا	لحمن داؤدی اسے حق نے دیا
واسطے نغمہ کے جب کھولے زباں	جا کے آتی ہے تن مردہ میں جاں	بلبل روح اسکا سن آواز چنگ	بلبل روح اسکا سن آواز چنگ
ہاتھ میں جب ساز کو لیتی ہے یہ	صوفی اک عالم کو کر دیتی ہے یہ	مرغ دل پر آں ہو جب کھولے زباں	مرغ دل پر آں ہو جب کھولے زباں
جب بلند کرتی ہے یہ آواز کو	ہوتی ہے بر باقیامت چار سو	اور سو اسکے ہیں جو اس میں کمال	اور سو اسکے ہیں جو اس میں کمال

پرسیدن شیخ نمری سقطی از تحفہ مطربہ حقیقت حال او

کہتا ہے اپنی سمجھ کی ہر کوئی	حال سے میرے نہ واقف ہر کوئی	بچہ کئی اشعار عربی کے پڑھے	بچہ کئی اشعار عربی کے پڑھے
یعنی حق نے مرے دل سے کلام	تھی زباں محبوب اپنی اس مقام	بعد فرقت کے ہوئی قربت حصول	بعد فرقت کے ہوئی قربت حصول
لے لیا بس کو چہ الفت کو میں	پرنہ چھوڑا اس درد دولت کو میں	جو کہا مانا میں رغبت سے اسے	جو کہا مانا میں رغبت سے اسے
سب گناہوں کو مرے کر کے معاف	کی عطا جنت مجھے بے اختلاف	ایک جنت کیا جو اس کا ہو رہا	ایک جنت کیا جو اس کا ہو رہا
فضل سے حق کے ہوئی مقبول میں	سیر باغ وصل میں مشغول میں	لطف حق نے کر لیا مجھ سے پسند	لطف حق نے کر لیا مجھ سے پسند

ذکر عطار بی انتہائے الہی در عبادت

بندگان خود

سنگریزہ لیکے دے لعل و گہر	بر لے اکدن کے دے خرمن تجھے	لیکے شاخ خشک دے بستان تر	لیکے شاخ خشک دے بستان تر
نے گل پژمرده دے گلشن تجھے	جام کوثر دے ہے بامشک و گلاب	لے دو قطرہ اشک دے دریائے نور	لے دو قطرہ اشک دے دریائے نور
لیکے تجھ سے کوزہ آب خراب	بر لے اسکے دے ہے قرب بیچگوں	ہیں جو اعمال جوارح خاک بار	ہیں جو اعمال جوارح خاک بار
سجدہ سر جو نہیں جز خاک و خوں	آہ دل لیدے دم و صلت مجھے	دست تا بال و پردے اور زباں	دست تا بال و پردے اور زباں
چشم نم لے دے یم رحمت تجھے			

لطف احسان کا ہوا اس کے کب بیاں	بخت سے ادنیٰ کو اک ملک جہاں	تخت پر بخشش کے جو ہو جلوہ گر	بندۂ عاجز کو بخشے تاج سر
پیشہ کو شہباز کے دے بال و پر	رو بہ مسکین کو طاقت شیر نر	ذرہ کو خورشید کر دیتا ہے وہ	قطرہ میں دریا کو بھر دیتا ہے وہ
وہ ہوا اس کا جواب اسکا ہوا	وہ ہوا اسکا تو سب اسکا ہوا	ہوش کراے یار بہ وصل جاں	مرزعمہ دنیا ہے کچھ بولے بیاں
چند ایام اندر عمر مستعار	کر کے طاعت لے حیات پائدا	وہ حیات جاوداں بے انتہا	گرد جس کے نیستی ہرگز نہ جا
پیش عقیٰ دنیا اک ساعت ہے بس	ایک ساعت وہ بھی بیراحت ہے بس	ہے کہاں افسوس نیری ہوش و عقل	سانس تیری ٹائیکاں کرتی ہے نقل
مت کر ان انفاس خوش کو خوار و زار	غفلت و نسیاں سے بچ رہ ہو شید	تین دن کے عیش پرست ہو نوشاد	آخر ہو مثل عقیمہ نامراد
خوش تو سب چھوڑ کر مر جائے گا	جز ندامت کے نہ لیکر جائے گا	تو حیات جاوداں چاہے اگر	پہلے مر مریسے جاگا ورنہ مر
آفریں جاں کو جو اسکی رہ میں جا	مر حبا سر کو جو ہو اس پر فدا	مرنا اس رہ میں ہے رشک زندگی	ہے یہ مرنا زندگی پائیدگی
عہد و پیمان ازل کو یاد کر	ذکر حق سے ملک دل آباد کر	غفلت و نسیاں سے رہ تو دور تر	پاس کر انفاس کا اے بیخبر
پاسبان ذکر کا رکھ زور و شور	تانا آجائے کہیں غفلت کا چور	ایک دم نسیاں اگر تجھ کو ہوا	عمر کی دولت سے لیجا گا چورا
ایک دم غافل نہ رہ کر ذکر حق	نانہ آئے غیر ذکر و فکر حق	غیر حق کو دل سے اپنے دور کر	نور کے جلوہ سے دل معمور کر
ذکر کر نہ کو رہتا ہو دے عیاں	نی کہ ہو جس ذکر سے جاری زباں	ذکر تن طاعت ہے ذکر دل حضور	ذکر سری نور مستی سے نفور
۲۵ ہے مشاہدہ حق کا ذکر روح بیاں	رویت اور دیدار ہو اسدن و ہاں	ذکر لفظی عارضی ہے اے عزیز	ذکر روحی جو ہری ہے اے عزیز
جبکہ تجھ پر ہو عیاں سلطان ذکر	اس گھڑی ہو سر بسر تو کان ذکر	ذاکر اور مذکور ہو جا ایک بار	غیر حق کی کب رہی باقی شمار
ہو ترے دلیں جہاں جان عیاں	جسکے اک دریا کا قطرہ یہ جہاں	یہ جہاں نم ہے وہ یم بے انتہا	تم کو ہے اس یم سے بس نشوونما
پیش خورشید کرم اے جان غم	ہیں یہ دونوں ماہ نور ذرہ سے کم	الغرض برق تجلی نہاں	پھونک کر کر دے تجھے بس بینشاں
بعد اس کے ہو نہیں سکتا عیاں	ہو ترے ہر جزو دے جو کچھ عیاں	جب کرے عشق احمد دل سے ظہور	میم احمد درمیاں سے ہو دے دور
دل سے جہد م عشق کا شعلہ اٹھا	جز احد کے کون اے احمد رہا	بند کر امداد اب آگے زباں	قصہ تحفہ کو کر ہم سے بیاں

رجوع بقصہ و خریدن شیخ سری تحفہ را و منظور نہ کردن تاجر و آزاد کردن تحفہ را

شیخ نے سن دیکھ کر کے حال و قال	پائے جب تحفہ میں سب تحفہ کمال	خاطر نادر میں اپنے با کمال	بویا ایک اسکی تمنا کا نہال
اور کہہ دلیں کہ بڑکوں سے گہر	مول لینا ہے بہت آسان تر	دونوں عالم سے ہے بہتر یہ گہر	اور ہے تاجر طفل ناداں بیخبر
حقہ پر لعل سر بستہ ہے یہ	لے تو اسکو کھول دے زر کی گرہ	گر چہ تیرے پاس اک درہم نہیں	لطف حق کا بھی مگر کچھ کم نہیں
شیخ نے پھر اٹھ کے تاجر سے کہا	بچ میں تحفہ کو دوں سکی بہا	بیچتا ہے تو اگر لے تا ہوں میں	جو طلب قیمت کرے دیتا ہوں نہیں

جستہ زرز چاہئے تجھ کو سولے
میں تو لٹکر ہو گیا اس پر فقیر
جو کہ تقد و جنس میرے پاس تھا
بیرہا نہ وہ میں بیکس رہ گیا
شیخ نے اس سے کہا ملک صبر کر
بعد ازاں اٹھ کر کے باآہ و بکا
گھر گئے شیخ اور نہ تھا پاس ایک لنگ
جا کے بس حیران تنہا بیٹھ کر
پاس میرے کچھ نہیں پر اے حواد
کھول گنجینہ کرم کے اپنے در
ہو مرا یا رب تو اب حاجت برار
شیخ کی بس عجز و زاری دیکھ کر
کھولا دروازہ تو دیکھا اک امیر
اور کئی ہمراہ خادم باادب
شیخ نے اس سے کہا سوقت تو
یعنی لیکر چند زر کی تھیلیاں
آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں میں
صبح ہوتے ہی ادا کر کے نماز
ہاتھ احمد کا پکڑاں آن میں
شیخ کو دیکھا تو کہہ کر مرحبا
غیب سے کل آئی مجھ کو یوں ندا
ہے خدا کا قرب اسکی جان میں
یعنی خوش بیٹھی تھی میں اے کبریا
خلق میں مشہور کر کے اے خدا
خلق میں جو ہو گیا مشہور زر

ایک تحفہ سیمبر کو مجھ کو دے
کب ہے تم پاس سفرد و لذت کثیر
سب کا سب میں اسکی قیمت میں دیا
مثل عاشق بیدل و بیدل رہا

عرض کی سکر کے تاجر نے کہ آہ
تم ہو خود مسکین کہاں تم پاس زر
ہو گیا محتاج سب کچھ صرف کر
آہ صد افسوس اب میں کیا کروں

مناجات شیخ سری سقطی طلب قیمت تحفہ رحمہ اللہ

رات بھر روئے بصد سو زحمر
ہے ترے فضل و کرم پر اعتماد
اور عطا کر تحفہ کی قیمت مجھ کو کر
کرنہ مجھ کو سامنے تاجر کے خوار
آگیا دریا کرم کا جوش پر
بالباس فاخرہ روئے منیر
تھیلیں پر زر لئے ہاتھوں میں سب
کیس لئے آیا کہا اے نیک خو
جا کے سری کی نظر کراں زماں
ہو یہ مقبول اب جو کچھ لایا ہوں میں
باہر آئے شیخ با شوق دراز
لیکے اسکو بیمارستان میں
عرض کی آؤ کہ اب مجھ پر کھلا
بے شبہ تحفہ ہے مقبول خدا
نور و عظمت اسکو ہے ہر آن میں
تو نے عالم میں مرا شہرہ کیا
کر دیا مجھ کو بلا میں مبتلا
کھل گئے سوافتوں کے اسپر در

عرض کرتے تھے کہ اے پروردگار
کر دے اسدم اپنی رحمت کی نظر
سرخرو کر مجھ کو تاجر کے حضور
بہر حق ہو بکر رحمت موجزن
لوٹتے تھے شیخ خاک عجز پر
ہے کھڑا در پہ باآداب تمام
کون ہے پوچھا دیا اسنے جواب
مجھ کو اس رات اے ولی باخدا
دیکھ کر سری کو اسکا جی خوشی
شیخ نے سن مژدہ راحت فزا
میر کو لے ساتھ اپنے با شرف
دیکھا جو صاحب بیمارستان کو
یہ کہ درگاہ خدا میں بے گماں
چاہتی ہے رب کو وہ اور اسکو ب
شیخ کو دیکھا تو تحفہ رو پڑی
حال سے میرے کوئی واقف نہ تھا
بند حکم میں ہے جو ہے مستہر
غیر و شک و جد غصہ و چشم

ہو گیا ہوں فقر سے میں تو تباہ
جو خریدو گے اسے اے بہرہ ور
نے کینزک ہاتھ میں ہے اب نہ زر
کس سے جا اپنی مصیبت کو کہوں
لانا ہوں میں اسکی قیمت بے خطر
روتے روتے شیخ اپنے گھر گیا
جز دعا و گریہ و افغان و بانگ
حال میرا کچھ یہ ہے سب آشکار
مجھ غریب و مفلس و نادار پر
وعدہ کر آیا ہوں نہیں اسی پر ضرور
کر مجھے رسوائی اندر مرد و زن
ناگہاں بٹھو کا کسی نے آکے در
اور شمع روشن لئے ہمہ غلام
ہوں نہیں احمد بن مثنیٰ اے جناب
خواب میں یوں پہنچی ہاتھ کی ندا
جان تو اس کی خوشی میری خوشی
سجدہ شکر حق کی نعمت کا کیا
لیکے تشریف تحفہ کی طرف
بیٹھا ہے آنکھیں لگا لئے چار سو
قرب تحفہ رکھتی ہے یہ قدر شاں
فضل رب کا اسپر ہمہ روز و شب
اور یہی اس سے مناجات اسگھڑی
وصف کا میرے کوئی واصف نہ تھا
ہے یہ بند آسم سے بھی بس سخت تر
بغض و حرص و دشمنی کینہ و خشم

ہر طرف سے اس کے ادھر کرجوم
مرکز عزلت ہو گمانی کی راہ
شب قدر سے قدر کم ہونیکی پوچھ
اگیا تاجر بھی اتنے میں وہاں
شیخ نے پھر پیش کی ہمایان زر
قیمت تحفہ ہے بس اس سے سوا
روکے تاجر نے کہی آخر یہ بات
جانے میری طرف مائل ہے یہ
اب اگر دنیا کی دولت دو تمام
اور جو کچھ ہے سیم و زرا کے سوا
حق کی صفی پرٹا تاجر نے گھر
اور کہا گویا کہ رب العالمین
مجھ سے رخصتی ہو تاگر پروردگار
پاس میرے مال و زحمتنا ہے اب
الغرض دولت لٹا کر میرے
پڑ گیا تحفہ کی برکت کا اثر
عشق کا تحفہ کے اک شعلہ اٹھا
عشق کے دریا میں خود تھی غوط زن
کر لیا اپنا ساسکویک بیک
پکڑے خبر بوزہ سے خبر بوزہ تو رنگ
تو بھی ہو کامل کا بھائی ہم نشین
ہوئے اُن مرغابیوں کے ساتھ ساتھ
گرچہ ہو تو سنگ و آہنی سے تیر
رات اندھیری اور رہی گھٹیاں
خدمت کامل کو کر تو اختیار

آن کر رہے ہے جیسے ابرجہوم
آفت شہرت سے جب پکڑے پناہ
عظمت عزلت کو اسم اعظم سے پوچھ
آنسو و کی سیل چہرہ پر رواں
عرض کی تاجر نے ان کو دیکھ کر
اس سے اسکو کب کروں دل سے جدا
خواب میں حق نے کہا مجکو یہ رات
ہے نہ دیوانی بہت عاقل ہے یہ
کب قبولوں اسکو میں اے نیک نام
وہ بھی میں نے سب فقیروں کو دیا
باندھ لی مولیٰ کے رستہ پر کمر
خوش مرے اعمال سے ہرگز نہیں
مال میرا ہوتا تحفہ پر نثار
خالصا اللہ ویا میں سب کا سب
کہا بار فقر سر پر میر نے

گر تو ان آفات سے چلے پناہ
جسے دیکھی ہو نہ خلوت کی بہار
قدر اور عظمت اگر چاہے ہے تو
شیخ بولے غم نہ کرا یا ہوں میں
میں نہیں دیتا ہوں اس تحفہ کو اب
پھر بڑھائے اور درسم چند بار
یعنی ہے مقبول حق تحفہ ضرور
ہو گیا جب ظاہر اس کا مرتبہ
خالصا اللہ اب میں بالیقین
کو دیا سب کچھ رہ حق میں نثار
میر نے جو حال تاجر کا سنا
جو رہا محروم اس حرکت سے میں
شیخ سے پھر میر بولا بھر کے آہ
چھوڑ کر کہ شمت و جاہ و سر پر
دل سے اپنی سب مرادیں توڑ کر

دامن عزلت پکڑا اور امن چاہ
کیا قدر جانے وہ گمانی کی یار
بیٹھ کر خلوت میں کم کر آپ کو
جس کا تو طالب ہے وہ لایا ہمیں
قیمت اسکی دلیکیا کوئی کب
بڑھتے بڑھتے پہنچے تاجا لیس ہزار
پاس میرے سخوش بیگانہ سے دور
کر سکے کون اسکی اب بیع و شرا
کر دیا آزاد تحفہ کے تئیں
تا کروں حاصل رضائے کردگار
ہاتھ سر پر مار کر رونے لگا
جل گیا سر تا قدم حسرت سے میں
تم رہو اسباب کے میرے گواہ
راہ میں حق کی میں ہوتا ہوں فقیر
باندھ لی مولیٰ کی مرضی پر کمر
کر دیا یکنیت سب کو راہ پر
گھر دے ہمسایوں کے سب ہی جلا
پاس والوں کو بھی لے ڈوبی وہ زن

بیان تاثیر صحبت کاملان و تحریریں صحبت و خدمت الیشال

جو گرے کان نمک میں ہونمک
رنگ عارف کیوں نہ دے پھر چکرنگ
تا وصال حق ہے ہو تو ہم قریں
تاکہ ہو حاصل تجھے آسجیات
صحبت کامل سے ہو عمل و گہر
بے شمع جانا ہلا کی ہے میاں
دین و دنیا کے ہوں تاسب راست کار

خوب کا ہو سنگ و شجر میں جب اثر
ہوئی بس اکثر کامل کی نظر
ہو تو ان شیر و ننگ قدموں پر نثار
خاک سے کم ہے جو ہو خاکی کا یار
ڈھونڈ حق کے یار کو الے مرد کار
بحر مقصد بیکراں اور دور راہ
نانوائی بندہ شو سلطان مباشر

صحبت کامل نہ دے کیوں کر ثمر
سنگ و آہنی جس سے ہو وے عمل و زر
پھر شکار معرفت کا کر شکار
صحبت نوری سے دیکھے سو بہار
تا خدا تیرا ہو بار اور غمگسار
رکھ سناروں پر نگاہ تا ہو پناہ
زخم خوچوں گوی شو جو گاں مباشر

خاک پانے کا ملاں ہوائے سپر
درد کی برکت نے تحفہ کی غرض
اسکی صحبت نے کیا ایسا اثر
تحفہ بند بندگی سے جب چھٹی
سب لباس فاخرہ تن سے نکال
عقل کی چادر کو کر کے چاک چاک
اشک کے دانوں کی لی تسبیح بنا
درد و رنج و غم کو کراپنا رفیق
وقت ہنسنے کا ہے نہ رونے کا اب
اس سے اسپر روتی یا سہستی ہو نہیں
چاہتی ہوں اس سے اسکو خاص تر
جب تک ہو گا نہ دلبر کا وصال
ہو قرار و صبر کب ببل کو آہ
تاند دیکھوں شعلہ رخسار ماہ
تا نجاؤنگی میں اس گلگوں سے مل
گرچہ ہے ہر دم نیا جلوہ وصال
کہہ کے یہ اور اٹھکے بازاری و آہ
شیخ اور تاجر وغیرہ بعد ازین
چھوٹے ہے جیسے قفس سے جانور
روح صالح تن سے جوں فرقت کرے

آزاد شدن تحفہ رضی اللہ عنہا و گریختن اواز خلق

شیر غرائ کی طرح وانسے اٹھی
ٹانگا ٹکڑا لیا اک سر پہ ڈال
عشق کی لی ڈال اپنے سر پہ خاک
اور عصائے آہ ہاتھوں میں لیا
پکڑا شہر نامرادی کا طریق
کر دیا آزاد حق نے تجھ کو جب
واسطے اسکے ہی جاں کھوتی ہو نہیں
دل سے مائل ہوں میں اسپر سر بسر
پائے فرقت میں رہو نہیں پائمال
جب تک دیکھ نہ روئے گل کو آہ
میں رہو نگي غم سے جل جل کر تباہ
غچہ ساں پر خوں رہے گا میرا دل
پر ترقی پر ہے عاشق کا خیال
چھوڑ کر سکو لیا جنگل کا راہ
باہر آئے دیکھا تحفہ کے تنیس
اڑ گئی جھٹ ہونے ہی گھر سے بدر
ٹھہرتی ہے کب وہ جنت سے درے

سہتر اس سے ہے کہ ہو تو تاج سر
کھو دیا ان سبکار و حافی مرض
ہو گئے اکیر سے چوں مثل زر
تن پہ اک کلمی پرانی ڈال لی
ترک دل سے کر دیا راحت کا پاس
منفلسی و فقر کا نوشہ لیا
اور مصلیٰ عجز کا مونڈھے پہ دھر
شیخ ستری نے کہا پھر اس سے یوں
واسطے اپنے نہ روؤں نے ہنسوں
اور رونا اس سے ہے اس پر صرف
جان کو اپنی یونہی کھوؤنگی میں
ہو نہ جب تک بحر تک اس کا گزار
میں رہو نگي خون دل سے اشکبار
جان اور تن کو کروں گی میں فدا
لیک مستحق کی کب تجھتی ہے پیاس
ہرچہ بروے میری بروے بالیست
ہو گئی مثل پری اکدم میں غیب
پر نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا
ماہی بے آب کو دریا کا راہ
کھلتے ہی کھڑکی لیا گلشن کا راہ

رفتن شیخ و تاجر و امیر احمد بن ثنی بہ بیت اللہ و انتقال کردن امیر در راہ مکہ ملاقات شدن

شیخ از تحفہ و انتقال نمودن تحفہ و تاجر

بند کھلتے ہی ہوا مثل ہوا
کر دیا پھر عزم بیت اللہ کا

وہ ہوا صحرائے لقا و دق میں گم
جب نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا

دام میں قید آہوئے وحشی جو نھا
اب نشان اسکا کہاں پاتے ہو تم

<p>چلے پھر تینوں بیت اللہ کو جہاں بھی جان آفریں پر کی نثار کر رہے تھے کعبہ کا طواف یعنی کہتا ہے کوئی بیدل یہ بات شادی دل ہے شب اندوزں کا تو زخم تیرا ہے دوا دل زار کی آہ درد اسکی دوا ہے بے نقیض مثل سیل اشک اس جانب چلا چونکہ اٹھی یکبارگی وہ پارسا جسکے نالہ سے مراد دل خوں نہوا آشنا کے بعد مہونا آشنا پائی پردہ سے تیرے میں سونوا ۲۹ خاک میں غلطاں ہے اسکا تن بدن</p>	<p>جب نہ پایا تحفہ جاں کاہ کو دولت دنیا بھی کر کے سب فنا ایک دن عاشق دل درمیدہ صاف تھا یہ اک مضمون اس نالہ کیساتھ ہے چراغ شب سیرہ روزوں کا تو درد ہے تیرا شفا بیمار کی عاشق حق نت ہے دنیا میں مریض سکے اس سے شیخ مضمون دعا سکے اسدم شیخ کی آواز پا شیخ نے پوچھا کہ تو کون ہے بتا رحم حق تجھ پر ہو ہے حیرت کی جا میں ہوں تحفہ جسکوگی تمنے رہا ہے پڑی اک غار میں وہ خاک تن سرو میں قدم ہوا اس کا خلال قطرہ خوں تھے ہزاروں چشم پر کیا ہوا حاصل تجھے کہ بعد از ان جب سے چھوڑا دوستوں اور شہر کو اسم اعظم سے ہمیں ہو گا عیاں قدر و قیمت پائی میں چھپنے میں یوں خلق سے جدم ہوئی ہوں میں نہا تخت پر اپنی محبت کے بٹھا قربت حق سے ملے است تجھے تھا مرے ہمراہ عرب کی راہ میں حق تعالیٰ کی مرالفت میں وہ شیخ بولے وہ کریم بے ریا</p>	<p>منتفق ہو کر کیا قصد حرم حسرت و درد و الم کا کھا کے تیر شیخ و تاجر پہنچے بیت اللہ میں جس سے خوش انکی پڑا آجائیں اے مرے مقصود اے مطلوب دل دے ہے آگاہی تو جان آگاہ کو تیرے آب و صل بن کب سیر ہو بے ترے دیکھے اسے ہو کب قرار سر بسجود خاکیں ہے نعرہ زن اور کہا اے شیخ سرتی خوش تو ہو جہل ہو بعد علم کے اے نیک خو میں نہیں تحفہ مول لیتے تھے جسے مثل تنکہ ہو گئی ہے سوکھ کر ہے گل پژمرده کانٹے کی مثال مار مردہ کی طرح کا کل نگوں نخل تنہائی سے پائے کیا شمر کریاں کچھ لطف و صف کبریا شب قدر نے چھپ کے پائی کیا قدر خاک سے پاتا ہے جوں ہر تخم پھل ملگیا کان نہاں سے ایک گنج دی ہے اپنے قرب میں مجھ کو جگہ عشق سے اپنے مراد بھر دیا دے تھا جو قیمت میں تیرے زکریئر ہیگا ہمسایہ مرا اندر ہشت آنکھ نے دیکھا نہ کانوں نے سنا</p>	<p>شیخ و تاجر تیرینوں ہو بہم مر گیا ان میں سے رستہ میں امیر میر تو ان سے گیا مراہ میں اک صدا پر درد آئی کان میں اے مرے معبود اے محبوب دل رہنمائی تجھ سے ہے گمراہ کو پیاس تیرے شوق کی رکھتا ہے جو جو کہ غم سے تیرے ہے پراضطرار جا کے دیکھا اک طرف اک خستہ تن سراٹھا کر اس نے دیکھا شیخ کو سن کے بولی لا لہ لا کاھو تم گئے کیا بھول اے سری مجھے شیخ نے دیکھا جو اسکو غور کر ہو گئی ہے زہد سے جیسے خیال ہو گیا قامت الف سے اسکانوں شیخ نے تحفہ سے پوچھا اے قمر تجھ کو تنہائی میں کیا حق نے دیا عرض کی تحفہ نے اے والا قدر میں وہ پایا خاک میں عزت کی دل سیم وزر کے جوں مجھے لے نکتہ سنج لاکھ میں سے اک کرم اسکا ہے یہ دفع درد و غم مرا سب کر دیا شیخ نے اس سے کہا یوں وہ امیر یوں کہا تحفہ نے وہ نیکو سرشت حق نے بخشا ہے اسے وہ مرتبہ</p>
---	--	--	--

تاجر دل خستہ الفت میں تری سکے تحفہ نے دعا لک دی ہیں کر جان مت دی جان اسے رائیگاں چھوڑ کر اے دل یہ رویہ شائگی آگیا تاجر بھی ناگہ اس گھڑی جان دی بیساختہ مثل پتنگ بعد ازاں تنجیز اور تکفین کر رحمت حق ہو جیو شام و سحر بارہ سو تھے اور اسی سال ہجر	چار چشم ہے شوق زیارت میں تری مرگئی رکھ کر در کعبہ پہ سر جان جاناں پر فدائی اسنے جاں سیکھ لے اس زن سے تو مردانگی دیکھا تحفہ کو کہ ہے مردہ پڑی ساتھ اس شمع کے جل کر بید رنگ خاک میں دونوں کو سو نیا سر بسر ان شہید دن کی روان پاک پر ہو چکا جب حضرت تحفہ کا ذکر	ہے طواف اندر تری امید پر دم میں بھر کر سانس ٹھنڈا مر گئی عمر طاعت میں گزار سی یا رکی غم تو اپنا کر نہیں گرتجھ کو غم بیدری سے وہ بھی کر خاک پر دیکھ کر یہ حال بولے شیخ یوں شیخ نے دونوں کا کر گور و کفن رحمت حق ہو سدا ان پر نثار ہو چکی جب مثنوی تحفہ تمام	لگ رہی ہے ہر طرف اس کی نظر عشق کے سب کام پورے کر گئی مرد وار آخر کو جاں بھی وار کی جائے ماتم ہے نہ جس جا میں ہو غم مر گیا تحفہ کے رکھ پاؤں پہ سر انالہ البیہ راجعون بعد راہی ہوئے سنوئے وطن دے جگہ ہم کو بھی رب انکے حواری تحفۃ العشاق رکھا اسکا نام
--	---	--	--

تمت بالخیر

از جناب عالم بودی و فاضل لمعی جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب مدرس اول
بدست آمد

آہ کہ وہ بار مرا یار نہیں آہ جو لے ہے مجھے پھینکے ہے وہیں آہ سنے کون مراد درد و غم آہ مصیبت مری پھر کون سنے	آہ وہ دلبر مراد دلدار نہیں آہ کوئی مجھ سا بھی پس خوار نہیں آہ بجز غم کوئی غم خوار نہیں آہ مرا یار ہی جب یار نہیں	آہ مجھے جس نے لیا پھیر دیا آہ جسے دل دیا پس رنج لیا آہ کہوں کس میں احوال دل آہ اے آنداد نہ کر آہ آہ	آہ مرا کوئی خریدار نہیں آہ کوئی یار وفادار نہیں آہ کوئی محرم اسرار نہیں آہ ہی سر قابل اظہار نہیں
--	---	--	---

غذائے روح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد

کس سے ہو حمد و ثنا اُس ذات کی	کُن سے پیدا جسے موجودات کی	اُس وجود پاک کی ہو حمد کب	جلوہ گر ہے جس سے موجودات سب
قدرتِ حق یہ ہے جس سے درجہاں	ہو گئے دُخرف سے کُن کے عیاں	حکم کاف و نون کے ہوتے ہی ہوا	کُن سے یہ کونین کا نقشہ بنا
ہے منزہ وہ توازن کون و مکمل	اُسکے پُر اوصاف قدرت میں عیاں	یا الہی تو ہے بچوں و جگہوں	راہ اپنی کا مرا ہو رہمنوں
ہے تو ہی پروردگار درو جہاں	ہے تو ہی پیدائندہ انس و جہاں	خوان الوان عام ہے سب پر ترا	شکر احسان پر کروں تیرا سدا
ہم سے طاعت کب تری آوے بجا	ماں مگر ہو لطف کچھ ہم پر ترا	تجھ کو جولا لُق ہے اطاعت اے خدا	ہو لے شاید جب کسی سے کچھ ادا

نعت شریف حضرت سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نام پیغمبر سے اے امداد آ	کر تو اب کام و زباں شیریں ذرا	نام پاک اُنکا ہے احمد مجتبیٰ	میں وہ مقبول جناب کبریا
کس سے ہو لے نعت ختم المرسلین	جز بذات پاک رب العالمین	ذات احمد ہے وہ بحر بیکراں	جسکا اک قطرہ ہے یہ کون و مکان
ذات پاک احمد ہے والشمس والضحیٰ	جسکے بیذرتے میں سارے اولیا	ہے سزاوار اسکو تاج سروری	زیب اُسے ہے خلعت پیغمبری
سرور عالم محمد شاہ دیں	پیشواے اولین و آخرین	حکم اُن کا ہے جہاں میں سر بسر	وہ بہاں آئے ہیں سب سے پیشتر
ذات پاک اُنکی نہ پیدا نہ ہونی کر	ہوتے کب ارض و سماجن و بشر	اُسپر پڑھ امداد تو لاکھوں صلوة	تجھ کو ہو جسکی شفاعت سے نجات
آل اور اصحاب جتنے ہیں تمام	پڑھ تو اپنی سدا پرورد اور سدا سلام		

مدح مبارک ہر چہار خلیفہ و دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم

شہسواران جہاں مردان دیں	چارید مصطفیٰ اہل یقین	اولاؤ بکرم صدیق اہل دیں	دوسرے عادل عمر والا یقین
تیسرے عثمان با علم و حیا	چوتھے ہیں حضرت علی شیر خدا	اور سب اصحاب اُنکے ذی علوم	میں ہدایت کے فلک پر دے نجوم
صدق اور عدل اور شجاعت اور حیا	ہے ان ہی چاروں سے دیکو ارتقا	اُن سے راضی ہے خدائے دوسرا	اور خوش ہیں ان سے حضرت مصطفیٰ
تو بھی جان و دل سے لے لے لے لے	رہ فدا اپنی سدا ہر روز و شب	جو کوئی بد اعتقاد اُن سے ہوا	ہے وہ مردود جناب کبریا

اس داستان میں تبرکاً حضرت پیر و مرشد برحق عارف نور مطلق شیخ المشائخ والا ولیا حضرت مولانا واولا ناقطب میان و آب نور الاسلام حضرت خدو ند میان حیو نور محمد جھنجھانوی

نام سے مرثیہ کے اے امداد آ	دے زبان دل کو آب کچھ ذائقا	سرورِ عالم شہ دنیا و دین	عاشق و معشوق رب العالمین
ماہی دریائے توحید خدا	مظہرِ حق مصدرِ سرِ خدا	واقعہ اسرارِ حق دانائے راز	بے نیاز عالم سے حق سے بانیاز
شاہ دیں سرخیلِ حبلہ اولیا	تاج بخشِ اصفیاءِ اتقیا	پیشواؤ شاہ شایانِ جہاں	مقتدائے جان جانانِ جہاں
رہنمائے زبدہ اربابِ علم	رہبرِ ہر قدوہ اصحابِ علم	حاجی دین متبیں خیرِ الا حم	دافعِ بدعات و کینِ کفر و ظلم
اخترِ جریخ بُدا مادِ عطا	بحرِ علم معرفت نجمِ الہدَا	قبلہ اربابِ داصحابِ یقین	کعبہ عقاد و زہاد اہلِ دین
یعنے پیر اور مرشد اور مولیٰ مرے	حضرت نور محمد نیک پے	حضرت نور محمد اولیا	پیر و مرشد ہیں مرے اور رہنما
ہیں وہ بیشک مظہرِ انوارِ حق	سرسے پاتک مصدرِ انوارِ حق	دیکھ مک جلوہ ذرا اُس نور کا	جس سے ہیں پُر نور یہ ہر دوسرا
سارے عالم پر ہے اُس کا پرتوا	کون سی جا وہ نہیں جلوہ نما	جسکے سر پر خاص سایہ اُس کا ہو	ملک غیبی کا ہو سلطان وہ
خاص جلوے کی چمک جیسپرِ پری	چرخِ غیبی کا ہو ماہِ جلی	چشمِ رحمت سے نظر جس پر کرے	قطرے سے دریا ہو وہ پل مارتے
پرتوا اُس نور کا جس پر پڑا	ہو گیا ذرے سے خوشیدِ ضیا	پرتوؤں کا اُسکے کیا ہو دے بید	ہے ہر اک اُنمیں سے خوشیدِ جہاں
آگے اُنکے ذرے کے ذرہ مثال	ہے وہ خوشیدِ فلک بے قیل و قال	کیونکہ ہیں یہ سب کے سب خوشیدِ جل	اور وہ ہے آفتابِ آسماں
ان میں اُن میں فرق ہے بس بشمار	ان سے حاصل کارِ خیر اور اُن سے یار	روشنی انکی سے ہے دنیا کا کار	نور سے اُنکے ہو حاصلِ ردے یار
دیکھ لے ہے چشمِ دل کی کھول کر	ہر جگہ نور محمد جلوہ گر	چاہئے تجھ کو اگر وصلِ خدا	سایہ نور محمد میں تو آ
عکس سے اُس نور کے تالے سپر	روئے جاناں پر پڑے تیری نظر	الغرض جو راہِ حق مطلوب ہے	جا قدم لے دوڑ میرے پیر کے
گرچہ یاں سے کر گئے ہیں انتقال	فیضِ باطن ہے دے اُنکا بحال	بلکہ سوچنا اس سے ہے نورِ ضیا	کیونکہ پردہ جسم کا بھی اٹھ گیا
اب تو بے شک وہ سرا سر نور ہے	نور ہے سایہ سے بالکل دور ہے	سالِ تاریخ اور تولد اور وفات	اُنکی دونوں مجھ سے سُن اے نیکیات
حب ہوا پیدا وہ نور معرفت	شبلی دورانِ ادہم کی صفت	ہجرتِ نبوی کا اے فخرِ خدہ قال	بارہ سو پر تھا زیادہ ایک سال
۱۲۵۹ سوا ستھ میں کر کے انتقال	اس جہاں سے جائے بازو الجلال	جسکو ہو لے شوق دیدارِ خدا	اُنکے مرقد کی کرے زیارت وہ جا
مولد و مرقد شریف اُن کا سپر	خلق میں روشن ہے جون شمس و قمر	گرنہ آوے تجھ کو کوری سے نظر	پوچھ لے مجھ سے تو اب اے بے خبر
شہرِ چمنجہان ہے اک جائے بُدا	مسکن و ماوا ہے اُس جا آپ کا	مولدِ پاک آپ کا ہے اور مزار	اس جگہ تو جان لے اے ہوشیار
متصل اُس شہر کے اے نیک نام	ہے عجب دلچسپ درگاہِ امام	سید محمود ہے نام شریف	ہے مکمل وہ بس عجیب و بس لطیف
پاس اُس مرقد کے قبلہ رخ بنی	ہے زیارت گاہ میرے پیر کی	اُس جگہ ہے مرقدِ پاک جناب	سر جھکاتے ہیں جہاں سب شیخ و شا
اعتقاد دل سے جو جاوے وہاں	اُسپہ سب اسرارِ باطن ہوں عیاں	دیکھتے ہی اُس کے مجھ کو ہے یقین	اُسکو ہو دیدارِ رب العالمین
کرتے ہی زیارت مزارِ پاک کی	ہو وہیں ظاہر اُسپہ اسرارِ خفی	کیوں پھرے ہے جا بجا سرامتا	سایہ نور محمد میں تو آ

ہونہ ہو قدرت تجھے اُس نور تک ہیں مُرید اور طالب اُنکے بیشمار اُن کا رتبہ کب تجھے آوے نظر طالب صادق ہے جو توائے میاں ہیں خلیفہ آپکے چند اک وہاں صحت اُنکی جان پارس اے فنا دیکھتے ہی اُنکے دم میں اے انہی ہیں خلیفہ اُنکے گرجے بے شمار نیرِ برج کرم ماہِ عطا عالم وزاہد ولی اہل مقام دوسرے شیخ محمد مولوی وصف ان کا ہو سکے کس سے ادا دیکھنے کو حق کے یہ آنکھیں ہیں دو ملک غلیبی کے ہیں دوش و قمر	اُنکے خلفائے توحید امان سے لگ جنکی برکت ہے جہاں میں آشکار ہو رہا ہے تو تو بالکل بے صبر دو پناخانہ کا میں اُنکے نشاں نور سے جن کے ہے روشن سب جہاں جنکے ملتے سے ہوس خالص طلا ستوریں کابُت پرست ہووے ولی لیک انہیں ہیں دو اعلیٰ باوقار گوہرِ دُرج نعم بحرِ سمنا مستی و پارساؤنیک نام علم وزہدان کا ہے عالم پر حلی بحر عرفان کے ہیں دونوں آشنا بے حجاب ہو دیکھ ان سے یار کو نور سے دیکھ اُنکے روئے سمیر اسپہ بھی بچھ تو اگر اندھا رہے	ہیں بہت اُنکے خلیفہ اور مرید لیک اُن کا مرتبہ دیکھے ہے وہ الغرض گرتجھ کو اب منظور ہے راہِ حق تجکو اگر مطلوب ہے فیض اُنکا عام ہے اک خلق پر ہے نگہ میں اس قدر اُن کی اثر ۳۱ طرح کے چھوڑ کر مردانِ مرد اُن میں سے دو شخص ہیں اہل ہدرا صاحب ارشاد و تلقین و مہدرا یعنی ہیں حافظ محمد ضامن اب بحر ہے مواج دونوں علم کا جمع البحرین ہیں عرفان کے دیکھنے کو مصحف رخسار جہاں شمع دو ہاتھوں میں دیدی ہیں ترے قعر گمراہی میں پیشک جا پڑے	پاسکے ہے اُنکو کب تولے سعید چشم بینا دل مصفا جسکے ہو دو پناہ بعضوں کا ان میں سے تجھے قصبہ تھانہ بھون کی راہ لے چھوڑ کر اور جلد لے جا اُنکا در سنگریز جس سے ہوں شک قمر چھانتا پھرتا ہے کیوں عالم میں گرد ماہِ برج معرفت شمس الضحیٰ عاشقِ حق نائبِ خیر النوری فیض کی طالب ہے جن سے خلق سب ظاہری و باطنی باہتسرا جن سے باغِ دو جہاں سرسبز ہے چشم عینک ہیں دونوں یکساں راہ سیدھی آپ تو اب دیکھ لے
---	---	--	--

مناجات بجناب باری تعالیٰ

اُن کی برکت سے مجھے بھی یا خدا میں بھی نواؤں نور کا سایہ ہوں آہ نیک ہوں یا بد بھلا ہوں یا بُرا اپنی رحمت سے بلا یا دور کر دیکھے عزت پھر مجھے مت کرتو خوار تجھ سے ہی شرمندگی بس ہے مجھے ہو کے قائل اپنی تقصیرات سے آہ وزاری سے اٹھا دست دعا نے گدائی تاجداری چاہئے	اپنے کوچہ کا ذرا راستہ بتا دور محکوم ڈال کر مت کر تباہ تیرا کہلا کے کہاں جاؤں خدا پر نچھوڑوں گا کبھی میں تیرا در اور نہ کر ذلت گنہ سے شرمسار پر نہ کر شرمندہ آگے اور کے اب جو آیا ہوں تو مجھ کو بخش دے ماگتا ہوں تجھ سے بھگواے خدا پر ترے کوچہ کی خواری چاہئے	ساتھ کامیرے ہر اک اصل ہوا گرچہ نالائق ہوں بدکار اور بُرا مت اٹھا ذلت سے اس سے کہیں مجھ سے ہیں بندے ترے بے انتہا مت مسلط مجھ پر کہ شیطان نفس شامت اعمال سے اپنے مگر کیا کروں میں غدر تقصیرات کا تجھ کو ہی تجھ سے طلب کرتا ہوں میں کر مجھے یوں اپنی الفت سے دوست	کوئے فرقت میں رہا میں ہی پڑا کفش بردار ہوں مگر اسی نور کا دوسرا در محکوم اب ملتا نہیں پر نہ مجھ کو تجھ سوا ہے دوسرا ہاتھ سے تیرے ہو جو ہوا و بس ایک ملت تک رہا ہوں دور تر تیرے آگے عجز و زاری کے سوا اور کی خواہش نہ اب کرتا ہوں میں جن سے ہو میں سب خیال غیر نیست
---	---	--	--

دکھو بے تیرا ہوئے سدا فکر بے تیرے ہوئے سدا مظہر انوار سے پر نور ہو	تجھ پہ دیوانہ ہوں آنکھوں پہر تیری الفت سے یہ دل معمور ہو ایک دم آرام ناپاؤں کبھی	دکھو بے تیرا ہوئے سدا فکر بے تیرے ہوئے سدا مظہر انوار سے پر نور ہو
شغل ہوئے درد و غم کے جام سے سینہ بریاں چشم گریاں جان بلب درد الفت دے وہ اب دل کو میرے	جو کہ دیکھے مجھ کو دے آنسو بہا آپ کو کھو کر میں پاؤں آپ کو جان بریاں چشم گریاں کر مجھے	شغل ہوئے درد و غم کے جام سے سینہ بریاں چشم گریاں جان بلب درد الفت دے وہ اب دل کو میرے
دے وہ گریہ کو مرے شورائے غفور کر عطا ایسی طیش دل کو مرے خانہ دل کو مرے ویران کر	تاکہ آوے سیر کو وہ گلغدار تاکہ دیکھوں اُس میں دے سیمبر دوست سے کر پُر مریوں لحم و پوست	دے وہ گریہ کو مرے شورائے غفور کر عطا ایسی طیش دل کو مرے خانہ دل کو مرے ویران کر
دوست سے کر پُر مریوں لحم و پوست کو جگہ دلبر کی یوں دل میں مرے ماؤں کا مرض دل سے دور ہو	حرف غیرت کا ہو دے بدر آپ کو میں اپنے پاؤں آپ سے دور ہو حرفِ دوئی ازور میاں	دوست سے کر پُر مریوں لحم و پوست کو جگہ دلبر کی یوں دل میں مرے ماؤں کا مرض دل سے دور ہو
تو ہی تو باقی رہے تن نور ہو	دے رہائی مجھ کو یارب آپ سے ہر گ و پے میں سماوے مثل جاں	تو ہی تو باقی رہے تن نور ہو

اس میں بیان ہے لطف اور احسان کا حضرت مولانا و ہادیان و مرشدان قطب میان
دو آب نور الاسلام حضرت خداوند مملوئی نور محمد قدس سرہ کا کہ اوپر مجھ کا کارہ
بیچارہ بدر راہ روسیہ امداد اللہ چشتی نوری عفا اللہ عنہ کے ہے

جلوہ نور محمد نے اب آ دیکھ کر اُس شعلہ رو کی بہار دیکھتے ہی لالہ رخ کی بھین	دو جہاں سے مجھ کو فارغ کر دیا سہر بن مونس سے مرے نکلے شرار داغ دل سے ہو گیا باغ و چین	جلوہ نور محمد نے اب آ دیکھ کر اُس شعلہ رو کی بہار دیکھتے ہی لالہ رخ کی بھین
تھی شب معراج نے وہ زلف تھی ایک چشم بھی جو اُس سے کھول دوں گر دکھاؤں اُس کا دُر شاہوار	جو تجلی اُس نے پانی نور کی غرق اُس میں دونوں عالم کو کروں دو جہاں کو اُس پہ کڑالوں نثار	تھی شب معراج نے وہ زلف تھی ایک چشم بھی جو اُس سے کھول دوں گر دکھاؤں اُس کا دُر شاہوار
یہ رہے نہ وہ رہے نہ میں نہ تو اس جگہ خاموش رہنا چاہیے لطف و احسان اُس کا کہہ سکتا ہے کب	ہو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہو سہر باطن مت زباں پر لایے سر قلم کا بھی قلم اس جا ہے اب	یہ رہے نہ وہ رہے نہ میں نہ تو اس جگہ خاموش رہنا چاہیے لطف و احسان اُس کا کہہ سکتا ہے کب
خوش زمانہ تھا کہ اس ہجران میں	مجھ پہ جو جو گذرے تھا اُس آن میں	خوش زمانہ تھا کہ اس ہجران میں

ذوق شوق محبت الہی کا بیان

اے خدائے مالک ہر دوسرا بیقراری ہے بہت اے کبریا بن بلائے تیرے اے شاہ جہاں اس دُور نے کر دیا دور اسقدر دور کر کے تجھ سے کثرت کے حجاب پھر میں اپنا اُس کو کر کے راہر بحر وحدت میں یہ جان تھی غوطہ زن قید مستی میں پھنسا تو اس قدر عہد و پیمان توڑ کر اے بے وفا	در در وقت سے مراد دل بے بھرا ڈھونڈھنے تک کہیں جاؤں بتا تجھ تک میں پہنچ سکتا ہوں کہاں آپ کی بھی میں نہیں رکھتا خبر جلوہ وحدت دکھا جبکہ شتاب تجھ تک پہنچوں کہیں اے باخبر کچھ دُور کا تھا نہ واں رنج و محن اصل کی اپنی نہیں تجھ کو خبر جس لئے پیدا کیا تھا تجھ کو یار	تیری دُوری سے بہت بیتاب ہوں تو ہی بتلا آپ اپنی تجھ کو راہ واسطے اپنے ذرا صورت دکھا بحر مدت سے مجھے لا کر یہاں تاکہ قید ماؤں سے چھوٹ کر وہ بھی تو اک وقت تھا اے کبریا ملک میں مستی کے اے انداز عہد و پیمان جو کئے تھے تو نے فلاں وہ کیا ہرگز نہ تو نے اختیار	ریگ پر جوں ماہی بے آب نہول جس سے پہنچوں تجھ تک اے بادشاہ تاکہ جی قید دُور سے چھوٹ جا ڈالایوں کثرت میں اے جان جہاں اصل سے اپنے کہیں پاؤں خبر جز وجود پاک کے کوئی نہ تھا گم کیا ہے آپ کو تو نے بھلا کچھ بھی اُن سے یاد رکھتا ہے یہاں ۴ راہ سے بے راہ تو اب ہو گیا
---	--	---	---

بھائی نے یہ مضمون کتاب نان و علوا کا کہ تصنیف بہاؤ الدین عالی کی ہے جو مطابق اپنے حال کے تھا لکھا

سُن تو اے شکندہ راہ قدیم ہے یہ بلبل یار کے گلزار کی آفریں اے بلبل دستان سے مجھ سے راضی بھی ہے وہ دلبر بتا آفریں اے پیک فرخ فال من ہیں نوا میں کیا تری آتش بھری آفریں اے بدبدر شہر سبا کہہ تو پھر مجھ سے ذرا حال صنم پھر سنا بہر خدا اے نامہ بر مسکن و ماویٰ سے پھر میر سوزا کیوں خفا مجھ سے ہوا وہ بے سبب جس سے تھو تسکین کچھ دل کو مرے ایک دن وہ تھا کہ ہم سے دلبر با	اور اے گم کردہ راہ مستقیم پوچھ باتیں اُس سے اُس دلدار کی آفریں اے قاصد بستان سے اور مانگ بھی ہے کچھ سوئے وفا آفریں اے مایہ اقبال من آگ جس سے یوں مرے دلیں لگی آفریں اے قاصد دلبر با لیکھا تحقیق دل سے رنج و غم زمزم و خیف و مینا سے کچھ خبر دے خبر بہر خدا بہر خدا عہد و پیمان توڑے کیوں کلخت سب وہ بیان کر مجھ سے ہوں قربان گاہ خوش ہوتا تھا اور گاہے خفا	گوش جاں سے سُن تو بلبل سے ذرا آفریں اے بلبل بستان جاں قاصد اجلدی خبر مجھ کو سنا یا ہمیشہ پھر پر مسرور ہے آفریں اے بلبل خوش خواں تجھے سوز دل سے میری با آہ و فغاں آفریں اے طوطی شکر شکن بند کے یادوں کی دے مجھ کو خبر ہے دل و جان دفنوں غم میں مبتلا پھر کہوں کچھ یار بے پرواہ سے کہہ ذرا بہر خدا اک حرف تو ایک دن وہ تھا کہ ہم اور وہ صنم خوش وہ دوراں تھا کہ گاہے از کرم	یار کی باتوں سے یہ کہتی ہے کیا کہ مرے دلدار کی تو داستان کہتا ہے حق میں مرے کیا دلبر با بیج تباہ کچھ اُسے منظور ہے ماسوا سے کر دیا فارغ مجھے ہر کُن مَو سے نکلتا ہے دھواں تجھ پہ ہو قربان میرا جان و تن تاکہ ہوویں مست سب دیوار و در تاکہ تھو میں سُکے حال دل رُبا کس لئے مجھ سے وہ اب ناراض ہے از زبان آن نگار تند خو مثل بوگل تھے آپس میں بہم مارتے راہ و فانیں تھے قدم
--	--	---	---

آخرش اک شب بصد رنج و الم جاں لبوں پر حسرتِ گفتار سے	میں کروں تھا گوشہ میں یادِ صنم دل بھرا نو میدری دیدار سے	سربز انوغم سے اُس کے بیٹھ کر وہ قیامت قامتِ پیمان شکن	کھینچتا تھا دل سے آہِ پُر شرر آفتِ دُورِاں بلائے مردوزں
فتنہ آیام و آشوبِ زماں ناگہاں در سے مرے وہ بے حجاب	خانہ سوزِ صد چوہن بے خانِ ویاں لب گزراں ڈالے ہوئے رخسے نقاب	دیکھتا کیا ہوں کہ وہ مہرِ صنبر زلف مشکیں دوش پر ڈالے ہوئے	خود بخو ہوتا ہے یاں رونق پذیر اور نگہ سے کارِ عالم کا کئے
بے حجابِ پاس میرے آن کر آتشِ فرقت میں تیری دل کا حال	پوچھنے مجھ سے لگا وہ باخبر کیا ہے کچھ تو منہ سے تو اپنے نکال	یہ کہ اے شہیدِ ادل محزون مرے میں کہا اُس سے قسم اللہ کی	دے بلاکش عاشقِ مفتوں مرے جان اب مجھ میں نہ کچھ طاقت رہی
بیٹھ کر اک دم سہرِ بالین پر میں نے تب اُس سے کہا اے خوش ادا	اٹھ گیا بے ساختہ وہ باخبر پھر میں کب دیکھوں گا تجھ کو یہ بتا	ساتھ اپنے لگی یادِ خود پرست یہ لگا کہنے مجھے دیکھے گا تو	عقل و دیں میرا وہ سارا ایک لغت خواب میں اپنے پھر آدھی رات کو

یہ داستانِ بیچ بیانِ تاسف اور ندامت اور صرف کرنے عمر کے بیچ اس چیز کے کہ
کہ نفع نہ دے قیامت کو اور بیچ معنوں اور غرض قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
سُورَةُ الْمُؤْمِنِينَ شَفَاءُ یعنی جھوٹا مومن کا شفا ہے

عمر گزری ساری قبل و قال میں اے ندیم اب کفش پا سے دُور کر	پھنس رہی غفلت سے اس خنجا لیں بہرِ موتی ہے وہ آتشِ جلوہ گر	اے ندیم اب بہرِ حق اٹھ تو سہی دے مجھے اب وہ شرابِ شعلہ زن	کچھ نہیں طاقت ہے اب مجھ کو رہی جس سے جل کر خاک ہو تن اور بدن
اور پلا جلدی سے مجھ کو وہ شراب دے شراب ایسی مجھے اب جلد تر	غیرِ حق ہو جس سے جل کر سب کباب مست ہوں پیئے سے جسکے اس قدر	وہ شراب اب مجھ کو دے تو اے لیب جس طرف دیکھوں اٹھا کر کے نظر	راہِ برہم جو کہ در راہِ حبیب کچھ نہ آوے غیرِ دلبر کے نظر
وہ پلا مجھ کو تو اب بہرِ خدا اٹھ توجہ کر ذرا بہرِ خدا	تا کہ فارغ ہوں ز قیدِ ماسوا کرتا ہے تسبیح اس کی دل مرا	اور مئے خمرِ الحنا ہے لاؤ تم خوفِ مت کرا تو اے صاحبِ شہد	چھوڑ پیا لوں کو لگا دو منہ سے خُم کیونکہ ہے اللہ تو ربِّ غفور
تنگ ہے افسوسِ وقتِ عمر اب علمِ رسمی دُور کر مجھ سے اخِی	حیف ہے صد حیف کھوئی عمر سب عمرِ علمِ رسم میں گزری مری	آہِ صد افسوس یہ عمرِ عزیز علمِ رسمی سارا قیل و قال ہے	کھوئی اپنے ہاتھ سے ہو بے تیز اُس سے کچھ حاصل نہ خطِ او خال ہے
دل کو کرتا ہے یہ مردے سے تبر علمِ کابر تن زنی مارے بود	کچھ نہیں حاصل ہے اس سے جزِ خطر علمِ کاں بردل زنی یارے بود	مولوی کا یاد رکھ پھر یہ کلام ہو گیا حق میں وہ تیرے اثر دہا	دل کو کرتا ہے یہ مردے سے تبر علمِ کابر تن زنی مارے بود
علم سے کر لے صفائی دل کی یار عاشقِ کا حکم حق ہے اور درست	بے وہی پھر تیرا بارِ وغم گسار اور سوا اسکے میں سارے علمِ سنست	طبع کو افسردگی بخشے مدام خرچ تو نے علمِ تن پر کیا	علم سے کر لے صفائی دل کی یار عاشقِ کا حکم حق ہے اور درست
ہو نہ جس دل میں محبت کا اثر ہے خدا کی مار اُس پر بیشتر	ہے خدا کی مار اُس پر بیشتر جسکے دل میں ہو نہ الفتِ یار کی	جسکے دل میں ہو نہ مہرِ گلرِ خاں کہنہ ابنہ ہے وہ پُر ازا سخاں	ہو نہ جس دل میں محبت کا اثر ہے خدا کی مار اُس پر بیشتر

رازِ باطن اس سے کب کچھ پر ہو باز	گو ترے شاگرد ہوں شوخ و خردار	علم رمی گو تو کیسا ہی پڑھے	رازِ باطن اس سے کب کچھ پر کھلے
جو کوئی قربان نہ ہو دے یار پر	اسکے لائق ہے مجھ سے ہوتن سے سر	جو نہ ہو دے مبتلائے ناہ رو	نام اس کا لوح انسانی سے دھو
جس کسی کے ہونہ دل میں مہر یار	اُس پہ لائق ہے کہ ہو یالال کا بار	الغرض اس علم رمی میں اخی	کھو چکا تو عمر اپنے کام کی
علم دیں ہے فقہ و تفسیر و حدیث	جو سوا اس کے پڑھے ہو وہ خبیث	عمر سے تیری کوئی پوچھے اگر	سات دن باقی ہیں اس میں شک نہ کر
میں تو اس پہنتے ہیں اے مرد خدا	اب پڑھے گا علم بتلا کون سا	فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم	ہندسہ یا رمل یا اعداد و رسوم
یہ علوم اور یہ خیالاتِ صورت	فضلہ شیطان ہے یہ سنگ پر	جو ہو دل خالی ز عشقِ دلبران	سنگِ استیجا شیطان اس کو جہاں
دل کو علم عشق سے خالی اگر	دیکھتا ہے بے حیا ملک غور کر	سنگِ استیجا شیطان ہے وہ دل	دل نہیں پر ہے سرشتِ آب و گل
حیف ہے رکھتا ہے جو تولدِ دغل	سنگِ استیجا دیو اندر بغل	لوحِ دل سے فضلہ شیطان دھو	اے مدرسِ درسِ عشقِ سہم بگو
چند خوانی حکمتِ یگانیاں	حکمتِ ایمانیاں راہم نجواں	پڑھے چکا تو حکمتِ یونیاں	حکمتِ ایمانیوں کو بھی توجہاں
علم معقولات بے بنیاد ہے	مغز کو خالی کرے گاتا بکے	بحثِ نحو صرف میں کی عمر صرف	اب تو فضلِ عشق سے پڑھیکِ تحریف
دل کو روشن کر بانوارِ جلی	کیوں بنا ہے کاسہ لیس بوعلی	فخر رازی اور اسطوبوعلی	ہیں یہ باطل اور ان کے علم بھی
ان کو جو پڑھتا ہے تولدِ زشت خو	خوک اور کتوں کا جھوٹا کھانا تو	سرورِ عالم شبہ ہر دوسرا	کہتا ہے مومن کے جھوٹے کو شفا
سورارِ سطا لیس سورِ بوعلی	کب شفا حضرت نے فرمایا اخی	جھوٹے میں مومن کے ہوتی ہے شفا	کافروں کا جھوٹا ہے زہر اور بدلا
کھالیا ہے زہر اگر تو نے ذرا	جا کے کھانزاق تا ہو دے شفا	سینہ اپنا جا کے تو صد چاک کر	دل کو تو آلودگی سے پاک کر
کب تک فسوسِ زاری بشمار	شرمِ کرمی اور نبی سے اب تو یار	کب تک یہودگی سے گفتگو	تو کریگا اب بتا اے زشت خو
کب تک اس فکرِ باطل میں جھلا	تو رہے گا مبتلا اے بے حیا	فکر اس کی کر جو تیرا یار ہو	درد و غم کا تیرے حافی کا رہو
سُن دف و ن سے وہ گلِ مردِ عرب	کہتا تھا کیا خوب از روئے طرب	گوشِ جاں سے سُن ذرا اے نیکو	قولِ اکِ مردِ عرب کا چھ سے تو
تھا عرب میں ایک مرد خوش ادا	عشق سے رکھتا تھا وہ کچھ ذائقا	ایک دن فرحت سے وہ بے رنج و غم	دائرہ اور نے بجاتا تھا بہم
اور کہتا تھا یہ خوش الحان سے	یعنی اسی مضمون کو جی جان سے	ہو دے تم قوم اے مردانِ کامل	مدرسہ میں رہ کے یوں لیل و نہار
کچھ کیا حاصل نہ تم نے زینہار	جز خیال اور وسوسہ لے نابکار	جو کہ کرنا تھا کیا تم نے نہ کام	عمر باتوں میں گئی ناحق تمام
جتنی حق و لائق بنی یہ عمر عزیز	تو نے کھوئی رائگاں اے بے تمیز	پر کبھی تم نے نہ ذکر اس کا کیا	جس نے یہ تم کو دیازہن و ذکا
ذکر میں اور فکر میں غیروں کے آہ	جان اور تن کو کیا ناحق تباہ	چھوڑ کر کے تم نے کوچہ یار کا	لے لیا ہے آہ رستہ نار کا
ہے تمہارا ذکر و غیر الحبیب	کچھ نہیں غنی میں اب تم کو نصیب	لوحِ دل سے دھوا سے اے سنگدات	علم جو دیوے نہ عقی میں نجات
ساقیا یک جرعه از جامِ قدیم	دے تو اب امداد کو بہرِ کرم	تا کرے شق پر دہ پندار کو	یار کی آنکھوں سے دیکھے یار کو

یہ داستان بیچ قطع علائق اور گوشہ نشین ہونے خالقی سے ہے

جسکو دے توفیق رب العالمین	ہو وہ قیل وقال سے عزت گزین	تجک خلوت میں ہے عزت اے فتنا	اختلاط خلق سے ڈھونڈے ہے کیا
جو ملے گوشہ سے عزت بر ملا	خلق کے ملنے سے پھر حاصل ہے کیا	دامن عزت سے پامت کر بدر	کیوں پھرے ہے چوں گدایاں در بدر
گوشہ خلوت میں تو بیٹھا اگر	پھر قدم ہرگز کبھی باہر نہ کر	جو تو دیو نفس سے پاوے اماں	جا پری کی طرح سے ہو جانہاں
جس طرح پریاں جو رہتی ہیں چھی	دیو کے ہاتھوں سے رہتی ہیں بچی	اس طرح جب دور ہو تو خلق سے	نفس اور شیطان کے ہاتھوں سے بچے
کب حقیقت سے کھلے گا تجھ پہ در	تو مجازی سے نہ گذرے گا اگر	ہو دے حاصل کب تجھے راہِ خدا	جب تلک چھوڑے نہ دینا کامزا
جو تو چاہے عزت دنیا و دیں	خلوتے از مردم دنیا گزین	جس نے پایا کچھ بھی خلوت کامزا	ہو گیا وہ دو جہاں کا پیشوا
جب ہوئی پوشیدہ سب سے لیل قدر	ہو گئی وہ رشک صد خوشید و بدر	چھپ رہی ہے جو شب قدر اے فتنا	اسلئے مقبول ہے پیش خدا
ہے نہاں جو اسم اعظم اسلئے	سارے ناموں کا وہی سردار ہے	ہو تو گر عالم سے پنہاں اے ولی	لیل قدر اور اسم اعظم ہے تو ہی
بیٹھ جا گوشہ میں اے فرزانہ مرد	اور جمیع ماسوا اللہ سے فرد	گنج مقصد ہے بی خلوت اے سپر	لیک علم اور زہر ہو ویں جمع گر
علم بن منت بیٹھ گوشے میں فتنا	اسمیں ذلت ہے تجھے بے انتہا	اور بُرا ہے علم بھی بے زہر کے	تو سمجھ اس کو ذرا اے نیک پے
	اسپہ یاد آیا مجھے قصہ لطیف	غور سے سن اسکو اے مرد شریف	

حکایت ایک عابد جاہل کی کہ غار میں رہتا تھا اور حوان دنیا دار کی

تھا کسی جا ایک مرد خوش خصال	عالم و فاضل ولی صاحب کمال	عالم و زاہد سخی اہل کرم	متمنی و پارسا و محتشم
رکھتا تھا گھر میں وہ اپنے کلب سپر	صورت ظاہر میں مانند قمر	گر چہ ظاہر میں تھا از بس خوب رو	لیک باطن میں تھا بد اور زشت خو
ناخلف تھا حد سے زیادہ وہ سپر	رہنچ تھا اس بات سے اس شہر	الفتر پدری سے پر اے نیک پے	علم کی تعلیم کرتا تھا اُسے
اپنی کم بختی سے لیکن وہ سپر	بھاگتا تھا پڑھنے سے ایدھر اُدھر	کرتا تھا صحبت بد و نکی اختیار	نیک باتوں سے اُسے آتی تھی عار
کہتا تھا جس بات سے اُسکا پدر	کرتا تھا برعکس اُس کے وہ سپر	آخر ش اک روز تنگ ہو کر کہا	باپ نے اُس کے کہ سن اے بیجا
جو کہ تجکو لکھنا اور پڑھنا نہیں	دور ہو جا پاس سے میرے کہیں	میں نہیں دیکھا ہے تجھ سا ناخلف	گاؤ خیر بھی تجھ پہ رکھتے ہیں شرف
ایسے نالائق سے کیا امید ہے	دین و دنیا میں نہ کلام آوے مرے	دور ہو گھر سے نکل اے بیجا	نو کری کر جا کہیں اور کھا کھلا
بے حیائی سے یہ بولا وہ سپر	ہے خوشی میری بھی یوں ہی اے پدر	عرض کی اُس نے کہ حضرت خوب ہے	جلد تجھ کو آج رخصت کیجئے
ایک گھوڑا خوب مالے دیکھے	اور خرچ راہ کچھ دید کیجئے	تا کے جب تک میں کہیں نوکر نہ ہوں	قوتِ بصری اُس سے میں اپنی کروں
سکے اُسکے باپ نے پھر جلد تر	کر دیا تیار اسباب سفر	ایک گھوڑا جو کہا تھا لے دیا	اور خرچ راہ بھی کچھ دے دیا
اور کپڑوں کے کئی جوڑے بنا	ساتھ اُسکے کر دیے اور یوں کہا	جا تر حافظ خدا اے بد گھر	پھر قدم ہرگز نہ رکھیو تو ادھر
ہو کے رخصت باپ سے راہی ہوا	پھر نہ منہ اس طرف کو اُس نے کیا	شہر شہر و در بدر پھرنے لگا	نو کری کی جستجو کرنے لگا

رفعتہ رفتہ آخرت وہ نوجوان	اک شہر کے بیچ پہنچا ناگہاں	کہتے ہیں اُس شہر میں تھا اک امیر	صاحبِ حشمت امیر بے نظیر
اُس امیر نیک کی اے خوش ادا	نوکری کا تھا قلم جاری سدا	دے تھا عرضی نوکری کی اُسکو جو	اُسکو نوکرا پنا کر لیتا تھا وہ
عرض کی اُس نے جوں ہی جا کر کہا	نام اُس کا جھٹ سوار زمیں لکھا	ایک مدت تک سوار زمیں رہا	ہوتے ہوتے عہدہ پھر بڑھنے لگا
پھر جو کی قسمت نے اُسکی یادری	فوج ساری کا ہوا افسر بھی	چند عرصہ میں ہوا وہ نوجوان	صاحبِ حشمت امیر کا مراں
عیش اور عشرت میں وہ رہنے لگا	بے غم و بے رنج و بے محنت سدا	ایک مدت تک رہا اُس رتبے پر	جب تک چاہا خدا نے وہ پسر
اُس پسر کی جس گھڑی اے نیک نام	عیش و عشرت کی ہوئی مدت تمام	کی قضائے جو نظر نوعِ دگر	دم کے دم میں ہو گیا زیروزبر
نے رہا لشکر نہ وہ فوج و سپاہ	نہ وہ دولت نہ وہ حشمت نہ وہ جاہ	نہ قلعہ نہ محل نہ وہ بارگاہ	دم کے دم میں ہو گیا بالکل تباہ
پھر تا تھا صحرا بہ صحرا در بدر	فقر و فاقے سے وئے خستہ جگر	پھرتے پھرتے الغرض باسوز و درد	اک شہر کے بیچ جانکلا وہ مرد
دن کو تو اُس شہر میں پھرتا رہا	رات کو جا ایک مسجد میں پڑا	تا مسافر جان کر اُس شخص کو	دے کھلا کھانا کوئی مردِ نکو
الغرض کی رات مسجد میں بسر	ہو گئی اتنے میں صبح جلوہ گر	صبح ہوتے ہی وہ مرد بے نوا	باہر آ مسجد کے در پر ہو کھڑا
سوچنے دلیں لگا اپنے جواں	یا الہی اب تنہا جاؤں کہاں	تھا اسی حالت میں وہ مردِ گدا	دیکھتا کیا ہے کہ اک خلقِ خدا
پہن کر پوشاک اور گھر سے نکل	جاتی ہے جنگل کو دوسری بے خللی	اپنے اپنے گھر سے ہر اک مرد و زن	جانبِ صحرا رواں ہے بے محن
اس جواں کے دلیں یہ آیا خیال	دیکھ تو تو بھی ذرا چل کر کے حال	ہو رہا ہے آج صحرا میں یہ کیا	بے محابا جو ہر اک جاتا ہے چلا
کہہ کے یہ اور اٹھ کے وہ مرد خدا	ساتھ اُن لوگوں کے آخر ہو گیا	عنقریب اُس شہر کے اک کوہ تھا	اس میں اک درویش رہتا تھا سدا
غار کے اندر ہی اندر وہ گدا	رات دن کرتا عبادت کو ادا	حق تعالیٰ اُسکو قدرت سے مدد	بھیجتا تھا اُسی جا پر طعام
اسلئے اُس غار سے باہر نہ	وہ فقیر ہر گز نہ نکلے تھا کبھی	اُس کا بعد اک سال کس معمول تھا	غار سے باہر نکل کر بیٹھتا
تھا معین ایک دن ہر سال میں	باہر اُس دن آتا تھا ہر حال میں	کوہ کی چوٹی پہ جا کر بیٹھتا	آپ کو دکھانا سب کو دیکھتا
خلق اُسکے دیکھنے کے واسطے	جمع ہوتی تھی تلے اُس کوہ کے	منزلوں سے آتی تھی خلقِ خدا	اُسکی زیارت کیلئے اُس دن سدا
تھا وہ دن عالم میں گویا روزِ عید	واں کا جانا سمجھے تھا ہر اک سعید	اور کچھ خیرات بھی کرتے تھے واں	لائق اپنے ہر کبیر و ہر جواں
الغرض اُس دن اُسی معمول پر	جمع خلقت ہو رہی تھی بیشتر	یہ جواں بھی تھا وہیں حیراں کھڑا	دیکھے ہوتا ہے یاں کیا ماجرا
اتنے میں اک شور خلقت سے اٹھا	آئے حضرت سامنے دیکھو ذرا	دیکھ کر درویش کو اُس کوہ پر	دور سے کرتا تھا زیارت ہر بشر
اور طلب کرتے تھے اُس درویش سے	بس دُعا لے خیر سب چھوٹے بڑے	اپنے اپنے مدعا کے واسطے	لوگ اُس سے ہی دُعا کرواتے تھے
اور درویش بھی بالتمنا	اُن کے حق میں مانگتا حق سے دُعا	الغرض اُس دن صبح سے تابشِ شام	تھا رہا اُس کوہ کے گرد اڑدھام
شام کے ہوتے ہی وہ پیر بُدا	اٹھ وہاں سے غار کے اندر گیا	خلق ساری اپنے اپنے گھر گئی	رہ گیا واں وہ جواں اجنبی
سوچنے جی میں لگا اپنے جواں	میں بھلا لے دل تنہا جاؤں کہاں	آدمی ہر ایک اپنے گھر گیا	تو کر گیا شہر میں جا کر کے کیا

پڑ پڑ ہاجنگل میں تنہا خاک پر اٹھ کے اُس درویش کی خدمت میں چل اور ساری خلق سے بس دور رہ دشمن اُنکا ہے بلا شک دوزخی ٹھو کریں کھانا پھرے ہے در بدر دولت دنیا پہ تو مائل نہ ہو جا کے قدموں پر پڑا درویش کے ہے مجھے مطلوب اب راہ خدا گر یہی منظور ہے تو رہیں خدمتی محروم اب جاتا نہیں کی خودی جس نے رہا محروم وہ آپ کو سمجھے تھا عالم اور ولی رہتا ہے جاہل سدا رحمت سے دور جاہلوں پر ہو غضب حق کا ضرور جاہلوں کی ہو دے صحبت مثل آگ عاقبت اُسکا ٹھکانا نار ہے قبقہ مارے ہر اک پیر و خواں اُسکے کہنے پر عمل کرنے لگا پاس اُس درویش کے اے بہرہ ور اُس خواں سے وہ فقیر بینوا عرض خدمت میں کروں میں صاف انکھ پر ہے موم کی ٹکیا لگی اُسکے رکھنے کا سبب بتلائیے جب کہ کی میں نے فقیری اختیار گو وہ کیسا ہی ذلیل ہو اور خوار نفس نے اکبار کی خوشبو طلب	کہہ کے یہ اور ہاتھ رکھ کر زیر سر کیوں پڑا تنہا یہاں اے پُر خل صحبت درویش سے مسرور رہ دوست درویشوں کا ہووے جنتی واسطے دنیا کے کیوں اے پیجر آخرت کے کار سے غافل نہ ہو اعتقاد دل سے وہ اے نیک پے عرض کی اُس نے کہ اے پیر بُرا یہ کہا درویش نے اے نوجواں بے کئے خدمت کوئی پاتا نہیں جس نے خدمت کی ہو ا مخدوم وہ جہل سے اپنی وہ درویش غبی جہل سے دلیں نخوت اور غرور ہو سکے جتنا تو رہ جاہل سے دور تیر کے مانند تو جاہل سے بھاگ جہنمک زندہ ہے جاہل خوار ہے جہل کا اُسکی کرو نہیں گریباں پاس اُس درویش کے رہنے لگا ایک مدت جب گئی اُس کو گذر ہر طرح کی گفتگو کرنے لگا ہو جو گستاخی مری اسدم معاف عرض کی اُس نے کہ یہ جو آپ کی دوسرے یہ ناک میں بتی جو ہے یہ کہا درویش نے اے یار غار میں کرونگا نفس کے برعکس کار ناک کی بتی کا سُں مجھے سبب	صبح کو پھر دیکھے جو ہو سو ہو دلیں اُسکے یہ خیال آیا وہیں کر تو درویشوں کی خدمت اختیار دشمن ایشان سزائے نعمت ست سیکھ کچھ راہ خدا لے بے ادب اتراک دن یار مہ جانا تجھے غار کی جانب چلا گھوڑ کی چال کیا ترا مطلب ہے کہ مجھے بیاں راہ حق بتلائیے میرے تیل نا ترا مقصود بر لاوے خدا ہر کہ خود را دید او محروم شد ایک دم میں تجھ کو گرد و لگا ولی جہل کفر و شرک کی بنیاد ہے آدنی جاہل بھی کچھ انسان ہے صحبت جاہل نہ کرنا اختیار آخرت میں اُسکا ہوا انجام بد غیر کو ناحق کیا یار و تباہ پڑ پڑا خدمت میں اُس درویش کی جان و دل سے جھٹ وہ کرتا تھا سامنے اپنے بٹھایا باخوشی عرض کی اُس نے کہ اے فرخندہ خو جو ترا دل چاہے کہ مجھ سے بیاں دور کیوں کرتے نہیں ہو انکھ سے تاکہ ہو موقوف دلکا پہنچ و تاب جب تک باقی ہے میرے جی میں جی بر خلاف نفس کرتا ہوں سدا	کر لے جیوں توں یہاں اس رات کو جب گئی تھوڑی سی رات اے تیل گر تجھے کچھ عقل ہے اے ہوشیار حُب درویشان کلید جنت ست چلکے اُس درویش کی خدمت میں اب کیا ہے حاصل رنج لیجانا تجھے دلیں اپنے پختہ کر کے یہ خیال دیکھ کر درویش بولا اے خواں اور مجھ کو چاہیے ہے کچھ نہیں میری خدمت میں رہا کرتا ہوا ہر کہ خدمت کر دو مخدوم شد جو مجھے خدمت پسند آئی تری جہل سے بدتر نہیں ہے کوئی شے جہل تن میں اک بلائے جان ہے تو بھی لے امداد اگر ہے ہوشیار ہو یہاں جاہل سے اکثر کام بند جہل سے اپنے گدا نے آہ آہ الغرض پھر وہ خواں با صد خوشی جو کہ فرمانا تھا پیر اُسکے تیل ایک دن درویش نے اس کو اخی اُس خواں نے خوش جو یا یا پیر کو یہ کہا درویش نے اے نوجواں اس کو تم وقت وضو اور غسل کے دونوں باتوں کا مجھے دیجئے جواب یہ کیا تھا عہد میں نے اُس گھڑی اس سبب رات دن میں بر لا
--	--	--	---

یوں کہا کہ روزِ مجھ سے نفس نے
تاکہ آوے نفس قابو میں تمام
بند میں نے آنکھ کو یوں کر بیا
اسلے کافی ہے مجھ کو ایک بھی
اس قدر ٹکیا جمائی موم کی
عالم و فاضل ہے پر میرا پدر
اس جنابت سے نہ ہو گا پاک وہ
اور تیرا عضو سارا اے عزیز
دوسرے یہ ناک میں تیرے اڑی
اسکے اوپر آپ کو آبِ اے فقیر
اس طرح کے زہد و تقویٰ اسے ترے
زانوں میں رکھ کر کے سراپنا فقیر
ایک عرصہ تک تامل میں رہا
اٹھ سیباں سے کر کے نو بجہ تیر
الغرض نہادھو کے اٹھ کر بانیاز
وہ تجلی اس گھڑی حاصل ہوئی
علم دی جا کر کے پڑھ تو شہر سے
اُس جواں نے سنتے ہی جھٹ بڑلا
ہو گیا درویش پھر تو بے خلل
ہونا علم اور زہد آپس میں بہم
زہد وہ ہے جو اکھاڑے پنج سے
بہ ہوس دل سے ترے باہر کرے
ہمما یحشئ ہے اُکی شان میں
خَشْيَةُ اللَّهِ کو نشانِ علم جان
یعنے فرماتے ہیں یہ حضرت نبی
ﷺ یہ اشارہ ہے طرفِ آیتِ ۲۱
عطرِ مجموعہ کا مجھ کو چا ہے
ایسے ایسے کیلئے کرتا ہوں کام
حق کی نعمت میں نہ ہوا سرف تا
گرچہ میں نے بند کر لی دوسری
حشر تک ہرگز نہ اترے گی کبھی
اُس سے میں اکثر سُنی ہے یہ خبر
گو کرے تنو باتن کو شست و شو
خشک رہتا ہے سدا کرتے تیز
ایک تہی گوہ کی جو حد سے سڑی
کہتا ہے تو صاف پاک اور بنظیر
یہ تیرا خادم بہت حیران ہے
مارے خوفت کے ہوا ایسا حقیر
پھر یہ اپنے دل سے اُسے یوں کہا
اس جنابت کو بدن سے دور کر
کی ادا اُس وقت جو اُس نے نماز
پہلے اُس سے جو نہ دیکھی تھی کبھی
پھر سکھایا کہ یہاں آ کر مجھے
جو کہا تھا پیر نے وہ ہی لیا
عالم و زہد و قی بے بدل
رکھ سکے کبرہ میں عزت کے قدم
ماسوا دبر کے دلیں جو ہے شے
اور دلیں خوف و ڈر ظاہر کرے
کہتا ہے حق دیکھ لے قرآن میں
ہمما یحشئ قرآن میں پڑھ جواں
جاتا ہوں میں جو تم جانو کبھی
ہمما یحشئ التَّوْبَةُ الْعِلْمُ
میں نے بدلے عطر کے لیے پسر
اور میں تو دوسرا مجھ سے یہ اب
کیونکہ دوسرے دیکھتے ہیں جس قدر
بند کی ہے آنکھ میں نے اس قدر
سُنکے یہ باتیں جواں نے یوں کہا
غسل کرنے سے جنابت کے کبھی
کیونکہ دھونا فرض ہے گا جسم ب
یعنی تیری آنکھ ساری دیکھ لے
کس طرح تیری نماز ہو دے دست
ایسے عملوں سے خدا دیوے پناہ
سُنکے یہ باتیں جواں سے وہ گدا
شیر کے آگے ہوں جوں وہ باہر پیر
کر کے تو انصاف اے دلِ اب ذرا
غسل کامل اور وضو کو چست کر
وہ مزہ اور خط اُسے حاصل ہوا
ہو کے نادم پہلی باتوں سے بلا
شرم آتی ہے بڑھاپے سے مجھے
سیکھنے سے علم کے اے بہرہ ور
ہو گئے جب علم اور زہد ایک جا
علم ہے جو راہ دکھلا دے تجھے
جو جو ہے دلیں سو حق کے بھرا
ڈرتے ہیں حق سے وہ مردانِ خدا
یعنے مجھ سے اب بہت ڈرتے ہیں وہ
دل کو علم خوف سے آباد کر
ذکر کیا منسنے کا بلکہ بڑلا
یعنے خدا کے بندوں میں علما ہی خدا سے ڈرتے ہیں ۱۲۔

ساقیا وہ جام اب مجھ کو پلا
 ہلکتے ٹکڑے جس سے ہو سینہ مرا
 در در غم سے کر کے پُر اک جام لا
 جلد دے امداد کے منہ سے لگا
 تاکہ دریا رجادل میں سما
 در در سے ہو در اُسکے کی دوا
 علم کان بہ رِیاض و باغ بود
 ہجوم مردوز و راجہ راغ بود
 اس داستان میں مذمت اُن علماء کی ہے جو مشابہت رکھتے ہیں امراء کی اور دُور

رہتے ہیں فقراء سے

فقر سے ہو علم کو زیب اے پسر
 علم کی عزت بلا شک فقر ہے
 فقر و فاقہ عالموں کا خیر ہے
 مومنوں کا فقر نبی معراج ہے
 حشمت و مال و منال دنیوی
 تو کریگا زیب و زینت خوان کی
 جز فریب و مکر کے ہو جمع کب
 جو کی روٹی اور کچھ دال مسور
 جمع ہو کیونکر یہ از وجہ حلال
 ہو بیستہ بے شبہ کیونکر بھلا
 اور کھانا پھر نہ ہو اس طرح کا
 یہ تن آرائی و یہ تن پروری
 خاک کھا اور ڈال تو دان تو نیچاک
 نور عرفاں دے وہ پیروں کرے
 اندر اندر جس طرح لکڑی کو گھٹن
 اُسکو لیکر حضرت ابراہیمؑ پاک
 اور گاؤں پر خ سے بو ناکرے
 آہن نو سے اگر دانتی بنے
 باخوشی کوثر کے پانی سے اخ
 لکڑیاں طوبی کی جھٹ بے قال قیل
 نوچ کے تنور میں اے نیک پے
 پر نہ اُس لقمے کا کچھ جاوے خلل
 فقر سے ہو زیب اے پسر
 علم کی عزت بلا شک فقر ہے
 فقر و فاقہ عالموں کا تاج ہے
 علم کا نقصاں ہے حضرت مولوی
 اور کب تک مرغ و ماہی سے اخ
 اس قدر مال و منال اے بادب
 اُس میں بس اتنا تکلف ہو ضرور
 اور تیرا اس قدر مال و منال
 نان و حلوا قند و شکر قورما
 علم دیں سے یوں کرو جھنڈا کھڑا
 آخر ش مجھ کو کرے دیں سے بری
 ایک لقمہ بھی جو کھاوے شبہ ناک
 تجھ کو مال و جاہ پر مفتوں کرے
 ایسا لقمہ دین کو یوں کھاوے سُن
 یعنی اک دانہ اگر ہو شبہ ناک
 تخم اُسکا ڈالے اپنے ہاتھ سے
 اور اُسکے کانٹے کے واسطے
 اور گوندھیں اُسکو حوریں جنتی
 اور جلاویں لاکے حضرت جبرائیلؑ
 اور پکاویں حضرت مریمؑ اُسے
 کرچہ اُس پر ایسے ایسے ہوں عمل

فقر سے ہو زیب و زینت علم کی
 حشمت دنیا ہے ذلت علم کی
 اُسکو اسباب جہاں سے زیب ہے
 ہو گا تو آراستہ اے نامور
 ہو بیستہ کب تجھے یہ از حلال
 آوے کب کچھ ہاتھ میں مال حلال
 اسی زیادہ ہو نہ پھر تجھ کو کھو
 مسند و تکیہ و خانہ زر نگار
 عالم و فاضل ہیں ہم بال تقا
 تاکہ ہو تو نرم پوش اور خوش خوراک
 سب یہ گرد نہیں پڑ نیکی طوق بن
 زہر قاتل ہو ترے حق میں تمام
 دین اور ایماں ترا کھاتا ہے یہ
 شبہ کے لقمے کو سُن مجھ سے اخ
 بودی کبے کے حرم میں بر ملا
 حضرت ابراہیمؑ آکر پے بہ پے
 حجر اسود سے بنا کر آسیا
 فاتحہ یا قلی ہو اللہ اُحد
 حضرت عیسیٰؑ نبی محترم
 اُسکے ہر لقمے پہ بسم اللہ ہزار
 وہ خباثت اُسکی ہو پھر آشکار

آخرش خاصیت اُس کی جب کھلے	وہ ہی نغمہ زہر ہو تجھ کو لگے	راہِ طاعت میں تجھے ہیجاں کرے	خانہ دیں کو ترے ویراں کرے
راہِ جنت کی چھڑا کر بے خلاف	راہِ دوزخ کی تباہی تجھ کو صاف	دردِ دیں کا ہے تجھے اپنے اگر	جلد اُسکا کر علاج الے بے خبر
ورنہ ہو گا دین تیرا سب تباہ	کر علاج اسکا ذرا سہرا آہ	کر کے محنت اور مشقت با کمال	جا کے پیدا کر تو کچھ قوتِ حلال
اس نہواؤ حرص سے تو درگزر	کر قناعت پیشہ مت پھر در بدر	جو نہ ہووے جامہ اطلس تجھے	تن کے ڈھکنے کو ہے کملی بس تجھے
ہو نہ گر کنجاہ و محمل گلبدن	اک گزی کافی ہے طھکنے کو بدن	نان و حلوا تو مر زردا پلاؤ	اور بریانی متجنجی نان پاؤ
ہوں نہ بہ کھانے اگر بافتد و مشک	تجھ کو کافی ہے پیاز و نان خشک	سو نے چاندی کے نہ ہوں برتن اگر	مٹی کی صحنک بھی کافی ہے مگر
اور نہ ہووے گر پیالہ زرِ ناب	کف سے پی سکتا ہے اپنے یار آب	اور سنہرے آنجور لے کر نہ ہوں	پی سکے ہے یار پانی چلوؤں
اور نہ ہو دیں اسب گزریں لجام	پا پیادہ چل سکے ہے چند گام	گھوڑا ہاتھی اونٹ خچر جو نہ ہو	چل سکے ہے پا پیادہ یار تو
جو نہ ہووے دور باش از پیش و پس	دور باش نفرتِ خلق از تو بس	یعنے گر ہو دیں نہ تیرے باوقار	آگے اور پیچھے نقیب اور چو بدار
اس سے بہتر ہے کہ تجھ کو ضرور	سارا عالم ہر طرف سے دُردور	اور نہ ہوں گر خانہ لائے زر نگار	کر سکے ہے زندگی در گنج غار
ہو نہ گردِ الان کو ٹھٹھا کو ٹھڑی	رہنے کو کافی ہے خس کی جھوٹری	اور نہ ہو دیں فرش گر از شمشیں	بورے کہنہ پہ ہو گوشہ نشیں
محمل و دیبا کا تکیہ گر نہ ہو	رکھ کے پتھر سر کے نیچے یار سو	واسطے داڑھی کیکر کنگھی نہ ہو	انگلیوں سے کنگھی کر سکتا ہے تو
اس جہان میں ہے تو چند اک روز کو	بن کے پھل سے گر سب اوقات کو	الغرض جس چیز کا چاہے یہاں	ہو سکے ہے اُسکا بدلہ بیگیاں
جس کا چاہے تو جہان میں ہو غرض	تجھ کو حاصل اُس کا بدلہ ہو غرض	اور جہان میں بے عوض ہے جان تو	قدر اپنی عمر کی پہچان تو
عمر کا بدلہ نہ ہو سکتا ہے یار	اسکو ہاتھوں سے نہ کھو ہوشیار	ساقیا مہرِ خدا وہ جام دے	چھوٹ کر حرص و ہوا کی قید سے
	تا کرے امداد جا کر بے محن	یار کے کوچے میں قرباں جان و تن	

بیان چیزوں مختصر متفرق کا اور بیچ اشارہ قولہ تعالیٰ کے

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذَابُحُوا لِقُرَّةِ الْإِصْفَاءِ وَأَخْلَاصِ كَسَاكُ

خرچ جاں اپنی کر دالے عاشقو	دوستی میں اپنی گر تم راست ہو	جو کوئی اس راہ سے آگاہ ہے	تن کو جانے ہے کہ سنگ راہ ہے
ٹھو کر میں کھاتا ہے سب کی دسرا	جو کوئی اس راہ سے واقف ہوا	گیند دولت کا وہ آخر لیگیا	جان دی جس نے پیائے دلربا
دو جہاں سے اُس نے بازی جیتی	یار کے قدموں پہ بیٹھنے جان دی	گر حیات اور عیش خوش چاہے ہے یار	گاؤ نفس اپنے کو تو اول تو مار
کر جو انی میں نہ لے دوست جاں	جاءُوا أَنْ يُلَاقُوا بِذَلِكَ يَرْجِعُوا	یعنے بچہ یا کہ بوڑھی گائے ہو	اُسکی قربانی نہ ہووے جان تو
کر جو انی میں تو قرباں آپ کو	یار کے قدموں پہ جو کچھ ہو سو ہو	جو ہو ابوڑھا گراں جانی نہ کر	بوڑھے بکرے کی تو قربانی نہ کر
سب ہوئے برباد آیام شباب	بہر دیں کچھ بھی نہ لی تو نے شتاب	دن جوانی کے ہوئے آخر تمام	کچھ کیا حق کیلئے تو نے نہ کام
گذا رہی پنجاہ سے اور اک سجود	نے کیا تا کام آوے اے جہود	سناٹھ سے بھی عمر زیادہ ہو گئی	کام کی جو بات تھی ہر گز نہ کی

عمر تیری کام کی گذری نہ آہ ایک بھی سجدہ نہ تو نے کر لیا
اب بھی تو اے عندلیب کہنہ سال کر شروع آہ و فغاں چیز بنال
اب بھی تو بہر خدا لے بے خبر اس بڑھاپے کو غنیمت جان کر
جو جوانی میں کیا تو نے نہ کام کراؤ اُس کو بڑھاپے میں تمام
غرق دریائے گناہی تابکے وز معاصی رو سیاہی تابکے
اور بدیوں سے تو اپنی رو سیاہ کب تک رکھیکا اے حال نہاد
حضرت آدمؑ کہ داد اسب کے تھے اور خلیفہ تھے خدا کے جانے
اک گنہ کرتے ہی سُن اُن کو کہا مذہبی مذہب نکل اب یاں سے جا
اک گنہ کے ساتھ آدمؑ کو نکال حق نے جنت سے دیا پھر دُور ڈال
حد سے گنہ انتظار اب ساقیا کر دیر یہ وقت ہے انداد کا

اس داستان میں بیان ہے مُراد قول نبی صلعم کی حُبُّ الْوَطْنِ مِنَ الْإِيمَانِ
کہ کیا غرض ہے اس سے

قیدیں عصیان کی جو قید ہیں سب غیبی سے وہ ناامید ہیں
تن بدن کو پالتے ہیں جو کوئی قید میں ہیں نفس اور شیطان کی
بند تن کو توڑ زنداں سے نکل یار کے کوچہ کو اٹھ کر جلد چل
اٹھا کہیں بہر خدا تک سوچ تو یار کے کوچے کو اور اس عہد کو
ظاہر اور باطن عیلم اے نیک سن کہتے ہیں ایماں سے ہے حب وطن
یہ وطن دنیا کے ہیں سب اے اخی کب کرے تعریف دنیا کی نبیؐ
ترک دنیا کو کرے ہے یار جو دو جہاں کا ہوتا ہے سردار وہ
نیک طالع ہیں وہی اے نیک تن جنکو رغبت ہے سوئے اصلی وطن
اس وطن میں ہے تجھے جان اک سفر جوں مسافر چاہئے کرنا گذر
شہر تن میں اس قدر تو آ پھنسا اس وطن کو کر دیاد سے جدا
موڑ منہ اور تن سے جانکو شاد کر اپنا تو اصلی وطن آباد کر
ہے یہ دنیا خانہ سویراں یار اسکو ناداں ہی کرے ہے اختیار
ہے یہ جنت واسطے کفار کے ظالم و فساق و بد اطوار کے

۱۵ یار کے دیدار سے محروم ہیں جو گناہوں کے پڑے ہیں جال میں
انکی گردن میں ہے جیل من مَسْدُ لذت تن میں پڑے ہیں جو کہ بند
یاد کرو اوطان اور عہد قدیم اٹھ توجہ کر سوئے ملک نعیم
راہ لے کوچے کی اُس کے جلد تر یار کی تجھ کو محبت ہے اگر
وہ وطن ہے اور جسکا نام لے یہ وطن ہندو عراق و شام کے
ہو خطا سے کب تجھے ایماں عطا دوستی دنیا کی شر ہے اور خطا
اُس وطن کو نفس پر پوکر سوار چھوڑ کر دنیا کو جاتا ہے وہ یار
رکھتے ہیں وہ راہ اصلی پر نظر میں سعادتمند جو سب چھوڑ کر
کر لیا تو نے وطن ہی اختیار دیکھ کر اس راہ کی باغ و بہار
تو بڑا کب تک رہیگا خستہ تن اس وطن میں ہے جو یہ خود بی وطن
کوئی ویرانے میں رہتا ہے پڑا چھوڑ کر اصلی وطن اپنا بھلا
اُلوؤں اور چغروں کے رہنے کا گھر ہے یہ ویرانہ سمجھ اور غور کر
عیش اور آرام زنداں میں کہاں اور مومن کو ہے زنداں یہ جہاں

فکر کراہی کوئی اے بے خبر
تاکہ تو اس قید سے ہو دے بدر
چھوڑ کر کے اپنا خانہ زرنگار
اس نجاست پر ہے تو مفتون یار
کب تک اے شاہ باز پر فتوح
تو میگا دور از اقلیم روح
کب تک اے ہرگز شہر سبّا
تو رہیگا اس سفر میں بستہ پا
کیوں پڑا خالی کنوئیں میں سر کے بل
گر تو یوسف ہے کنوئیں میں سے آکل
اس نجاست پر یہ سبزہ دیکھ کر
ہو گیا مفتون تو اے خیرہ سر
واسطے تصویر بجاں کے میاں
آپ کو سوا کیا اندر جہاں
لوح دے سب خیالات کو دھو
جان سے اک یار پر مفتون ہو
جب نہ تجھ کو ہو پسند ہر جانی یار
کیوں نہ ہو نیز اس سے کردگار

حکایت بسبیل نمیشل کے لکھی گئی نو

تھی اک عورت خوب صورت نازیں
سیمن ناز کبدن اور مہ جبین
ایک دن باناز با صد کرد فر
ایک کوچے میں ہوا اسکا گذر
اُس پری کا دیکھ کر حسن و جمال
ہو گیا وہ مثل تصویر خیال
اُسکو یوں مجنوں و شیدا دیکھ کر
عشق کا اسکے ہوا زن پر اثر
کیوں کھڑا ہے کسا تجھ کو دھیان
کسلے آئینہ ساں حیران ہے
اُس جوان نے یوں کہا جان جہاں
چھوڑ تجھ کو اب بھلا جاؤ کہیں
کام مجھ کو کچھ نہیں اب تجھ سوا
عشق نے تیرے مجھ سے بخود کیا
جسپہیں شمس و قمر دونوں نثار
حسن میں بہتر ہے مجھ سے لاکھ بار
سکے یہ اور چھوڑ کر اسکو وہ خام
ہٹ کے پیچھے کو چلا چند ایک گام
اک طمانچہ اُسکے منہ پر مار کر
یہ لگی کہنے اُسے اے خیرہ سر
غیر یہ کیوں کی نظر میرے سوا
ہے یہ دعویٰ عشق کا اے بیجیا
غیر پر پائل ہو ظاہر یا نہاں
کیا یہی ہو ہے وفائے عاشقان
کعبے میں چاہے بنا نادیر کو
اپنا عاشق ہو کے دیکھے غیر کو
غیر کو نظروں سے تو اپنی نکال
چشم دلسے دیکھ بھر حق کا جمال
جو سوا حق کے ہے دے سب کو جلا
ایک دلبے تو دل اپنا لگا
جز وجود مطلق اور ہستی پاک

تو پڑا ہے قید میں اندر زمیں
آشیانہ ہے ترا عرش بریں
دیکھ چل گھزار کی آب و ہوا
کیوں خراب آباد میں ہے تو پڑا
ایسے دیرانے میں کھولے بال و پر
حیف ہے صد حیف اے صاحب ہنر
اور اڑا تو آپ کو بھر عرش پر
جسم سے چھوٹے تو روحانی ہو تو
تا عزیز مصر بانی ہو تو
جال میں تو نے پھنسا یا آپ کو
ایک دانے کیلئے اے زشت خو
ذکر و فکر حق بھلا اس میں کہاں
خالصا اک دلربا سے دل لگا
تاکہ ہو معلوم تجھ کو سب یہ حال
بھر ہے دل میں خیالات جہاں
یار ہر جانی نہ بن اے نبونا
ایک سو ہو کر یہ سن مجھے مثال

جسکی الفت میں دل اک عالم کا چور
زلف و رخسار و لب اسکے تنگ حور
دیکھ اُسکو ہو گیا عاشق بجاں
اتفاقاً سوختہ دل اک جوان
ہو گیا گل محو اندر رُوئے یار
اڑ گئے سب ہوش اور صبر و قرار
حال اپنے کو بیاں کر مجھ سے تو
یوں کہا زن نے اُسے اے سادہ رُو
کیوں بلا میں پڑتا ہے اے خیرہ سر
جایا نہ سے دیکھ اپنا کام کر
ہوش و عقل و صبر اور تاب و توان
عشق تیرا لگیا اے میر بجاں
یہ کہا زن نے اُسے اے بیخبر
آتی ہے پیچھے مرے وہ ماہ رُو
دیکھ اُسے مشکور اے سادہ رُو
ہے مری ہمیشہ مجھ سے خوب تر
دیکھ اُسے مشکور اے سادہ رُو
اتنی ہے پیچھے مرے وہ ماہ رُو
دیکھ اُسے مشکور اے سادہ رُو
اپنے اس دعوے میں جو صادق ہے تو
میری صورت پر اگر عاشق ہے تو
کرتا ہے دعویٰ تو میرے عشق کا
جو کہ ڈالے غیر پر اپنی نظر
غیر کو کیوں دلیں پھر دیتا ہے جا
ہے حقیقت میں وہ مشرک سر بسر
اور چاہے کوچہ دلبر کی سیر
کیلئے احوال بنا ہے بے حیا
دھیان میں تیرے جو آدے خاک

تو کہاں اور میں کہاں عالم کہاں	ہے یہ اک نور منزہ اے جواں	اول و آخر نہان و آشکار	ایک ہے خورشید اور ذرہ ہزار
ہے ہزاروں آئینہ میں جلوہ گر	ایک صورت جان لے اے بیخبر	ہے ہزاروں آئینوں میں اک جمال	اس تکثر سے ہے حیران عقل حال
ہے کہاں سے کثرت آئینہ جہاں	میں سب اسماء و صفات انکے دہاں	اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا ہوں	قدر وحدت سے ہوئے ہیں بند لب
اس شکر نے بند لبوں کو کر لیا	گفتگو کی قید سے دل چھٹ گیا	ساقیا اس دشت وحشت سے چھڑا	یار کے کوچے کا دے رسنہ بتا
جام وحدت دیکھ ساقی جلد تر	ماسوا کی قید سے آزاد کر	تا کہ میں سب چھوڑ کر کے بند تر	بمحرر دے عشق میں ہوں غوطہ زن
اس میں بیان ہے بلاؤں اور محنتوں کا حال جو عشق کی راہ میں ہیں اگرچہ بھاری ہیں لیکن			
سب اور ہلکی ہیں عاشقوں پر بلکہ بڑی راحتیں اور سہجیں ہے اوپر عاشق آزاد کے			
میں طریق عشق میں صد بلا	اے دل نگین غم میں مبتلا	عشق کے رستے میں لاکھوں ہیں الم	آفت و درد و بلا درخ و غم
محنت و خواری و ذلت اور حذر	انتظاری و بقراری درد سر	کھانا اور پینا نہ سونا ہے وہاں	ہاں مگر اک نالہ و آہ و فغاں
نے عزیزوں نے قریب و غریب	نے کوئی غمخوار انکا نے رفیق	ہوتے ہیں ہمراہ عاشق کے مگر	آہ سرد رنگ زرد و چشم تر
ایک عاشق ماہر ان عشق میں	میں وہ خوش ہر دم بلا درخ میں	عشق کے وہ آزمودہ کار ہیں	بادشاہ باطن میں ظاہر خوار ہیں
جان بازی میں ہیں پختہ پر نہ خام	بود سے اپنے ہیں بے خود لاکلام	تو بھی اے امداد اپنے سے نکل	ہو کے پیچود کو چہ دلبر کو چل
غار خس کو غیریت کی آگ دے	با فراغ دل تو تنہا راہ لے	سُن نہ ہونے میں ترے کب بیگرا	مت ہو تو اُس میں تجھے ہے فالما
ڈھونڈ مت اندر خودی کے بہتری	بہتری ہے پیخودی میں اے اخی	راہ میں فقر و فنا کے سہل ہے	جسم و جان کو پہنچے غم گر پے بہ پے
رنج و غم ہوتا ہے فرحت اور خوشی	جبکہ حاصل ہووے مقصود ولی	بکریوں کا دیکھ گدھ جس طرح	بھیر یا ہوتا ہے خوش اور با فرج
بکریوں کے پاؤں کی گرد و غبار	بھیر پے کی آنکھ میں باغ و بہار	ہے اسی صورت سے حال عاشقان	سُولا و درد و غم میں بے گماں
انکو حاصل یاں جمال یار ہے	گرچہ تن اُن کا مثال خار ہے	عشق کی راہ میں ہو کب آسودگی	سر بسر ہے درد و غم آلودگی
عیش و عشرت جہنمک چھوٹے نہ تو	غیر حق سے اور منہ موڑے نہ تو	ہو نہ جب تک تجھے آسائش حرام	رکھ سکے کب عشق کے رستے میں کام
کب بھلا حاصل تجھے ہو راہ عشق	مبتلا ہے تو تو اندر جو درد و فسق	غیر ناکامی کے اس جا کام نے	عشق کی رہ ہے رہ حمام نے
توشہ ہے اس راہ میں تقویٰ انرا	نان و حلوا طاق میں رکھ لے فتا	نان و حلوا کیا ہے تیرا جاہ و مال	باغ و زراعت و حشمت و اقبال حال
نان و حلوا کیا ہے یہ فرزند و زن	تیری گردن میں پڑے جو طوق بن	نان و حلوا کیا ہے فکر نام و ننگ	جسکی خاطر ہے یہ ساری صلح و جنگ
نان و حلوا کیا ہے یہ باغ و بہار	مسند و تکیہ و خانہ زر زنگار	نان و حلوا کیا ہے یہ طول امل	اور فریب نفس و علم بے عمل
نان و حلوا کیا ہے سُن اے بد قماش	یہ سعی تیری ہے از بہر معاش	واسطے دنیا نے وُد کے ہوشیار	زیر منت ہو گا کس کس کے تو یار
بے بنفا کی واسطے لے خود پسند	ہو گا کس کس کا تو یاں احسان مند	عیش اور آرام تیرا اے جواں	لیکیا یک لخت یہ حلواؤ نان
تجھ کو یہ صبر و توکل سے چھڑا	درد بدر رسوا پھر انا ہے سدا	دھو دیا لوح توکل سے سبھی	نام تیرا جان اے مرد غبی

گوشتہ صبر و توکل چھوڑ کر کیوں پھرے سر مار تا بیدھر ادھر
یعنی ہے رزاق وہ پروردگار رزق سب کو دیتا ہے لیل و نہد
جا قناعت پیشہ کراے بیخبر احبر کے گوشہ میں اب تو بیٹھ کر
اس میں بیان اس عابد کا ہے کہ دنیا کو ترک کر کے مہار کے غار میں بیٹھا تھا اور آزمانہ
اللہ تعالیٰ کا اس کو امتحان اور نصیحت لینی اس کو ایک کتے سے

کوہ لبنان میں تھا ایک عابد مقیم غار میں جس طرح اصحاب ارقم
دن کو رہتا تھا ہمیشہ روزہ دار رات کو کرتا عبادت بیشتر
آدھا اس سے رات کو کھانا تھا اور سحر وہ نوش کرتا نصف کو
یوں بسر اوقات کرتا تھا گدا فکر کھانے پینے کا اس کو نہ تھا
آخرش اک روز بہر امتحان ہو گیا موقوف وہ حلواد نان
جب نہ آ یا شام سے لے تا سحر سیکڑوں آنے لگے دلیں خطر
اور نہ کی اس نے عبادت کچھ ادا اور نہ سویا رات کو وہ مطلقا
آخرش اٹھ کر وہ با صدا خطر اب غار سے باہر نکل آیا شتاب
جبکہ چاروں طرف کی اس نے نظر دور سے قریب اسے آیا نظر
سُن تو اس قریب میں رہتے تھے تمام گبر اور قوم نصاریٰ لا کلام
گبر نے دو روٹی اس عابد کو دی لیکے اس کو وہ چلا با صد خوشی
گاؤں سے باہر نکل کر وہ جواں غار کی جانب ہوا جہدم رواں
بھوک کے مارے یہ تھا احوال سنگ رگے تھے استخوان اور پوست رگ
تو وہ کتا روٹی اس کو جان کر جان دیتا تھا وہ اُس پر بے خطر
کتا بویا کر کے عابد کی ذرا دُر کر جھٹ اس کے وہ پیچھے پڑا
ایک روٹی بچ رہی تھی اس سے لیکے دوڑا اس کو وہ مرد نکو
دوسری روٹی جو اس کے پاس تھی تنگ ہو کر وہ بھی اس نے ڈال دی
دوسری روٹی بھی جب وہ کھا چکا جھڑ جھڑ کر کان پھر پیچھے پڑا
ہو کے عاجز اس سے عابد نے کہا میں نہیں دیکھا ہے تجھ سا بیچیا
سو وہ دونوں تجھ کو بے ہوش پھر کیوں ہے گرد تو مجھ کو بتا

حرف الرزق علی رب کریم کان میں تیرے پڑا بھی ہے لیتم
پھر تا ہے پھر کس لئے تو در بدر رزق دیتا ہے تجھے شام و سحر
تاکہ دے تجھ کو دکھا راہ ہدرا گھر کے کتے ہی کو جا مرشد بنا
اس میں بیان اس عابد کا ہے کہ مہار کے غار میں بیٹھا تھا اور آزمانہ
اللہ تعالیٰ کا اس کو امتحان اور نصیحت لینی اس کو ایک کتے سے
چھوڑ کر ظاہر کی ساری حق و بق چھوڑ کر ظاہر کی ساری حق و بق
قدرت حق سے اسے اک وقت پر نان و حلوا پہنچتا اے نامور
یاد میں اللہ کی مشغول تھا الغرض وہ رات دن مُردِ خدا
بے مشقت اور بے محنت سدا نان و حلوا دیتا تھا اس کو خدا
وہ ہوا زار و نحیف اے نیک نام انتظار کی نہ آیا پر طعام
فکر کھانے میں رہا وہ ساری رات بھول سب جاتا رہا صوم و صلوٰۃ
ہو گیا اتنے میں ہنگام سحر الغرض کی رات تو جیوں توں بسر
اور لگا پھر دیکھنے ایدھر ادھر کوہ پر سو کر کھڑا وہ بے خطر
گاؤں کے اندر گیا با صد خوشی کوہ سے نیچے اتر کر وہ اخی
یہ کہا کچھ دو تجھے بہر خدا عابد اس کافر کے در پر ہو کھڑا
تا کرے افطار روزہ اس سے واں اور کیا عابد نے پھر قصد مکان
رہتا تھا مدت سے اے نیکو سیر ایک کتا گبر کے دروازے پر
کھینچتا گر گردہ پر کار بھی گرچہ آگے اس کے کوئی جو کبھی
وہ سمجھ کر خبز دے تھا اُس پر سر جو زبان پر آتا تھا لفظ خبر
ایک روٹی خوف سے دی جلد تر جب لگا عابد کو پہنچا نے ضرر
دور کر عابد کا جھٹ پیچھا لیا کتا جب اس سے فراغت پا چکا
اس کی ایذا سے کہ تا پاوے اماں دیکے اس کو پھر ہوا عابد رواں
بھونکتا اور کپڑے اس کے پھاڑتا پیچھے اس کے مثل سایہ وہ چلا
کچھ نہیں مجھ کو دیا اے بے حیا تیرے مالک نے دو روٹی کسے سوا
کیا حیا تجھ کو نہیں ہے اے مرید اور کیا چاہے ہے تجھ سے اے پلید

قدرتِ حق سے وہ کتنا گناہاں گفتگو کرنے لگا جوں مردماں یہ لگا کہنے کہ اے مردِ خدا غور کر ٹمک میں نہیں ہوں یہیجا
 بچنے سے اب تک لے نامور رہتا ہوں اُس گھر کے دروازے اوپر گھر کا اسکے بن رہا ہوں دارباں بلریوں کا اسکے ہونمیں پاسباں
 گاہ تو دیتا ہے مجھ کو بارہ ناں اور گاہ ہے دے ہے مہشتِ ستخواں اور گاہ ہے بھول جاتا ہے مجھے کچھ نہیں اُسدن کھلاتا ہے مجھے
 گذرے ہیں مجھے بہت شام و سحر روٹی بھری کچھ نہیں آتی نظر گاہ ہوتا ہے کہ پیر کبر تو نے میسر آپ کو نے مجھ کو ہو
 ہفتہ ہفتہ گذرے ہیں یہ ناتواں خشک ٹکڑے کا نہ پایا کچھ نشاں پرورش پائی جو میں اُسدرا اوپر اور کے در پر نہیں کرتا گذر
 گرچہ صد ہار سچ اب سہتا ہوں میں در پر اسکے پر پڑا رہتا ہوں میں اسکی نعمت کا کبھی کرتا ہوں شکر صبر سے رہتا ہے گاہ ہے مجھ کو شکر
 کھینا ہوں عشق کی بازی سدا ساتھ اسکے میں بصدِ رنج و عنا الغرض یہ عاصی اسکے در سوا اور کے در کو نہیں پہچانتا
 اور تجھے جو ایک دن اے نوجوان نے ملا تقدیر سے حلاؤ نان پس بنائے صبر میں آئی شکست غیر کے در پر گیا اے خود پرست
 اپنے اُس رزاق کا در چھوڑ کر گبر کے در پر تو آیا دوڑ کر کچھ نہ کی رزاق پر اپنے نظر مانگنے آیا تو اک کافر کے گھر
 واسطے روٹی کے اپنے دوست کو چھوڑ کر آیا تو یاں اے نیک خو اور دشمن اسکے سے کی دوستی کچھ حیا تجھ کو نہ آئی اے اخی
 اب ذرا منصف ہو اے مردِ خدا بے حیا تو ہے کہ یا میں ہوں بنا سُنکے یہ عابدِ گرامد ہوش ہو پیٹ کے سر ہو گیا بے ہوش وہ
 اے سگِ ملعون نفسِ امار کی یہ نصیحتِ گبر کے کتے نے کی صبر کا در بھی اگر تجھ پر کھلے گبر کے کتے سے کمتر پھر تو ہے
 ساقیا میری خبر لے جلد آ نفس اور شیطان کے ہاتھوں سے بچا نفس و شیطان نے کیا مجھ کو اس میر ہو کہیں بہر خدا تو دست گیر ہو کہیں بہر خدا تو دست گیر

۱۹

اس میں مذمتِ ریاکاروں اور مکاروں کی کہ بڑا لشکرِ شیطان کا ہے

کیا ہے دنیا جان اے مردِ عینی واسطے زر کے بنے تو متقی شانہ و مساوِکِ بسیج و ریا خجہ و دستار و قلبِ بے صفا
 زہد کا دعویٰ ہو تجھ کو بے شمار جاہ و عزت کیلئے اے نابکار لے بنا تقویٰ کی صورت بے نظیر تاکریں تعظیمِ سب شاہ و زیر
 ہے گمان تجھ کو کہ ایسے مکر سے سارے عالم کو مطیع اپنا کرے ہے توقع تجھ کو اے مردِ غبی تاکہ اس جھوٹی فقری سے تری
 معتقد ہو کر کے سب اہل جہاں لائیں نظریں پاس تیرے بیگماں یہ نہیں معلوم تجھ کو اے عزیز ہیں جہاں میں سیکڑوں اہل تمیز
 میں بہت عالم ہیں عاقل و نکتہ داں جانتے ہیں سب کی خوبی و زباں یہ جو کرتا ہے فریب و مکر تو اس سے وہ واقف ہیں بیشک موبو
 پر یقین ہے تجھ کو اب بیشک یہی حال سے میرے نہیں واقف کوئی اپنی خود بینی سے تو ہے مارتا لافِ تقویٰ اور عدالت کی سدا
 مکر میں ہر دم ہے تو اس بات کی جسکے یاں کی عزت اور دولت ملی کار تیرا سر بسر لیل و نہار کتنا ہے تحصیلِ جاہ و اعتبار
 واسطے زر کے بنے اے نابکار متقی و عاقل و پرہیز گار نان و حلوئے کیلئے تو نے لعین کھو دیا ہے ہاتھ سے اسلام و دین
 جاہ و عزت کیلئے اے بے خبر دین و ایمان سے پڑا تو دور تر دیں دیا تو نے لیا نانِ حرام مکر و حیلہ بہر تسخیرِ حرام
 مال کھا ناشا ہونکا با مکر و شہید چھوٹے غنبت سے نہ تیری عمر زید لے فریب و مکر سے شاہوں کا مال مکر و حیلہ بہر تسخیرِ حرام
 پھر یہ تقویٰ اور عدالت با وجود ایسے صفوں کے ہے قائم اے جہود ہے ہمیشہ برقرار اور پائدار یہ عدالت اور تقویٰ نابکار

سنگ و آسن سے بھی مضبوط ہے

جو نہیں نقصاں کسی شے سے آسے

کچھ نہیں نقصاں فریب و مکر سے

اس عدالت اور تقویٰ کو ترے

نام اُس عورت کا تھا ہے ہوشیار

کتنے ہیں بی بی تمیزہ ہوشیار

نے خلل اسکو کسی شے سے عزیز

چوں وضوے محکم بی بی تمیز

حکایتِ تمثیل

حال اُس عورت کا سن ٹک عجز

جو کہ تو رکھتا ہے کچھ عقل و تمیز

شہر ہر امین تھی سن اک بیوہ زن

کہنہ رند و حیلہ ساز و پُر زفن

صبح سے لیکر کے ناوقتِ عشا

با وضو رہتی تھی اے مردِ خدا

بعد عشا کے صبح تک وہ بے شعور

رات بھر کرتی زنا فسق و فجور

ایک دم بھر مرد بن رہتی نہ تھی

گرچہ پھر چوڑھا چار سو لے کوئی

آتا جو اُس بچیا کے پاس یار

اگے اُسکے پڑتی تھی دامنِ پَسار

لے نمازِ شام سے تابا مدار

نامرادوں کو سدا دینی مراد

اور نہ خالی ہوتی تھی اسکی دوات

ایک دم بھر بے قلم سے نیک ذات

جو کوئی لا تا مراد اپنی و ماں

جھٹ رقم کرتی وہ اُس پر بیگیاں

رند اور او باش کے مقصود کو

خوب بر لاتی تھی وہ اے خوب رو

اُسکی چکی شیخ کے مانند یار

پھرتی ہی رہتی سدا لیل و نہار

اور اسی حالت میں پھر وہ نابکار

کرتی تھی حق کی عبادت بیشمار

جس کسی کے نیچے سے اٹھتی بناز

ہوتی تھی فی الحال مشغول نماز

بے وضو بے غسل بے نیت سدا

خوب کرتی تھی رکوع سجدا ادا

اُسکے اوپر کہتی تھی وہ بد گہر

با وضو رہتی ہوں میں آٹھوں پہر

ایسی بد ذاتی سے پھر وہ بیچیا

آپ کو کہتی تھی میں ہوں پار سا

ایک دن اک رند نے اُس سے کہا

کیا کہوں مجھ کو تعجب ہے بڑا

اس طرح کے کار سے تیرے مجھے

حیرت آتی ہے بہت اینیک پے

با وجود ایسی جنابت کے سدا

خوب رہتا ہے وضو تیرا بجا

نیت اور آداب یہ محکم وضو

کریاں کچھ حال اسکا مجھ سے تو

یہ وضو تیرا سن اے نیکو سیر

سنگ و روئیں سے بھی ہے مضبوط تر

بلکہ ہے سدا سکندر سے دو چند

جو کسی شے سے نہیں اسکو گزند

ہے مثال ایسی ہی تقویٰ کی ترے

ہر طرح کے کار سے قائم رہے

جس طرح بی بی تمیزہ کا وضو

سو جنابت سے نہ ٹوٹے تھا کبھو

یوں ہی تقویٰ اور عدالت تیرا بار

سو فریب و مکر سے ہے پائدار

بے خدا کی مارا ایسے شخص پر

بے حیا بے شرم جو ہوا اسقدر

ساقیا آحد سے گذرا انتظار

جام دے وہ جس سے ہو سنیہ فکر

کر کے تانا موس کے دامن کو چاک

آتش دل سے میں ڈاؤں سر پہ خاک

اس میں مذمت اُن درس کہنے والوں کی ہے کہ مقصد اُن کا محض ظاہر کرنا فضل اور

علم اور بزرگی کا اور دھوکا دینا ہے خلقت کو

کیا ہے دنیا جان تو اے خود پسند

مکر و حیلہ کا ترے یہ وعظ و پند

درس تیرا اسلئے ہے صبح شام

تاکہ ہو مشہور علم اور فضل تام

بہر اظہار فضیلت اور عمل

آپ کو ڈالے ہے تو اندر خلل

تو بہ کرتا اب جو وعظ و پند ہے

خلق میں مشہور ہونے کیلئے

علم و فضل اپنا جتانے کیلئے

سو خرابی اور بلا میں تو پڑے

ہر طرح اپنا جتنا فضل و کمال

مرد و زن کی واسطے ڈالے ہے جال

تاکہ ہوں تابع ترے کچھ عام میں

سو فہمیوں سے تولایا دام میں

جاہل و نادان و بے عقل و شعور

جال میں تیرے پڑے اے پر غرور

معتقد تیرے ہوئے وے پر ضرور

کون شونی کا نہیں جنگ و شعور

جاہلوں میں ملے کر بن بن سدا

علم و فضل اپنا جتنا یا خوب سا

خوبی تفریر کو دیکر کے زریب راہِ جنت کا بتا دے اور کو شہد و شربت اور کو دے پے پلا بھیجتا ہے اور کو گلزار میں خوب سی شبنمی جنتائی کھول کر کچھ حیا بھی تجھ کو آتی ہے بتا کرتا ہے جو تو ریا کا وعظ و درس ہوتی ہے جس درس میں روی و ریا خنجرِ لاحول سے اس چور کو درس جو قربت نہ ہو اس سے غرض اسپ و دولت کو وہ اپنے باہر وقت ہے امداد کی امداد کا	جاہلوں ناواقفوں کو دے فریب آپ لے دوزخ کی رہ بے گفتگو آپ پیتا ہے پیالہ زہر کا آپ کو ڈالے ہے تنہا غار میں مکر اندر مکر لکھا ہے سہنر حق تعالیٰ اور پیہر سے بھلا ہے یہی شیطان تیرا اور نفس درس ہے کب ہے وہ اک قبر و بلا قتل جس نے کر دیا اے نیکو ہے نہیں وہ درس لیکن ہے مرض ہے وہ دوڑا تا فرارِ عرش پر کر کے امداد نکلتے بچوں سے چھڑا	دوسرے کو تو نصیحت ہو مدام رہ بناوے اور کو گلزار کی کرتا ہے اور وں کو سیڑھی راہ پر ہے یہ سب اس واسطے اے پرخل پر اصول و فرع تیرے اے انجی جان اس رہ میں ترا کیا غول ہے یہ ریا کا جو ترا ہے وعظ و سپند چور ہے پوشیدہ دل میں یہ ریا دولتِ ایمان لی اس نے بچا آپ کو جس نے اگر اس مرض سے ساقیا لے بہر حق میری خبر تا کہ یہ جا کر کے بے روی و ریا	اور ہو دے خود قضیت لاکلام اور ہو دے آپ رستہ نار کی اور ہو دے آپ گمرہ جان کر لوگ جانیں تا ترا علم و عمل محکم ان دو سے نہیں ہے ایک بھی یہ ریا ئی درس نامعقول ہے زہر ہے باطن میں اور ظاہر میں قند دولتِ ایمان کو ہے لوٹنا باخوشی جنت میں جاڈیرا کیا کر دیا آزاد جاں اے نیک پے نفس و شیطاں نے کیا زیر و زبر اُس کے قدموں پر کرے سر کو فدا
---	--	--	--

اس میں مذمت اور بُرائی اُن لوگوں کی ہے جو ہمیشہ اسبابِ دنیا کا اکٹھا کرتے رہتے ہیں اور غافل ہیں حاصل کرنے اسبابِ عقبی کے سے

کیا ہے دنیا یعنی اسبابِ جہاں کر دیا قربان اُس پر اپنا سر اور بھی اکثر ترانے نیک خو اور اس دنیا نے دوں پر خاک ڈال سعی کچھ جانی نہ عقبی کی ہے کیا پیچھے اسکے دوڑے ہے از جاں دل سعی دنیا میں رہا تو عمر بھر کارِ عقبی کا جو کرتا بند و بست ہوتا ہے جھٹ باخضوع و باخشوع	آفتِ جاں ہے ہر اک پیر و جواں ہو گیا تو راہِ حق سے دور تر لے گیا ہے رونقِ اسلام کو آپ کو بارگراں سے تو نکال سعی دنیا میں رہا تو مبتلا اُسکے پیچھے جائے جیسے خر بگل کیا ہو حاصلِ نیچے جز دردِ دُسر کارِ دنیا کے بھی سب ہو دوست اپنے اس اللہ کی جانب رجوع	یہ کرے قربِ خدا سے تجھ کو دور کر دیا ہے تلخ تیرا یا رکام جلد اس اسباب کو الے بہرہ ور سعی تیری ہے یہ اے صاحبِ ہنر اس کی رہ میں موشگافی اے شقی باوجود اس سعی و محنت کفر سعی عقبی کی جو تو کرتا میاں اسلئے فرماتے ہیں خیر البشر کار اسکے دنیا و دین کے تمام	اور کرے راہِ ہڈا سے تجھ کو دور اس طرح کے نان و حلوے نے تمام بیخ دیں سے تو اکھاڑ اور دُور کر واسطے دنیا نے دُور کے سر بسر اس کی رہ میں گندہ می احمقی جو کہ چاہے تھانہ وہ حاصل ہوا کار دنیا کا بھی بر آتما میاں جو کوئی دنیا نے دُور کو ترک کر ہوتے ہیں آسان سب اے نیک نام
---	--	--	--

اسکے اوپر یاد آئی ایک مثال | کان دھڑکتے تھے اُسے اُسے ٹھنڈا

اس میں بیان ہے کہ اختیار کرنا کارِ آخرت کا اور پرکارِ دنیا کے بہتر ہے

تھا کوئی اک مرد صالح نوجوان کرتا تھا کھیتی کا پیشہ اے میاں پاس اُسکے کہتے ہیں تھا اک شتر بھاگنے کی اسکو عادت تھی مگر
انفاقا دن جو آیا جمعہ کا اونٹ اُسکا بھاگ جنگل کو گیا اور آدھے دن جمعہ کا اسلئے تھا کہ پانی زرع کو دے نہر سے
مرد حیراں ہو کے بولا اے خدا پانی دینے کا بھی یہ وقت ہے مرا گریں دُوں کھیتی کو پانی اب یہاں اونٹ اپنے کو نہیں پھر پاؤں کہاں
اور نماز جمعہ بھی دُوں ہاتھ سے ہوں خرابی میں پڑا اس بات سے گرنے دُوں کھیتی کو پانی اس زماں ہوتی ہے بالکل خراب اے مہرباں
جو بی ڈھونڈوں اونٹ کو جنگل میں جا بس نماز اور زرع دونوں کھو چکا اس تردد سے وہ مرد خوش بقا ہر طرح کے رنج میں تھا مبتلا
آخرش بولا تامل کر کے وہ چل نماز جمعہ کو جو ہو سو ہو کیونکہ اس دولت کو بے بیشک بقا اور سوا اسکے ہے سب شے کو فنا
یعے کارِ دین کو ہو دے بقا اور کارِ دنیوی کو ہے فنا جو کہ فانی سے لگا دے دل عزیز اُس سے زیادہ کون ہے جس بے تمیز
کہتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ حج مسکینوں کا ہے دن جمعہ کا باغرض تکبیر مسجد اُس نے کی اجز قربانی کا پایا اونٹ کی
جا کے مسجد میں ہوا مشغول ذکر اور بھلائی دل سے سب دنیا کی فکر باخضوع دل بصدِ عجز و نیاز سامنے حق کے پڑھی اُس نے نماز
ہو کے فارغ جبکہ آیا اپنے گھر ہے دیکھا کیا ہے کہ وہ اُسکا شتر ہے کھڑا اپنے مکان پر اے میاں عاجز و مسکین غریب و ناتواں
اپنی بی بی سے یہ پوچھا اُننے جا یہ کہا عورت نے اسکی اے میاں اک درندہ اسکو لایا ہے یہاں یہ کہ رب لایا ہے میرے اونٹ کو
ہو کے گرد اسکے قوی سا بھڑیا مار کر یاں تک اسے پہنچا گیا شکر حق کرنے لگا وہ نیک خو
اب میں جا کر سنبھلتا ہوں کھیت کو اپنے اس معمول پر جتنا کہ ہو گل نہ آوے ہاتھ میں تیرے اگر جز کو تو مت چھوڑ پرے بہرہ ور
آخرش اٹھکر وہ مرد نوجوان کھیت کی جانب ہوا اپنے رداں جا کے دیکھا کھیت کو جو غور کر پایا سب سرسبز اور خوش تازہ تر
خود بخود اُس نہر سے بس بیگیاں اُسکی ہر کیاری میں ہر پانی رداں کھیت یہ سیراب کیونکر ہو گیا
ہے نہ ہمسایہ مرا ایسا بھلا پوچھا آخر اُس نے ہمسایوں سچا کھیت میں پانی مرے دیتا جو آ
بولے سب ہی یہ عجیب اک ماجرا خود بخود پانی ادھر کو مہولیا پر یہ تیرے کھیت میں کرتا گذر
دھکتے تھے ہر طرح سے ہم اگر ہر کیاری میں ہوا پانی رداں پر یہ تیرے کھیت میں کرتا گذر
حکم حق سے کھیت میں تیرے میاں ہر کیاری میں ہوا پانی رداں پر یہ تیرے کھیت میں کرتا گذر
جو کوئی دنیا ئے دُوں کو ترک کر بانڈھ لے حق کی عبودیت میں کمر خود بخود دنیا ہو اُس پر شمار
دین کو دل سے کرے جو اختیار خود بخود دنیا ہو اُس پر شمار وہ ہو اوار و تباہ خستہ جگر
جس نے کی دنیا مقدم دین پر ہر کیاری میں ہوا پانی رداں پر یہ تیرے کھیت میں کرتا گذر
بوتہ حاصل دین اور دنیا ئے دُوں فقر و رنج میں پڑے جا سزنگوں سا قیادہ جام دے اب نوبتو عیش دنیا جس سے بھر پر سرمد ہو

چھوڑ کر دنیا نے دوس کو سر بسر حکم پر دلدار کے باندھوں کمر
سوال کرنا کسی زاہد کا ایک امیر سے کہ کس قدر سعی اس امیر نے کی بیچ حاصل کرنے اسباب
دنیا کے اور تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا اس کا اوپر حاصل کرنے سامان آخرت کے

ایک عارف نے کہ تھا صاحب کمال ایک منعم سے کیا اس نے سوال
سعی تیری بہر دنیا نے دنی کس قدر ہے کہہ تو اے مردِ غنی
یہ کہا عارف نے اس کو تو بھلا رہتا ہے اسکی تنگ دود میں سدا
پر نہ آیا اس سے کچھ عشرِ عشر عمر کو کرنا ہے اپنی رائگاں
رجِ دغم میں تو عبت اس کے میاں اس سے کچھ حاصل نہیں تجھ کو ہوا
جانتا ہے وہ جو کچھ تو اے فتا سعی کچھ اسکی نہ کی تو نے مگر
ہے بھلا دنیا بھی یہ عقبہ کا گھر دارِ عقی ہو دے حاصل کب تجھے
یعنی اس دنیا نے دوس سے اب تجھے کرتا ہے ہر دم نماز اپنی قضا
اور تو ہر گاہ و نفس بے حیا راہِ عقی کو دیادل سے بھلا
اس جہاں فانی میں تو فانی ہوا واسطے عقی کے تو اے بہرہ ور
خود بخود یہ زال دنیا ہو ذلیل پاؤ نہیں پڑتی ترے باقالِ قیل

اس میں یہ بیان ہے کہ جو شخص دنیا کو چھوڑتے اور ترک کرتے ہیں دنیا انکے پیچھے
دوڑتی ہے اور جو لوگ دنیا کے درپے ہوتے ہیں دنیا ان سے بھاگتی ہے حکایت

ایک صاحبِ دل ولی باغ و جاہ باخوشی بیٹھا تھا اندر خانقاہ
ناگہاں تہ جانور اک طرف سے سامنے کو آگئے اڑتے ہوئے
ان میں آگے تھا کبوتر بس رواں سب سے علجز اور حقیر و ناتواں
اور پیچھے مرغِ زریں کے اوڑا جاتا تھا بد بخت کو آجوں ہوا
دیکھ یہ بولے مرید اے شاہ دیں ماجرا ایسا کبھی دیکھا نہیں
ہے کبوتر کا مطیع کیوں مرغ یوں زاع باغی مرغ کا تابع ہے کیوں
جنس کا طالب ہے اپنے ہر کوئی جنس سے جنس کو میل اے اخی
ہوتا ہے مومن کا مومن آشنا اور کافر پر ہو کافر مبتلا
ززع بہرہ زاع کے ہو کر اڑیں بلبلوں کیسا تھ بلبل خوش رہیں

اور گرد آسکے مرید اور طالبیں جمع بیٹھے تھے بصد صدق و یقین
ایک کے تھا ایک پیچھے بھاگتا اور اسکی جستجو میں دوسرا
اُسکے پیچھے مرغِ زریں بال و پر اڑتا جاتا تھا خانہ اک بھی ایک کے
کرتا تھا ایسی ہر اک کوشش و لے ہاتھ آتا تھا خانہ اک بھی ایک کے
کیوں کبوتر کے پیچھے مرغ یوں اور پیچھے مرغ کے کوا ہے کیوں
جنس بائی مختلف میں ہے یہ کیا ایک کا تابع ہوا جو دوسرا
جنس جانبِ جنس کے رکھتی ہے میل ساتھ دیکھ دن ہے اور ہے شب کیل
صالحوں کیسا تھ ہر دیں صالحاں ساتھ بدکاروں کے ہوں بدکاریاں
انبیا اس واسطے پیدا ہوئے جنس سے انسان کے اے نیک پیے

آدمی تاملے اپنے جنس سے	بے تکلف راہِ حق کی سیکھ لے	جنس سے جو جنس اپنی کامیاب	فیض ہے ہم جنس سے سب کو شتاب
انبیاء ہوتے فرشتوں سے اگر	کب پکڑتے اُن سے اُنسیت بشر	کب بھلا انسان ہو کر بیحجاب	راہِ حق لینے فرشتوں سے شتاب
اک خلاف جنس سے ہوں سوچا	اور ہوں بجنس سے لک فقیات	فائدہ بجنس سے ہو جس قدر	غیر جنسیت سے ہوا تنا ضرر
روح جو آئی ہے ملکِ امر سے	زہد و طاعت سے ہے راغب اسلئے	جسم ملکِ خلق سے پیدا ہوا	خواب و خور میں اس لئے ہے مبتلا
اُس کی پیدائش ان دُور سے ہوئی	حق نے جو دونوں کی اسمیں جمع کی	جو کرے یہ میلِ جانبِ خاک کی	نفسِ آمارہ بنے ہے اس گھڑی
اور کرے جو روح کی جانب گذر	نفسِ نوامہ بنے اُس وقت پر	میل ملکِ امر کا جب اسمیں ہو	آوے نوامہ کی جانب دُور و
جو بہت کوشش سے لاہوتی کو جا	ہلمہ کی طرف پھر کھنچا ہے پا	بعد تہذیب اور کمالِ اجتہاد	مطمئن ہووے وہ اہل و داد
ابنِ سخن کی کب ہے آداد انتہا	ماجران طائروں کا پھر سنا		

جواب دینا اُس صوفی کا مریدوں کو واسطے تسکین اور دلِ جمعی کے اور بیان کرنا
حال طائروں کا کہ ایک کے پیچھے دوسرا اڑتا تھا

مرد صوفی کو نہ آئی نہاں	یہ مریدوں سے تو کر اپنے بیان	جو اڑے جاتے ہیں یہ ہیں جانور	ہے مثال انکی سمجھ اور غور کر
بھاگتے ہیں ایک جو دنیا سے دُور	دوسرے طالب ہیں اسکے بالضرور	یہ مثال اُن کی ہیں مینوں جانور	ایک سے اک بھاگتا ہے دور تر
طالب و تارک ہیں جو دنیا کے اب	ایک کو ہے دوسرا کرتا طلب	بھاگتا ہے یہ کبوتر پے بہ پے	مرغِ زریں کے فریب و مکر سے
اور درپے مرغِ زریں اسکے ہے	تاکہ اس پر آپ کو قرباں کرے	ایک ہرگز یہ کبوتر ناز نہیں	ہاتھ آتا مرغِ زریں کے نہیں
اور پیچھے مرغِ زریں کے اڑا	حرص سے جاتا ہے کو ابھیجا	پر نہ ہاتھ آتا ہے اک کے دوسرا	گرچہ کوشش کرتے ہیں بے انتہا
جانِ عارف ہے کبوتر کی مثال	جاتا ہے حق کی طرف بقیل و قال	اور زریں مرغ تو دنیا کو جان	دوڑے ہے عارف کے پیچھے بلیگان
زاع یعنی اہل دنیا حرص سے	چوں زغنِ مُردار دنیا میں پڑے	کر تو دنیا دار کو کو آشمار	ہوتا ہے مُردار دنیا پر نثار
اہل دنیا واسطے دنیا کے یار	دوڑتا ہے ہر طرف ہو بے قرار	ایک وہ مکاھ اُن سے بھاگ کے	مردِ حقانی کے جا پیچھے پڑے
بھاگتا ہے مردِ حقانی مگر	مکر سے اس بھیجا کے خوف کر	دوڑتی ہے اسکے پیچھے یہ سدا	بھاگتا ہے اس سے وہ مردِ خدا
ہے یہی دنیا کا یار و ماجرا	بھاگے ہی جو اس سے اُس کے پاس جا	اور جو اس کو طلب کرتے ہیں یہاں	بھاگتی ہے اُن سے یہ کوسوں میدا

تمثیل

اور میں اس پر تو مجھے اک مثال	نیک لوگوں کا بیان کرنا ہو حال	ایک دن ہاروں رشید بادشاہ	تخت پر بیٹھا تھا با صد عز و جاہ
اور گرد اسکے بکثرت لا کلام	تھے کھڑے آداب سے لوٹری غلام	ہر باں اُن پر جو کچھ سلطان ہوا	حکم یہ تختداروں کو دیا

جو کہ نوشہ خانہ میں موجود ہے	سامنے لا کر دھریں ہر ایک شے	سنتے ہی مختار کاروں نے جی بھی	پیش شہ ہر ایک نعمت لا دھری
حکم پھر نوٹری غلاموں کو دیا	شہ نے کیس یہ نعمتیں تم کو عطا	جس کو اس نعمت سے جو مطلوب ہو	لے اٹھا اس میں سے وہ بے گفتگو
سنتے ہی اس بات کے نوٹری غلام	گر پڑے ایک ایک ہر نعمت پہ تمام	کچھ کسی نے اور کسی نے کچھ لیا	ہاتھ اک نوٹری نے شہ پر رکھ دیا
ہو خفا باندی سے یوں شہ نے کہا	رکھ دیا کیوں ہاتھ مجھ پر اب بتا	عرض کی نوٹری نے جب اے نیکو	صاحب ان نعمات کا موجود ہو
اُسکی کہنتی ہے کیا پھر جو شہا	چھوڑ صاحب کو پڑے نعمت پہ جا	بار شاہ سنتے ہی جھٹ اس بات کے	اُسپہ عاشق ہو گیا دل جان سے
اور کہا شہ نے اُسے با ادب	کر دیا آزاد تجھ کو میں نے اب	اور یہ سب نعمائے اور باندی غلام	کر دیے تجھ کو عطاء اے نیک نام
اس طرح سے جو کوئی حق کے لئے	دل سے سب نعمائے دنیا چھوڑ دے	چھوڑ کر نعمائے دنیا سر بسر	دل لگا وے اپنے حق سے بیشتر
حق تعالیٰ ہو کے خوش اُس شخص سے	آخرت کی نعمتیں سب اُس کو دے	تو بھی اے امداد بہر ذوالجلال	دو جہاں کی نعمتوں پر خاک ڈال
	ماسوا پر ہونہ ہرگز مبتلا	خالصا لہ حق سے دل لگا	

اس میں مذمت اور بُرائی ان لوگوں کی ہے کہ فخر کرتے ہیں ساتھ مصاحبت بادشاہوں کے اور دعویٰ رکھتے ہیں شامل ہونی کا بیچ اہل سلوک کے اور جمع ہونا دوضدوں کا محال ہے

کیا ہے دنیا جان تو اے بہرہ ور	قرب سلطان ہے تو کراس سے حذر	ہوش سر سے بھی ہے اور لے سرور	قرب سلطان اس سے تو دور دور
ہے سعادت مند وہی اے فتا	آپ کو جس نے لیا اس سے بچا	قرب سلطان سے بچ کر بچ سکے	کیونکہ یہ تیرا دباں جان ہے
اور ہے ایمان کا بھی اس میں ضرر	ہو سکے جتنا تو کراس سے حذر	اس کے اور پرکھتا ہوں اک داستاں	کان دل سے تم سنو اے مہرباں
	نیک لوگوں کا طریقہ ہے یہی	جو بنیاں کرتا ہوں تجھ سے اے غبی	

داستان

ایک تھا درویش بس روشن ضمیر	راہ حق میں چست و کمال بے نظیر	چھوڑ کر دنیا کے سارے کاروبار	کر لیا تھا اُس نے کو شہ اختیار
خلق سے ہو کر جبراجنگل میں جا	کرنا تھا تنہائی میں یادِ خدا	بیٹھ کر اک غار میں تنہا سدا	ذکر حق میں ہر گھڑی مشغول تھا
باہر آتا تھا نہ وہ اُس غار کے	پر کبھی حاجت ضروری کیلئے	بعد ہفتے کے جو ہوتی اشتہا	کھاتا تھا برگِ شجر وہ پارسا
ایک مدت ہو گئی اُس کو بسر	ذکر حق کرتے ہوئے اس طرح پر	تھی اُس عارف پر عنایات خدا	واصل مولیٰ وہ رہتا تھا سدا
چھوڑے اس عالم کو جو حق کیلئے	بے شہ وہ اپنے دلبر سے ملے	جدو کو شش شرط پیے پرانے سپر	راہ میں دلدار کے شام و سحر
ہے بہت باریک راہِ دل رُبا	چل سکے بے راہ کے کب بھلا	میں گی اس رہ میں بہت سی گھاٹیاں	طے ہو کب بے راہ برکے اے فلاں
کہتے ہیں حضرت محمد اس لئے	راہبر لے ساتھ پھر تو راہ لے	راہ برے تا تو سیدھی راہ جا	گھاٹیوں میں ورنہ ہو گا مبتلا
اولیا ہیں راہ بر اس راہ کے	اُن کے دامن کو پکڑ اور راہ لے	عمر بھر گرچہ کرے روزہ نماز	بے مدد مرشد کے کب ہو ستر باز

تو عبادت گرچہ کیسی ہی کرے	گرچہ کی تو نے عبادت سالہا	لیک بے مرشد تو ویسا ہی رہا
اس عبادت سے نہ وہ کچھ کم ہوئی	جو نہ جا حرص و ہوا دلسے ترے	اس عبادت کو ترے پھر کیا کرے
منع کرتی ہے گناہوں سے نماز	عادت ہے یہ تری روزہ نماز	بہر باطن اس سے کب تجھ پر ہونا
تاکہ کر دے تجھ کو سیدھی راہ کو	ورنہ اس رہ میں تو بے مرشد سدا	ٹھو کریں کھا تار بیگا جا بجا
بے کماں کے تیر کیونکر چل سکے	تیر دیکھا ہے کوئی بھی اب بتا	بے کماں کے جانشانے پر لگا
بے مدد مرشد کے بتلا اے کریم	انتہا رکھنا نہیں ہے یہ سخن	حال اس درویش کا اب مجھے سن
آنا دنیا کا ایک عورت نازنین کی صورت بن کے آگے مرد عارف کے		
درمیاں اس غار کے وہ پار سا	ذکر و فکر حق میں رہتا تھا سدا	ناگماں اک روز اے فرخندہ فال
باہر اراں خونی وزی بندگی	اگنی خدمت میں اس درویش کی	دست بستہ باارب ہو کر کھڑی
جو کرو اسدم قبول حضرت مجھے	کیا کریموں کے کرم سے در ہے	تیری خدمت میں رہو گی میں ملا
دیکھ کر درویش نے اس کے تئیں	کر لیا معلوم باطن سے وہیں	ہے یہ دنیا بدگہر اور نابکار
یہ کہا درویش نے اے بیچیا	دور ہو مجھ پاس تو ہرگز نہ آ	بھاگ کر تجھے میاں آبا سو نہیں
بچ کر یوں آئی ہے اس جاے پلید	مگر سے ڈرتا ہے تیرے ہر سعید	یہ کہا اس نے کہ اے درویش جان
حق میں میرے تجھ کو لے مرد یقیں	فائدہ کچھ منع کرنے میں نہیں	آئی ہوں میں حکم حاکم سے میاں
کہلے یہ نظروں سے وہ غائب ہوئی	اور عارف کو سوئی وحشت بڑی	یہ کہا عارف نے وہ جو آئے گی
گرنہ جانے گی وہ میرے پاس سے	گور کا مصرف کو دکائیں اُسے	گرنہ جا مجھ پاس سے دنیا نے دوں
مال دنیا ہے یہ زبر سہم ناک	گرا سے پاوئے تو اس پر ڈال خاک	یعنی اسکو صرف کرنیک امر میں
واسطے حق کے جو دے نواک یہاں	اُس کے بدلے پاوئے تلوحے وہاں	کر سخاوت کا تو پیشہ اختیار
چاہتا ہے وہ جو کچھ پروردگار	کرتا ہے اسباب اُس کے آشکار	دس برس تک وہ فقیر اس غار میں
کوئی آتا تھا نہ اس پاس اے پیر	کیونکہ بستی سے تھا جنگل دور تر	گاہیں بکری اونٹ نچر اور گدھے
اتفاقا اک برس تقدیر سے	قحط عالم میں پڑا حد سے پرے	خشک سب کھیت اور جنگل ہو گئے
گلہ ہلے اشته و گاوان و خر	پھرتے تھے چرواہے ایدھر اور اُدھر	کچھ بھی جس جا پاتے تھے سبزے کی بو
یوں ہی پھرتے پھرتے ایک دن ناگہاں	اُسے پاس اس غار کے سب اعیان	چند اک چوپائے گرد اس غار کے
پھر تو چرواہے وہاں آنے لگے	لے لے چوپائے چرانے کے لئے	ناگہاں اک دن وہ غار غار سے
کی تھی جو حق کی عبادت بشمار	نور حق تھا اس کے منہ سے آشکار	دور سے چرواہے صورت دیکھ کے
		گرو اس درویش کے آکر ہونے

اعتقاد دل سے جاہر ایک نے رکھ دیا پاؤں پہ سرد رویش کے
جس کو حاصل ہووے وصل دل سرا پھر بے اسکو اور سے مطلب کیا
اپکو خواہش ہو اب جس چیز کی حکم کیجے ہم بجا لاویں ابھی
کر کے اُن کی عجز و زاری پر نظر یہ کہا کچھ دودھ لاؤ ہو اگر
شیر کے دو ایک دیکر گھونٹ یار تا میں مارِ نفس کا دوں زہر مار
جب نہ انکو چارہ کھانے کو ملا شیر اُنکے خشک پستان سے ہوا
دیکھ کر رویش اُن کا اضطراب یہ کہا اُن کو کہ لے مردانِ کار
کر کے بسم اللہ اب لے نیکہ سہ سہی کرتو ہوگی امدادِ آلہ
گوش جان سے سن ذرا لے ہر باں کہتے ہیں کیا سرورِ پیغمبر اں
بے سفر چلنے کے کب ہو راہ طے جہد کر چل منزل مقصود پئے
ہو مسافر کو کہاں آرام و خواب ہر گھڑی رہتا ہے اسکو اضطراب
راہ لے چل عیش کے دامن کو بھاڑ تا نہ اُلجھے اُن سے اندر خار و جھاڑ
یعنی یہ کپڑے اُلجھ کر جھاڑ میں خوب ساتن کو ترے زخمی کریں
دور ہے منزل بہت رہ میں بیٹا اور بہت سے جا بجا کانٹوں کے جھاڑ
قطع کر یہ خار رہ سے تاکہ تو جلد پہنچے منزل مقصود کو
یعنی لا سے نیز سے تیشہ بتا سنگِ غیرت کو پھر رہ سے ہٹا
یعنی یہ حرص و مہولے دینوی غیر حق کے ہے ترے دلیں بھری
یہ سخن ہے بے بیاں اے دوستو حال اس درویش کا مجھ سے سنو

قصہ - دوہنا ایک چرواہے کا آزمائش اور بد اعتقادی سے

ایک چرواہا غرض ان سے اٹھا پاس گاؤں نارسیدہ کے گیا
اُس جواں نے پاس اُس گائے کا ہاتھ جھٹ اُسکے تھنوں پر رکھ دیا
ہو کے حاضر سامنے درویش کے دودھ لے با اعتقاد حاضر ہوئے
ریڑوں کو لیکے سارے رانیاں شہر کو جانب ہوئے یار و رواں
دن کئی گزرے غرض اس طرح پر آتے تھے چرواہے وے اسفار پر
تھا خلایق کی زباں پر یہ کلام شاہ تک بھی ہو گیا یہ قصہ عام
تاکہ لیوے امتحاں درویش کا اُسکے دوہنے کا ارادہ کر لیا
دودھ کی دھاریں ہوئیں اُسے اُن ہاتھ رکھتے ہی تھنوں پر بیگیاں
بعد اُس غار میں جا کر چھپا دودھ لے عارف نے اُس پی لیا
اس کرامت سے وے حیران ہوئے شہر میں وہ سب کے سب داخل ہوئے
اس کرامت کا بہت چرچا ہوا رفتہ رفتہ پھر شہر میں جا بجا
سب امیروں اور وزیروں سے بلایا سنتے ہی اس بات کے شہ نے کہا

چلکے اُس عارف کی زیارت کیجیے کہہ گئے یہ اور اٹھ کے باصد التجا صحبت میر و وزیر و بادشاہ ان کی صحبت ہے ہر اک حیراں ہوا پاسِ سلطانوں امیر و نیک نہ جا اس لئے فرماتے ہیں خیر الزماں جو کہ عالم جا امیروں سے ملے الغرض شہ عجز و زاری سے سدا ہوتے ہوتے چاہا یہ سلطان نے باعثِ برکاتِ رحمانی ہے یہ شہر میں ہوا اس طرح کا مرد جو بادب کی عرض یہ درویش سے بولادہ سُن اے وزیر اب مجھ کو کیا ہے موافقِ طبع ویرانہ مجھے مرضی حق کا ہوں طالب میں سدا کہتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ فائدہ وحدت میں ہووے جس قدر مجھ وزیرِ حیلہ جو نے عرض کی یوں اگر گوشہ پکڑتے اولیا لیک جو بیمار ہوا اے باشعور اور صحت جس نے پائی مرض سے ایک مجھ میں حرص کچھ باقی ہے اب تارک دنیا ہو تم تو بالیقین تیرے نفس پاک سے اے ہر باں سامنے تیرے ہوا و حرص سب نفع جس سے ہو خلافت کو تمام	کیونکہ وہ دُورے میں اپنے فرد سے خدمتِ درویش میں حاضر ہوا ہے بڑا فتنہ سمجھ اے نیک راہ عاجزاں کے مکر سے شیطان ہوا آپ کو ان سے بہر صورت بچا دین حق کے ہیں ایسے یہ عالماں دین کے بیشک ہوئے وہ چوٹے پاس اُس درویش کے رہنے لگا خوب ہو جو شہر میں عارف چلے سایہ انوارِ ربانی ہے یہ زیب شاہی رونقِ اسلام ہو شہر میں چلئے تو اب کیا خوب ہے خلق کے ملنے سے بتلا فائدہ اور ہر اک طالبِ آرام سے خوب تنہائی میں ہو فرضی ادا جو رہا تنہا وہ آفت سے بچا اس سے تنویرِ جہ ہو کثرتِ بضرر گر پکڑتے اس طرح گوشہ نبی و حق پاتی یہ کب خلقِ خدا چاہئے پرہیز اُس کو بالضرور کیا دوا پرہیز کی حاجت اُسے چاہئے پرہیز مجھ کو اس سبب آپ سے ہم پاس تم آئے نہیں ہو گئی رخصت ہماری جاں جاں مخدول سے ہو گئے یک لخت اب فائدہ اُس سے اٹھاویں خاص علم	اُسکا ثانی کوئی عالم میں نہیں شہ کے آنے سے ہوا درویش کو ہے سلاطینوں کی صحبت مثلِ آگ ہے تکرارِ نیکِ دلیوں یوں بھرا صحبتِ انکی کبر و غفلت لائے ہے پر نہ ہو جو ہم نشین و ہم طعام بس ڈرو ان سے بچو اے مومنین پھر تو دونوں عارف و شہ بے خطر سوچ کر دل میں کما دستور کو اس کے قدموں کے طفیل العجب و دور الغرض آیا وزیرِ حیلہ جو مرد آزادہ تھا وہ مردِ خدا مجھ کو آبادی سے ویرانہ بھلا طالبِ آرام نفس اپنے کا اب ہے بھلا حق میں مرے گوشہ سدا اختلافِ خلق سے ہے جو بچا جس نے کثرت سے بچایا آپکو کب پہنچتا خلق کو دینِ خدا یوں کہا درویش نے اے با خدا جو نہ بیماری میں پرہیز اب کرے اٹھیا اور اولیا اے راسخیں سُنکے بولادہ وزیر اے نیک خو خود بخود آتے ہیں ہم بالتجا تیری صحبت سے ہوئے ہم پر تمام ہیں یہ فرماتے امام المرسلین تم بھی اس پر اب عمل کچھ کیجیے	عالم و کامل ولی سلطان دین شغل میں حق کے حرج بے گفتگو تیرے مانند ان سے دُور بھاگ بکریوں میں جس طرح ہو پھڑپھا اور قناعت کا اثر لیجائے ہے ساتھ سلطانوں امیروں کے کدرا تا تنہا رانچ سکے اسلام و دین ہو گئے آپس میں جوں شیر و شکر جو چلے محلوں میں عارف خوب ہو رحمتِ حق ہوئے نازل شہر پر پاس اُس عارف کے باصد گفتگو بھاگتا تھا خلق سے کوسوں سدا اختلافِ خلق سے ہے سونلا میں نہیں ہوں اے وزیرِ بادب کا دُخ میں رہنے کا کیا فائدہ جان اپنی کو سلامت لیگیا ملک وحدت کا ہوا سلطان رہتا اگر ہی میں ہر اک مبتلا جو کہا تو نے یہ حق ہے اور بجا بے شبہ وہ ہاتھ دھوئے جانے رنج و بیماری سے ہیں پاک اے متین کسرِ نفسی سے یہ اب کہتا ہے تو آپ کی خدمت میں اے پیر بُدا عیش دنیا سرد بالکل لا کلام ہے وہ سب لوگوں میں بہتر بالیقین فیض اپنا چل کے سب کو دیجئے
--	---	---	--

<p>فیض سے ہوں تیرے وہ ذکر تمام بولا عارف جائے نشہ چاہ پر ایک مدت الغرض اس طرح پر بولا بہتر تیری فرحت کے لئے ہو لیا درویش ہمراہ وزیر وہ فقیر اپنی خلاصی کے لئے باہر درویش و اس مستانہ وار بھاگ کر نکلا جھٹ اس در سے شاہ نے جانا کہ عارف لطف سے مارنے میں اسکے یہ تھا فائدہ چاہئے تھا یہ تو کہ ہو بد اعتقاد عرض کی اے پیشوا اے عارفان نظر نے کشتی جو توڑی جوڑ سے جانا عارف نے کہ ہے حکم خدا مرضی حق پر ہی رہنا چاہئے مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا شہ نے عارف کیلئے باعز و چاہ وہ فقیر پاک جان و راست باز پوستیں اور دلق کو پہنے ہوئے باخوشی رہتا تھا اس گدے سی ہیں گرچہ دنیا ہے یہ ملعون ازل نیک کاموں میں تو مسکوں صرف کر واسطے دانا کے دنیا خوب ہے گر نہ ہو منتر تجھے معلوم یار مال دنیا کے نہ ہرگز گرو چا دس برس اسکو سے یوں ہی گذر</p>	<p>جو بڑے رہتے ہیں غفلت میں ملزم چاہ پیا سے پاس کب جا لے پیر عرض کرتے ہو گئی اس کو بسر میں چلوں گا شہر میں سلطان کے سوئے دولت خانہ شاہ کبیر مارنے پتھر لگا سلطان کے مارتا تھا بے خطر پتھر ہزار جس میں بیٹھا تھا وہ سلطان شان مارتا تھا مجھ کو پتھر اس لئے تاکہ اس صدمہ سے مجھ کو بچا اور سو تاشہ کو زائد اعتقاد لطف کا تیرے کرو نہیں کیا بیاں تاکہ وہ ظالم کے ہاتھوں سے بچے کیا ہے چارہ جب ہوا مرقضا زہر بھی اک عرصہ چکھنا چاہئے زہر بھی چکھئے ذرا سہرہ خدا کر دیئے تیار محل اور خانقاہ ہو گیا ظاہر میں اندر عز و ناز نفس پر کرتا جادہ ہر دم و لے فقیر پر کرتا تھا محکم آپ کو پر ہے مومن کیلئے بیت العمل در نہ تو کتا سا ہے مردار پر اور نادانوں کو بلا سلوب ہے سانپ کے من گرو پھر تو زینہار جو تو جاوے خرچ کر راہ خدا پر رہا و لیا ہی اپنے حال پر</p>	<p>کرتے ہیں کفران نعمت جو کوئی جو کہ چاہے مجھ سے وہ آوے یہاں آخر شجہ جانا جو عارف نے کہیں بعد اس کے جو صلاح وقت ہے شاہ نے دیکھا جو اس کو دور سے تاکہ دیوانہ سمجھ کر اس گھڑی بے محابا اس قدر مارا کہ شاہ اس مکان سے شاہ جب باہر ہوا اس مکان میں تانہ یہ دیکر مرے چاہے تھا عارف چھٹا نا آپ کو صدق دل سے باہر اراں التجا کیا کروں احسان کا تیرے شکر میں اس طرح مجھ کو بھی تو نے خضر دار دلیں اپنے پھر وہ یوں کہنے لگا یعنی خواہش پر خدا کی بر ملا الغرض کہنے سے عارف شاہ کے اور نعمت بھی ہر اک موجود کی عیش دنیا میں تھا ظاہر میں پھنسا ایک حجرے میں وہ تنہا بیٹھ کر کچھ نہ اس دولت سے حاصل تھا مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا مال دنیا کو بقا گرچہ سنیں جانتا ہے جو کہ منتر سانپ کے تانہ دھو دے ہاتھ اپنی جان سے الغرض درویش کو کہتے ہوئے زینہار طاقت میں آیا کچھ بھی نہ</p>	<p>تیری صحبت سے ہوں شاکر و لایحی میں بھلا کسوا سٹے جلوں ویاں یہ وزیر اب یاں سے ملنے کا نہیں وہ کروں گا تیری خاطر جان کے اٹھ کے آیا واسطے تعظیم کے چھوڑ دے سلطان مجھ کو اے ولی بھاگ کرواں سے گیا بار در و آہ حکم حق سے وہ مکان جھٹ کر پڑا کیونکہ تھا معلوم اسکو کشف سے حکم حق تھا بتلا یہ اور ہو آ کے شہ عارف کے قدموں پر پڑا جوڑ میں تیرے ہزاروں لطف میں کر دیا سوور طہ قاتل سے پار مرضی حق تو اب یاں آ پھنسا چاہئے راضی رہے صبح و مسا شہر میں آیا نکل کر غار سے واسطے درویش کے با صد خوشی لیک باطن میں تھا وہ سب جدا کرتا تھا یاد خدا شام و سحر پر فقیروں کو دیا کرتا تھا مالے نیک ہے گر خرچے اسکو نیک جا خوب ہے گر خرچے اندر کار دیں سانپ ہووے دوست اسکا دکھلے یاد رکھ یہ بات میری مان لے ہو گئے دس سال پاس اس شاہ کے گرچہ ظاہر میں رہا دنیا میں غرق</p>
---	---	---	---

بھئی یہ رسم شاہ جو سوتا سوار
 العرص اک دن اسی معمول پر
 ناگہاں وہ زن جو پہلے آئی تھی
 عرض کی اُس نے کہ اے سلطان جان
 تو دعا دے ہے ہر اک کو پر جو درو
 پاس میرے دونوں یہ موجود ہیں
 ہو گئی غائب نظر سے سُن یہ ذکر
 معتقد مجھ سے ہے ہر چھوٹا بڑا
 شاہ رکھتا ہے بہت تعظیم سے
 جو قضا آوے تو ہو برعکس کار
 ایک دن تقدیر سے ناگاہ یار
 رنج بیکد پایا اور تکلیف سخت
 گر کے قدموں پر وہ اُس درویش کے
 شدت گرمی تھی رستے کی نکاں
 شاہ تنہا اور وہ عارف تھا واں
 چاہے تھا اُس کے شکم پر ہم ٹھا
 دوڑ کر چھٹ محل میں داخل ہوا
 اور کرے قتل اس کو بڑلا
 کیا نگوئی کا ہے بدلہ یہ کہو
 کر کے اپنے لطف و احسان نظر
 چھین کر اُس سے یہ سبیل و منال
 مت ہونا زان لطف پرانے کبھی
 ایک وہم بے حقیقت سے وہ شاہ
 دل لگا اُس شاہ آگے بیوفا
 چھوڑ دیے جو ایسے شاہنشاہ کو
 مال دنیا کا بھی ہے بس بیوفا

مہر نظم ملک یا بہر شکار
 اسکی زیارت سے ہوا وہ بہر دور
 سامنے سے دوسری بار آگئی
 تجھ سے میں ہوتی ہوں خستِ نعل
 ہو تر تابع تو اُس سے دور ہو
 میں نہیں آیا ہوں تیرے داؤ میں
 اُس کے فتنے کا ہو اعارف کو فکر
 آپ سے مجھ کو کرے کیونکر جدا
 دیکھئے سوا کرے کیونکر مجھ
 ہو ویں سب تدبیریں باطل و زار
 شاہ جنگل کو گیا بہر شکار
 دل ہوا گرمی سے شہ کا تختِ تخت
 پاؤں پر بوسہ دیا سو صدق سے
 کچھ ہوا آسودہ شہ اُس سے ہاں
 خنجر سلطان نکل کرا ز میاں
 اطراف رکھ دین غافل بادشاہ
 پر غضب سے آگ کا شعلہ بنا
 تاکہ دیکھے فعل کی اپنے سزا
 کھینچے خنجر جو ہمارے قتل کو
 جان بخشی اسکی کر لے نامور
 کر کے نکا شہر سے باہر نکال
 دم میں ہوں شیطان اور دم میں ولی
 ہو گیا بظن اُسی عارف سے آہ
 جو ہزاروں جرم بخشے اور خطا
 اُس سے زائد بیوقوف اور کون ہو
 دل لگانا اُس سے بے بیشک خطا

وقت بٹنے کے وہ سلطانِ اعجاز
 اور اسی حالت میں وہ پیرِ بدعا
 پوچھا عارف نے کہ تو کس واسطے
 یوں کہا چل دور ہوا بے حیا
 دور ہو مجھ سے کہیں اب اے غبی
 دور ہویاں سے تو جلدی بیچیا
 دیکھئے کس طرح ہو دے گا جدا
 دیکھئے تقدیر سے ہو کیا سبب
 پڑھ کے پھر لا حول ہو ناغل رب
 جو کیا چاہے ہے کوئی کار رب
 جستجو کی اور محنت بے شمار
 واں سے ہٹ کے شہ اُسی معمول پر
 آیا تھا گرمی میں گھبرا ہوا
 اک طرف تکیہ لگا دیوار کا
 نکا ہو شہ کے شکم پر گر پڑا
 چونک اٹھا یکبارگی شہ خواب سے
 بولا غصے سے کچھٹ آوے وزیر
 کیا کیا تھا میں کہو اُس کا بُرا
 جو وزیر اس امر سے آگہ ہوا
 شاہ بولا تجھ کو بخشی اُس کی جان
 ہو ہے یہ صدق و وفا اے دل
 اعتقادِ اہلِ دولت پر کبھی
 دشمن جاں اس قدر اسکا ہوا
 دیکھ کر کے سب کے وہ جرم و گناہ
 سو خطا میں کر کے تو آدے جو پھر
 جاں سلامت اپنی عارف لگایا

آگے زیارت کرتا اُس درویش کی
 یاد میں اللہ کی مشغول تھا
 آئی ہے مجھ پاس اب بتلا مجھے
 مکر سے تیرے خدا رکھے بچا
 پوستیں اور ولق مجھ پاس ہے وہی
 کب تلک دے گی مجھے بتلا دعا
 مال و دولت دینیوی مجھ سے بھلا
 تیل کھل سے ہو جدا کس طرح اب
 ہو گا جو حکم خدا سر پر ہے اب
 غیب سے کرتا ہے اُس کا کچھ سبب
 پڑلا اُس کو نہ واں اُس دن شکار
 خدمتِ عارف میں آیا دوڑ کر
 اس جگہ آرام کچھ اس نے لیا
 جوں مسافر تھک کے غافل سو رہا
 دیکھ کر یہ عارف دینِ خدا
 ڈر گیا شمشیر ننگی دیکھ کے
 نا کرے درویش کو اس دم اسیر
 پاؤں پر رکھا تھا سر اُس کے سدا
 پڑھ کے استغفار یوں شہ سے کہا
 پر تجھے لازم ہے اسکو اس زماں
 وہم سے بس صدق میں آیا خلل
 دل نہ دیکھو کوئی اے میرے اخي
 جس طرح بکری کا ہو دے بھڑپا
 دے ہے روزی لطف سے شام و نگاہ
 خاص ہو درگاہ میں اسکی تو پھر
 کیونکہ دنیا پر نہ اُس نے دل دیا

جو دغا کھاتا وہ اُسکے مکر سے قتل ہوتا ہاتھ سے سلطان کے
کی تھی اُس نے احتیاط حد بدر مال دنیا پر نہ کی تھی کچھ نظر
جیف ہے صد جیف اے صاحب سلوک تو تو یوں نازاں بتعظیم ملوک
شیخ اپنا شہ تجھے ہر دم کسے یہ ندا سن کر کے تودہ ہوش ہے
پوختا ہے گویا تو اُس شاہ کو کچھ نہیں کرتا ہے یاد اللہ کو
جرعہ اک بحر قدم سے نوش کر آیت کا نقش جو اُپر گوش کر
عیش کے سامان سب موجود ہیں تجھ بنا پر ساقیا نابود ہیں
اس میں مذمت ان کی ہے جو مضمون دنیا میں غرق ہیں واسطے خطبے بنیاد کے

کیا ہے دنیا منصب دنیائے دُور گرو مت جا اُسکے تولے پرفنون
روئے آسائش کو دیکھنے کا تو جاں اک سر مو ہے کہیں اندر جہاں
راہ حق سے دُور جو تجھ کو کرے اور ڈالے کوئی فرقت میں تجھے
مانہ بدنامی اس کا نام ہے سر بسر ناکافی اسکا کام ہے
واسطے اُس نہر کے تودن رات ہوگا تو کب تک خراب الحکذرات
منصب دنیا ہے وہ اے پرفنون اس طرح جس نے کیا تجھ کو زبوں
اور اس حلوادناں سے اے فنا منہ کو اپنے کچھ نہیں شیریں کیا
مار کر اس پر وہ اپنے پشت پا خلد میں جوں شاہ مرداں کیگیا
ترک دنیا گیر تا سلطان شوی ورنہ ہم چوں چرخ سرگرداں شوئی
زہر دار در در در دنیا چومار اگر چہ دار داز برون نقش و نگار
زہر قاتل ہے یہ مار نقش وار بھاگتے ہیں اس سے جو ہیں ہوشیار
اس سبب کہتے ہیں شاہِ اولیا ہیں وہ مقبول ولی و انبیا
حُب دنیا سر خطا و نکا ہے سر ترک دنیا سر ہے ہر طاعت کا پر
پہلے تو تحصیل ہی اُسکے تو یار کھینچے محنت اور ذلت بشمار
اس میں اول تو ہزاروں محنتیں اور آخر میں ہوں حاصل حشریں
یا الہی تجھ کو بھی بہر خدا الفت دنیا نے دوسے رکھ بچا
حُب مولیٰ حُب حق حُب خدا تجھ کو اب بہر محمد کر عطا
غیر کی الفت سے کر کے تجھ کو دُور

ہوتا عارف ہے شہ زار و زبوں سہوتا عارف ہے شہ زار و زبوں
مکر سے دُنیا نے دُور کے وہ بچا جان و تن اپنا سلامت لیگیا
ہے نہ آوے وہ زخمِ شراب خاص لذت اُسکے جو وقتِ خطاب
ہر دم آگے شہ کے تو سجدہ کرے مست و مدہوش اس خطاب سے ہے
شرک ہے یہ تو رب العالمین اللہ اللہ ہے یہ کیا اسلام دین
دل مرا تجھ بن ہوا زہر زہر ساقیا اب آکھیں مت دیر کر
عیش و عشرت جس سے ہو دیر تمام آکھیں دے بہر حق اک بھر کیجا
ہاتھ اور منہ اپنے اے نیکو سر اس سے آلودہ کئے تو نے اگر
ہے وہ کیا سُن لے ثواب تجھے ذرا منصب دنیا نہیں تو جانتا
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن ہے یہی دنیا سمجھ اے نیک تن
زہر کا پیالہ پلاتی ہے تجھے یہ نہاں ہر لحظہ خاص و عام ہے
خرمن دین کو ترے بالکل جلا منصب دنیا ہے وہ جس نے دیا
ہاتھ سے چھوڑا نہ اپنے دین کو خوش ہے وہ مقبول جس نے یاں کھو
منصب دنیا نے دُور کو سر بسر خوش ہے وہ دانا کہ جو یاں چھوڑ کر
نکتہ اک فرماتے ہیں سُن اے انی مثنوی میں مولوی معنوی
ورنہ مثل چرخ سرگرداں ہو تو چھوڑ دینا کو کہ تا سلطان ہو تو
می گر زہر زہر آں کو عاقل ست زہر ایں مار منقش قاتل ست
آں گزین انبیا و اولیا زہر سبب فرمود شاہِ اولیا
ترک دنیا اس کل عبادۃ حُب دنیا اس کل خطیہ
عاقلوں پر جان یہ مردار ہے چھوڑ دینا کو جو تو ہشیار ہے
حسرت اور افسوس کو ہمراہ لے بعد اُسکے چھوڑ کر پھر راہ لے
محنت اور حسرت میں ہینگے بیگیا اہل دنیا الغرض یاں اور وہاں
واسطے اپنے مرے دل سے نکال حُب منصب حُب جاہ و حُب مال
ہر دم دہر لحظہ تو رکھ اپنے حضور حُب دنیا اس کل عبادۃ

اس میں بیان ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ خلق کے بھلے بُرے کئے پر خیال

نہ کرے اور موافق حکم خدا اور رسول کے کئے جاوے

گر تو چھوٹا خلق میں خلقت سے اب بد زبان خلق سے چھٹتا ہے کب کون ہے بد زبان سے ہو بچا حق پرست ہو یا کہ ہووے خود نما

گو کہ ہوں تجھ میں کرامتیں ہزار اور ہو گھوڑے پہ گرتو بھی سوار گزریں سے آسمان تک تو اڑے پر نہ طعن خلق سے ہرگز بچے

گر سکے کوشش سے نالہ بند تو پر نہ بند ہووے زبان عیب جو جمع ہوں اہل نفاق آپس میں جب اہل تقویٰ کی بدی کرتے ہیں سب

تو خدا کی بندگی سے منہ نہ موڑ کئے دے جو کچھ کہے خلقت کو چھوڑ چاہئے راضی ہو بندے سے خدا غیر کی راضی و ناراضی سے کیا

حق سے بداندیش کب آکا ہے خلق کے غوغا سے وہ بیراہ ہے چھٹ سکے ہے ان سے کبتو اے ولی گو کرے سوجیلے اور از حد سعی

چھوڑتی ہے خلق کب پیچھا ترا گرچہ تدبیریں کرے تو لاکھ ہا جو کوئی گوشہ کرے ہے اختیار اختلاط خلق سے رکھتا ہے عار

یوں کہیں اُسکو کہ ہے یہ کروڑیو آدمی سے بھاگتا ہے مثل دیو اور جو ہوئے خندہ رُو خوش ادا اُسکو کب جانے یہ نیک اور پارسا

اور جو کوئی ہو غنی اور کامراں اُسکو بولے میں یہ فرعونِ زماں اور جو کوئی مرد درویش نکو فقر وفاقے سے کوئی سختی میں ہو

یوں کہیں اُس کو جو یہ ناچار ہے اسکی بد بختی کا یہ اَدبار ہے اور جو کوئی کامراں تقدیر سے رتبہ شاہی سے اپنے گریڑے

خوش کہیں کب تک ہو یہ گردن کشی ہو خوشی کے بعد آخر ناخوشی اور جو کوئی مفلس و مسکین فقیر تنگ دستی سے وہ ہو جلوے امیر

کھولیں حق میں اُسکے کئے سے زباں ہے یہ دوں پر در فر و مایہ زماں سمجھیں تجھ کو بس حریص اور دنیا دار

اور جو بے کاری کرنے تو اختیار سب گدا پیشہ کہیں اور پختہ خوار حق حق و بقی سدا کرتا ہے یے

اور جو خاموشی کرے تو اختیار نقش دیواری کہیں تجھ کو پکار ڈرتا ہے ہر شخص سے تو زنیہار

اور دلیری مرومی گرتو کرے تجھ کو دیوانہ سمجھ بھاگیں پرے اور کم کھادیں کریں طعنہ اُسے مال اُسکا ہے یہ اوروں کیلئے

اور جو ہوش خوراک و خوش لباس تن شکم پرور کہیں اُسکو یہ ناس یہ کہ زمینت باتمیزوں پر ہے مار

اسکو یوں طعنہ کریں یہ بے حیا ہے یہ بد قسمت نہ پینے اور نہ کھا خوش لباس اور خوش وضع ہو باقادر

اُس کو دیں طعنہ کہ اپنے کو جوان رکھتا ہے آراستہ مثل زماں جو مسافر ہو نہ کوئی عمر بھر

یعنے ہے زن کی تعل میں یہ پڑا کس طرح عقل و سہراوے بجا اور کریں اہل سفر کو یوں خطاب

یعنے یہ صاحب نصیب ہوتا اگر پھر ناکیوں شہر و شہر و در بدر مرد بے زن کو کہیں یوں خردہ میں

اور کرے گزرن کوئی کہتے ہیں یوں پڑ گیا دلدل میں سر سے خر کے جوں گر کسی سے بُرد باری تو کرے

اور سخی کو یوں کہیں کرا ب تلو بس جو ہو ا قانع بنانِ خشک و دلق رات دن کرتی ہے طعنہ اُسکو خلق

باپ کے جوں بہ بھی آخر سفلہ مرد کون ہے جو زباں سے جو بچا باخوشی کنج سلامت میں رہا

جب نہ چھوٹے ہاتھ سے حضرت نبی دشمنوں کے کیا حقیقت اور کی کیا کہا ترسانے اُسکو اٹھ سگفت

خورد اور بیٹا مقرر کر دیا
کب چھٹے کوئی کسی کے ہاتھ سے
کہنے سننے خلق پر مت کر دھیاں
ایک بوڑھا مرد تقابیس بے شعور
ایک گھوڑی پاس تھی اُس پیر کے
مل گیا جواک گروہ رہ رواں
باری باری چاہئے ہونا سوار
کر دیا گھوڑے پہ بیٹے کو سوار
بے عجب بوڑھا ہے بے عقل و شعور
راہ طے آساں کرے طفل اور جوان
کر کے دونوں قول کے برعکس کار
اتنے میں اور پاک جماعت آگئی
چاہئے اک اسپہ ہووے اب سوار
شکر کر حق کا سواری تجھ کو دی
یعنے دنوں پھر تو گھوڑے سے اتر
اور اک فرقہ ملا آکر براہ
ہے سواری ساتھ موجر دانکے پر
کیوں نہیں ہوتا سواری پر سوار
تجھ سا نادان کوئی عالم میں نہیں
عقل کامل پر ہو حاصل خیرگی
جا کے منزل پر کیا سب متقام
جو کیا ہر قول پر اس نے عمل
لغو سے بچتی ہے کب خلق خدا
کہتے سننے پر نہ کر ان کے خیال

پاک ہے وہ ذات ازوجہ ولد
کب کوئی یاں جو مردم سے بچا
گر سنے تو دل سے ہمیر بیاں
حکایت بوڑھے مرد بیوقوف کی
ناگہاں غزم سفر اس نے کیا
تھا پسر اُسکا پیادہ در رکاب
خود سوار سو کر کے طے کرتا ہے تو
پیر نے جب یہ سنا اُسکا کلام
سامنے الہ خلقت آگئی
طفل کو بے عذر رکب کر دیا
یہ نصیحت جو سنی اُس پیر نے
سوچ یوں گھوڑے کو اب کیف دیں
اے سنگرم رحم کر بے زباں
یہ ستم اس بیزباں پر کب روا
جو سنا بوڑھے نے یہ ان سے بغور
گرتے پڑتے جاتے دنوں پائیش
گرتا پڑتا جاتا ہے آپ اور سپر
پہلے تو اُسکے بڑھاپے پر سنسے
جیف ہے ہوتے سواری چھوڑ کر
اٹے ہوں سب کام جب آدے قضا
پیر مرد القصہ حیراں ہی رہا
گر نہ سننا یہ کبھی قول فضول
رکھتا ہے ہر کام میں جو اشتغال
خلق کے اچھے بُرے کہنے سے تو
نیک اور بد پر نہ کر ان کے نظر

نہ یلد و کم یولد اللہ الصمد
نیک ہو یا بد بُرا ہو یا بھلا
خلق کے ہاتھوں سے جب پاؤں
ساتھ بیٹے کو بھی اپنے لے چلا
ہر دو باہم در کلام و در خطاب
رحم بیٹے پر نہیں کرتا ہے تو
ہاتھ میں بیٹے کے دیکر تب لگام
دیکھ اُس کو مارنے طعنے لگی
خود ضعیفی میں پیادہ ہو لیا
طعنے پہلوں کا بھی یاد آیا اُسے
تاکہ پھر طعنے سے اور دن کہیں
بوڑھا ہو کے تو ذرا ہو مہرباں
گر ہے حیواں پر ہے مخلوق خدا
دلہیں کی نادانی سے تدبیر اور
جار ہاتھا گھوڑا خالی پیش پیش
اسپ بھی ہمراہ ہے کو تل نگر
بعدہ پھر اُس کو یوں کہنے لگے
رنج رکھا اپنے اور بیٹے کے سر
عقل و ہوش و فکر سب ہو دیں فنا
اور سہرا ہی ہوئے مثل ہوا
راہ چلتا بے ملامت وہ ملول
کام میں اسکے ہوں پھر ساقی و قلال
رنج و غم میں ڈال مت بس آکھو
کام کا جو کام ہے وہ کام کر

ساقیا! کھو غم دنیا دہیں اس اُس سے تائیں ہوں فارغ کیں ہونہ دنیا میں خیال اکتساب اور نہ عقبی میں غم اجر و ثواب
 شغل ہو ہر دم خیال یار سے بے خبر ہوں اپنے کار و بار سے ہوں میں یوں اندر خیال عشق یار غیر استغراق کے ہو کچھ نہ کار
اس میں بیان ہے خاموشی کا جو بہتر ہے سب خوابوں و علوتوں سے انسان کی

کیا ہے دنیا جان اے صاحب کمال یہ جو ہے بچال تیری قیل و قال کھول کان اور بند کر لب از مقال ہفتہ ہفتہ ماہ و ماہ و سال سال
 کر تو خاموشی کی عادت اختیار جس سے جو جاوے ترا دل ہوشیار ہووے بعضی گفتگو اے نیک پے ہو کے وہ زنا رگہ زمیں پڑے
 خوش نصیب ہوتے ہیں مردانِ خدا بند رکھتے ہیں زبان اپنی سدا کر کے خاموشی بہت سی اختیار کرتے ہیں دل سے وہ یادِ کردگار
 خاموشی بس ہے مقالِ بلِ حال گر بلاویں تو وہ ہو جاتے ہیں لال بیٹھ جا خاموش ہو کر اے جواں تا خاموشی ہو تری نطق و بیباں
 یوں رہیگا کب تک اے بیغورغ تو گرفتار دروغ اندر دروغ ہوش میں آ اب بھی تو بہر خدا آپ کو گفتار باطل سے بچا
 بیٹھ کر خاموشی مجھ پاس اے جواں گوش دل سے سن ذرا یہ داستان تاکہ ہو معلوم تجھ کو زینہار فائدہ اور نقص خاموشی کا یار

حکایت نمٹیل

۳۴ تختا کیں اک بادشاہ عالی جناب ایک بیٹا اسکا تھا نائب مناب شاہ چاہے تھا کہ ہو یہ ذوفنون
 اک معلم بائہنر تعلیم کو کردیاشہ نے مقرر نیک خو تاکہ اُس سے سیکھ لے بیٹا ضرور
 چند عرصے میں غرض اسکا پسر عالم و فاضل ہوا باکروفر حل معلومات و مچھولات کے
 عقل کامل جو کرے کسب کمال ذوفنون دہر ہووے لا محال چند برسوں میں غرض اے نیکنام
 دیکھ کر فضل و کمال اسکا تمام کرتا تھا سو آفریں ہر خاص و عام بیک وہ شہزادہ والا حسب
 وصف خاموشی کا تھا اُس نے پڑھا اسیلے خاموش رہتا تھا سدا علم سے دل پر تھا لب خاموش تھا
 بادشاہ نے جو کمال اُس کا سنا پاس اپنے جھٹ لیا اُس کو بلا سامنے اپنے بیٹھا کر باخوشی
 وہ پسر خاموش تھا اندر جواب سنا تھا سب کچھ صواب انا صواب بادشاہ اس بات سے حیراں ہوا
 کہ بیاں باعث ہے کیا اے بائہنر رہتا ہے خاموش کیوں میرا پسر عرض کی اُس نے کہ جس دن کشتیا
 ہو گیا خاموشی جب سے یہ پسر کچھ نہیں اچھی بُری کہنا خبر شاہ نے اُس پر معین کر دیئے
 کہد یا سب سے یہ جب بولے کلام پاس میرے لاؤ اس کو والسلام الغرض اکن گیا شاہ جہاں
 تھا پسر سمراہ گھوڑے پر سوار درشتہ جنگل میں مشغول شکار صید گہ میں ایک تیر تھا نہاں
 ناگہاں بولا وہ تیر ایک بار شاہ نے جھٹ کر لیا اسکا شکار شاہزادہ دیکھ کر یہ ماجرا
 جو یہ اسدم جانور رہتا خاموش بند رکھا لب نہ کرتا کچھ خردوش صید کب ہوتا نہ یہ گر بولتا

تا ولی عہد اسکو میں اپنا کروں
 ہر طرح کے علم و فن اے باشعور
 بحث منقولات و معقولات کے
 ہو گئی تحصیل اُس کی اختتام
 رکھتا تھا ہر گفتگو سے بند لب
 مثل دریا زیر لب درجوش تھا
 گفتگو کرنے لگا ہر طرح کی
 اور معلم کو بلا کر یوں کہا
 وصف خاموشی کا اُس نے پڑھا
 چند مردم تا سخن اُس کا سنے
 دست میں بہر شکار و حشیاں
 چھوڑا اُس کو شہ ہوا آگے رواں
 سنس پڑا اور یوں ندیموں گھا
 کھولا جوب ایک دم میں سردیا

گرنہ اسیدم بولتا یہ جانور	قطع کیوں ہونا اب اسکانِ بھر	جا کے جاسو سوں نے دی شہ کو خبر	ہو مبارک آپ کا بولا پسر
شاہ نے خوش ہو بہ اکرام تمام	سامنے آسکو بلا یا لا کلام	یوں کہا شہ نے پسر سے میر بچاں	جو کہا تھا تو نے کر مجھ سے بنیاں
ہویشیاں اُس سخن سے وہ پسر	رہ گیا خاموش لب کو بند کر	شاہ نے گرچہ بہت تاکید کی	شاہزادہ پر نہ کچھ بولا اخی
غصے سے بولا وہ شاہ بے خبر	مرد اس کو تازیانے بے شمر	اُس پسر نے پھر ندیموں سے کہا	کیا یہ تم باتیں بناتے ہو سدا
ایک دفعہ وہ جانور بولا عطاواں	قطع سر اسکا ہوا اور میں یہاں	اک سخن کہنے سے یہ پائی سزا	اے سخن گوڈر تو از روز جزا
اک سخن کہنے سے دیکھو بغضب	تازیانے تن پہنٹو کھائے ہیں اب	چن چن ولق بقی بقی میں جو رہتے ہیں	دیکھو کیا حال ہو ان کا وہاں
تو بھی اے امرا داب باہوش رہ	تو حکایت گر سے خاموش رہ	خامشی کا ہے قلعہ مضبوط تر	صاحب اس قلعہ کا رہتا ہے نڈر
کیونکہ اس عالم میں مسود زریاں	ہوں زباں سے آفتیں کثر یہاں	تا دم آخر زاول دم مزین	از دم خود کار خود برہم مزین
ساقیا آہے کہاں تیرا خیال	بے قراری ہے یہاں مجھ کو کمال	آہیں دے خُم کے خُم منہ سے لگا	جرعہ جرعہ دے کے ترساتا ہے کیا
	خُم سے بھی تسکین ہونی ہے محال	آج قفل میکدے کو ٹوٹ ڈال	

اس میں مذمت اور بُرائی اُن لوگوں کی ہے کہ مشابہت رکھتے

ہیں ظاہر میں ساتھ فقراد کے اور باطن میں وہ اشقیاء سے ہیں

کیا ہے دنیا یہ ترا اعمال ہے	جبتہ بشتیں روئے شال ہے	یہ مقام فقر خورشید اقتباس	ہوئے کب حل کسی کو در لباس
اس روا و جبہ پر تیرے اخی	مجھ کو یاد آئیں دوستِ تنوی	ظاہر ت چوں گور کا فر پر حل	واندروں قبر خدا ئے عزوجل
از بروں طعنے زنی بر بایزید	واز برونت ننگ میدار ویزید	ہے ترا ظاہر خیانت سے بھرا	جس طرح ہو گور کا فر پر بلا
اور تیرا اندرون اے پسر	ہے بھر قبر خدا سے سر بسر	رکھتا ہے ظاہر سے تو طعنے سدا	بایزید پاک پر اے بے حیا
اور باطن سے ترے اے جان بلید	سو حیا اور ننگ رکھتا ہے یزید	اُس ریا کو آپ سے کر کے بعید	پاک لوگوں کا طریقہ اے پلید

حکایت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

ایک کوچہ ننگ میں سے بایزید	جاتے تھے اتنے میں اک کتا پلید	ناگہاں اُنکے برابر آگیا	اپنے دامن کو لیا اُس سے بچا
یک بیک کتے نے کھولے اپنے لب	عرض کی اُس نے کہ اے مقبول رب	اپنے دامن کو بچا یا کس لئے	مجھ سے اب اسکا سبب سن لیجئے
خشک ہوں گر میں تو بچہ پڑا بھی پاک	اور جو تر ہوں تو ہو دھو نیسے پاک	اور جو دیکھے اپنے اندر غور کر	وہ جنابت تجھ میں ہے اے باخبر
سات دریاؤں سے بھی دھو لے اگر	پاک کب ہو اُس سے تو اے بہرہ ور	یہ لگے کتے سے کہنے بایزید	تیرا ظاہر میرا باطن ہے پلید
اگر میں آپس میں ہم تم دوستی	خوب گذرے گی ہم میری نری	عرض کی کتے نے اے سلطان دیں	دوستی کے میں ترے قابل نہیں

میں ہوں مردود اور تو مقبول ہے	تیری میری اب بھلا کیوں کر ہے	دیکھتا ہے مجھ کو جو کوئی بشر	دور سے مارے ہے پتھر بے خطر
اور تجھے جو دیکھتے ہیں خاص و عام	کرتے ہیں تعظیم بیدار و سلام	اور یہ ظاہر ہے کہ میں رکھتا نہیں	کچھ ذخیرہ وقت اگلے کا کہیں
اور تجھ پاس ایک مسکا ہے بھرا	آرد گندم کا اے مرد خدا	مجھ میں تجھ میں دوستی کس طرح ہو	میں پلید اور تو ہے پاک اے نیکو
رو پڑے سکر کے یہ وہ پاک دیں	وائے میں گئے کے بھی قابل نہیں	آہ کیونکر ہونگا پھر میں بے خلل	قابل درگاہ حضرت لم یزل
پاک لوگوں کا تو ایسا حال ہے	اور یوں تیرا خدیف اب فال ہے	میرا تانی کوئی عالم میں نہیں	عالم وزاہد ولی اور پاک دیں
اور حقیقت میں ہے یہ حال آپ کا	جس شیطان بھی اماں چاہے سدا	دست بر تسبیح در دل گاؤن	ایں چنین تسبیح کے دارد اثر
ہاتھ میں تسبیح دل میں گاؤن	ایسی کب تسبیح رکھتی ہے اثر	ہاتھ سے تسبیح کو تو دور کر	ذکر دلبے سے تو دل معور کر
بھونک دے اس جَبَّہ ناپاک کو	اور عصاؤ شانہ و مسواک کو	ظاہر اور باطن ترا اگر ایک ہو	پاؤے بیشک جب تو حق کی راہ کو
مختلف ہو ظاہر اور باطن اگر	تیرا ہو جاوے جہنم میں مفر	تو بھی اے امداد اب حق کیلئے	بیخودی میں اب خودی کو چھوڑ دے
ہے خودی میں جہنم کی خودی ہے تو	ہو تو بخود پھر تو خود ہے ہو ہو	خود ہے تو کس کی کرے ہے جستجو	تو حجاب اپنا ہوا ہے آپ کو
آپ کو اپنے میں اول دیکھ لے	غیر کو ترک بل اس یار سے	معرفت پیدا است از عرفان خویش	گر شناسی خویش را گشتی ز خویش
ساقیا وہ بخود دی کا جام لے	جس سینے آپے میں آؤں آپ سے	آپ کھو کر محو ہوں در حق یار	محو اندر محو ہوں میں زینہار
	نام عین رسم اتار اپنا سب	ہو فنا اندر فنا یک لخت اب	

۳۰

اس میں بیان ہے کہ خدائے تعالیٰ کو صرف خدائی کے واسطے پوجے نہ طمع جنت کیلئے اور نہ خوف دوزخ سے

کیا ہے دنیا جان اے نیکو سرشت	یہ عبادت ہے تیری بہر بہشت	ہے یہی نزدیک الہی دل مفر	دین گھٹا نا جان تو اے بہر دور
یعنی مزدوری عبادت پر سیاں	مانگتا ہے حق تعالیٰ سے وہاں	جا حدیث ماعبد تک اے پسر	تو کلام مرتضیٰ سے یاد کر
یعنی فرماتے ہیں یوں حضرت علیؑ	عاشق حق نائب حضرت نبیؐ	اے خدائے خالق ہر دو جہاں	ہے تو ہی مطلوب مجھ کو ہر زمان
پوچتا ہوں اب نہ تجھ کو اس لئے	طمع جنت اور نہ خوف نار سے	پوچتا ہوں تجھ کو نیرے واسطے	ہر طرح تیری رضا مطلوب ہے
جب نہ پایا میں کہیں تیرے سوا	پوچنے کے لائق اے میرے خدا	پس میں پوچتا تجھ کو مکتا جان کر	غیر کی الفت کو کی دل سے بدر
لیتی ہے طاعت یہ اجرت یہ گروہ	رکھتی ہے اجرت کی طاعت پر شکوہ	آرزو اجرت کے عملوں پر اگر	رکھتا ہے تو ہے یہ گمراہی تیر
واسطے حق کے ہے کب اے پر خلل	طمع اجرت کے لئے ہے یہ عمل	یاد آئی اک مثال اس پر مجھ	ہوش کر کے سن تو اسکو غور سے

حکایت محمود بادشاہ غزنوی اور ایاز غلام کی

کہتے ہیں اک شخص نے محمود کو	یہ دیا طعنہ کہ اے مرد نکر	ہے ایاز ایسا نہ کچھ صاحب جمال	جسپہ تو عاشق ہے یوں اے بالکمال
-----------------------------	---------------------------	-------------------------------	--------------------------------

سننے ہی اس بات کے محمود شاہ	اُس سے یوں کہنے لگا اے نیک	اُسکی خوئے نیک پرہوں میں فدا	اور نہ عاشق اسکے رنگ و روپ
نقل ہے ایک دن کہ وہ جانا تھا شاہ	ایک کوچہ تنگ کو عز و جاہ	ساتھ اُسکے تھے جو اہر سے بھرے	چند صندوق اونٹوں کے اور پردہ سے
انفاقا کھا کے ٹھوکر اک شتر	اُس گلی میں گر پڑا اے بہرہ ور	گرتے ہی اُس اونٹ کے اٹکائے	ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے صندوق کے
ہو گئے اک لخت واں اُس سے بدر	لعل و یاقوت و زمرد سیم و زر	دیکھ کر اس حال کو محمود شاہ	لوٹنے کا حکم دے کر چل دیا
سننے ہی یہ حکم جو ہمراہ تھے	یک بیک سب لوٹنے پر پڑ گئے	چھوڑ کر سب کو سب سب پیادہ سوار	لوٹنے پر پڑ گئے بے اختیار
اور رہا ہمراہ نہ کوئی شاہ کے	رہ گیا پر اک ایاز اے نیک پے	دیکھ کر سلطان بولا اے ایاز	تو نے بھی لوٹا ہے کہ مجھ سے تو راز
عرض کی اُس نے کہ اے سلطان دیں	جسکی سب نعمت اُسے لاتا ہوں میں	دور ہو کر اب تری خدمت سے میں	کچھ نہیں حاصل کیا نعمت سے میں
قربت سلطان حاصل ہو جسے	چھوڑا سکو پھر وہ کیوں نعمت کو لے	ہے طریقت کی خلاف اب یہ کہ یار	غیر حق کو حق سے مانگے زینہار
اُس سے زیادہ کون ہے بس ادب	جو سوا حق کے کرے حق کی طلب	نفس پرور ہے جو رکھے کچھ نظر	دوست سے جو دوست کے احسان پر
تو جو کرتا ہے عبادت بے شمار	واسطے حق کے ہے کب اے نابکار	نفس کی خواہش سے کرتا ہے ضرور	یعنی بہر جنت و حورو و قصور
خواہشاتِ نفس میں یہ سب کسب	زہد کے پردے میں کرتا ہے طلب	کہتا ہے پوجوں ہوں میں اللہ کو	خواہشاتِ نفس کو پوجے ہے تو
اجر عابد چاہے طاعت پر اگر	ہے وہ طاعت گر سمجھ اے پیغمبر	اجر پر کب تک تو ہے امیدوار	بہتر اس سے اجر کیا چاہیگا یار
اُس نے فضل و لطف سے تجھ کو فنا	اپنی خدمت کے لئے پیدا کیا	باوجود آلودگی کے قدر ترا	اپنی قدرت سے مزین کر دیا
اور اس قدر پر ترے اے با وفا	خلعت عرفاں کیا آرا سنہ	ساقیا آدے وہ جامِ بے قرار	جس سے ہوں میں جو اندر روئے پیار
ہوں میں یوں دنیا نے دُور سے پیغمبر	نے امیدِ خلد نے خوفِ سقر	خدا اپنی مظہرِ لطف و جمال	دورِ خم کو ہے ظہورِ اتِ جلال

اس میں بیان ہے چھوڑنے کا ماسوا کے اور شائق ہونا طرفِ شراب
ظہور کے۔ مراد اس سے محبت الہی ہے

عمر ضائع اور قضا میری ہوئی	اے ندیم اب بہر حق اٹھ تو سہی	تا کہ پیچانوں میں اپنے وقت کو	رانگاں گذرا ہے جو اے نیکو
کر عطا بہر خدا کب بھر کے جام	اُس شرابِ پاک سے اے نیک نام	ہے خوشی کے درد کی بیشک کلید	اُس سے منت رکھ بہر حق مجھ کو بعید
اور رہا ساقیا ارواح کو	قید سے رنج و الم کے جلد تو	اور چھڑا جلدی خدا کی واسطے	تن بدن کو رنج و غم کی قید سے
اس خراب آباد ویران میں مرا	خانقاہ و مدر سے سے دل اٹھا	نے تو مجھ کو نفعِ خلوت سے بلا	اور نہ کچھ اب سیر سے حاصل ہوا
دیر و کعبہ میں پھر اسرارِ مارتا	نے ملا مقصودِ دل کا کچھ تپتا	اب بہت پیچ پیچ میں اے ساقیا	مہو مری مشکل کا تو مشکل کشا
بس شرابِ بے خودی مجھ کو پلا	قید سے تائیاں کی دل چھوٹے مرا	وہ جو عالم سے اس عالم کے سوا	ہے وہی درکار مجھ کو ساقیا
ایک عالم چاہوں اس عالم سے اور	ہو ترالا اس سے اُس عالم کا غم	تا کہ ہوں مقصودِ دل سے بہرہ ور	خاک ڈالوں مستی مہو مہم پر

آہ و نالہ شور و غل ایسا کروں آتشِ موی سے اک شعلہ ہے یار پس بلا کر کے وہ چھ کو شراب اٹھ کہیں بہرِ خدا ہو جلوہ گر مطر با کچھ کہہ یہ میری التجا کریاں کچھ یار کی باتوں سے بادق و تے سے تو اٹھ کر مطربا آہ کب تک میں کروں آہ و فغاں پھر سنا چھ کو وہ نظم مستطاب مطر با اب بہرِ حق اٹھ تو سہی اور کہہ کوئی تو بیتِ مثنوی بشنواز نے بشنوار صاحبِ نفس ہو مخاطب اٹھ کہیں اے بہرِ ہر دل مرا غافل ہے اپنے حال سے اور کہتا ہے کہ ہو اس سے سوا ہے غفلت سے مدہوشِ اسفند قبضہ مارے ہیں کافر بر ملا غیرِ دلبر کو تو دل سے دور کر یعنی یہ حرص و ہوا و حبِ غیر دل میں جب تک تیرے حبِ غیر ہے غیر سے تو خالی گھر کو جلد کر الغرض امداد تو اپنی کتاب	وہ شراب اب ساقی چھ کو تو دے طور ہے اس نور کا سینہ مرا ہو وہ ایسی جو پئے اسکو ذرا ماہ بھی اور سب ستارے چھپ گئے عیش ہے بے عیش میرا مطربا دور کر چھ سے اب آیامِ فراق ناکہ ہوں ہم پر یہ سب اے نیک نام آہ و ایلادریغا حسرتا عمر سب گزری مری در قیل و قال پھر کوئی شعرِ عجم چھ کو سنا بشنواز نے چوں حکایت میکند نے سے مت سن سن تو حنا نفس سے وہ کوئی نغمہ سنا اے نیک خو بند آہن میں پڑا ہے بس او پر سر بسر گمراہ ہوا اے نیک خو ایک مدت گزری ہے اسکے تئیں اب بھی اے امداد تو بہرِ خدا ماسوا دلبر کے دلیں ہے جو شے ہو سکے جتنا انھیں دل سے نکال غیر سے ہے بیز اسکو اے جواں ہو کے تو خاموش قیل و قال سے سالِ ہجری بھی ہوئی جب ختم یار رکھ دیا اسکا غذائے روح نام	خلق میں اک حشر سا بر پا کروں اُس شرارِ پاک کا نور آشکار جس سے واپس ہو مرا عہدِ شباب جمع ہونے آئی اب مت دیر کر رائگاں گزری ہے ورنج و غنا دل مرا اس بن ہے غم میں مبتلا چھ کو اشعارِ عرب سے کچھ سنا ایک بھی سنا نہیں وہ جانِ جاں جو کبھی تھی میں نے در عہدِ شباب کچھ بھی طاقت اب نہیں چھ میں رہا از حکیم مولوی معنوی کز جمادے نالہ شنیدست کس سب زباں سے تو مجھے آگاہ کر ہے سدا مشغول قیل و قال سے یعنی پام میں بڑی ہے حرص و ہوا آپ کی بھی کچھ نہیں رکھنا خبر دین اور اسلام پر اسکے سدا جلوہ دلبر سے دل معمور کر سب یہ بتخانے ترے ہیں اور دیر مل نہیں سکتا تو اپنے یار سے نورِ دلبر تا ہو اس میں جلوہ گر ختم کرو اللہ اعلم بالصواب جب ہوئی یہ مثنوی یار و تمام
---	---	--

خاتمة الكتاب

علم نظم و نثر بھی رکھتا نہیں

کر دیا ہے یہ جو کچھ میں نے بیان
شاعری سے کچھ کو کچھ بہرِ ہشیں

بعد اسکے سن لو اب اے دوست

پانچے مقصود دل اُس یار سے	ہے نہ مطلب خوبی اشتار سے	شاعری سے کچھ نہیں ہے کچھ کلم	چاہتا ہوں یہ کہ ہوئے فیض عالم
سُنکے یہ زیادہ ہو عشقِ عاشقان	اور ہووے دُورِ فراقِ فاسقان	شاعروں سے کچھ نہیں ہے التجا	عرض ہے اہل صفا سے یہ ذرا
جو کہ دیکھیں اس میں کچھ سو و خطا	دین بنا اپنے کرم سے بُر ملا	کر کے اپنے لطف و احسانِ نظر	اسمیں دیں اصلاح بخوف و خطر



نکتہ قابل یاد ہر ذرہ اسم ذات اللہ کا مظہر ہے اور ہر چیز سے نام مبارک اللہ ظاہر ہے

رباعی

ہر چیز کہ خواہی عددش گیر دو بار
یک ساز زیادہ و سہ چنداں بشمار
پس از طرح ششم جو باقی ماند
در بست و دوم ضرب کردہ اللہ برابر

تفصیل اس اجمال اور تحلیل اس اشکال کی یہ ہے کہ خالق اکبر کے اسم کی ظاہریت اور مخلوق اصغر کے اسم کی مظہریت اس صنعت سے بالبداہت یوں ظاہر ہے کہ جس وقت منظور ہو کسی شے سے نام مبارک اُس صانع حقیقی کا تو اس چیز کے عدد بحساب ابجد نکالیئے اور اُن اعداد کو دو چند کیجئے اور اُس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دیجئے اُس کے بعد چھ سے تقسیم کیجئے جو باقی رہے اُس کو بائیس میں ضرب دیجئے۔

اعداد ذات باری ہویدا ہوں گے۔ مثلاً اگر ہم چاہیں کہ ولی سے اعداد ذات بحت پیدا ہوں تو بحساب ابجد عدد ولی کے چھیا لیس ہوئے اُس کو دو میں ضرب دو بانوئے ہوئے اس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دو (۲۷۹) ہوئے (۲۷۹) کو چھ سے تقسیم کیا تین باقی رہے اُس کو بائیس میں ضرب دو اعداد ذات مقدس (۶۶) پیدا ہوئے اور یہی مطلوب ہے و علیٰ ہذا القیاس من سائر الاسماء الغیر المتناہیۃ المستخرجة محمد جعفر علیٰ نگیوی سلمہ اللہ

تاریخ وفات شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی مرحوم

عالم و عارف شہ عبدالغنی	کرد چوں جملہ مراتب عمر طے
ابن ندائند زہر سو غم فزا	داد جاں عبدالغنی با جلوہ حے ۱۲۹۶ھ
تاریخ وفات مولانا محمد یعقوب صاحب دہلوی مرحوم	

بست و ہشتم ذیقعدہ جمہ کو	چلے جنان کو یعقوب
روکے کہا سب نے کہ جہاں سے	ماہ ہذا ہوا آہ غروب ۱۲۸۲ھ

رسالہ دردِ غمناک

از شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی قدس سرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بیاں کرتا ہوں میں جو غم کا مارا
گزرتا ہے جو کچھ اب میری جان پر
نہ تھا کچھ اس سے پہلے غم کا جنجال
نہ تھا کچھ مبتلا ہستی کے غم میں
جگا کر سو مصیبت میں پھنسا یا
کہ جس نے مج کو سودا ئی بنا یا
کہ جس میں عقل تک میں نے گنوائی
ہوا تیغ نگہ سے اس کے بسمل
بلا میں عشق کی مجھ کو پھنسا یا
قرار و صبر ہوش و جملہ ساماں
کیا بخود بھلایا مجھ سے مجھ کو
کیا مجھ کو وہیں بس طوق و زنجیر
گو یا قید دو عالم سے چھڑایا
کیا رسوا مجھے عالم میں در در
پنھائی مجھ کو عریانی کی پوشاک
رکھا اک تاج رسوائی کا سر پر
دیا اک آہ کا جھنڈا مرے ہاتھ
بٹھایا بخودی کے تخت اوپر
بنا یا عشق کی اقلیم کا شاہ

سنو یار و عجب قصہ بہارا
سناتا ہوں تمہیں اُس کو سرا سر
گزرتا ہے جو مجھ پر ان دنوں حال
پڑا سوتا تھا میں خواب عدم میں
سو آ کر عشق نے مج کو جگا یا
کچھ ایسا اس نے پھر نقشہ دکھایا
عجب اک عشق نے رنگت دکھائی
مرا اک دلبر سے دل گیا مل
اٹھا کر زلف رخ اپنا دکھایا
یکایک لیگیا وہ جانِ جاناں
چمک اک حسن کی دکھلا کے مجھ کو
ہوئی زلف اُسکی آمیری گلو گیر
کچھ ایسا دام گیسو میں پھنسا یا
شراب شوق کا اک گھونٹ دیکر
جتنوں نے آلباس تن کو کرچاک
خزانہ مفلسی کا مجھ کو دے کر
غم و درد و الم کی فوج کرسا تھ
شراب آباد کے قلعہ میں لا کر
وزیر اک کر کے نادانی کا ہمراہ

ہزاروں غم کی لا آتش لگائی
 گیا اس دن سے سونا اور کھانا
 اچی جس کے ہودل میں دردِ فرقت
 وہ کیا جانے ہے اس دردِ عالم کو
 اٹھا چھاتی میں دردِ عشق جس کی
 پڑا جو غم کا لشکر دل پہ آٹوٹ
 تڑپ کر غم میں شب کو صبح کرنا
 وہ جن آنکھوں میں خارِ ہجر ہووے
 گیا سب بھول کھانا اور پینا
 لگی کہنے مجھے خلقت دیوانہ
 سمجھ کر مجھ کو سودائی جہاں نے
 غرض دیوانہ مجھ کو جان کر کے
 مرا اک کھیل خلقت نے بنایا
 کہوں میں آہ کس سے اس الم کو
 کہاں جاؤں کہوں کس سے حقیقت
 وہ کیا جانے ہے اس دردِ عالم کو
 وہ جانے اس تڑپنے کے مزے کو
 جو اپنے دل کے دلبر سے جدا ہو
 وہ جانے اس تڑپنے کی حقیقت
 کروں میں آہ غم کا کس سے اظہار
 یونہی کہتے ہیں اپنی اپنی سارے
 اگر ظاہر کروں حالِ درونی
 جو میں ظاہر کروں سوزِ جگر کو
 دکھاؤں بے کلی اپنی کو میں گر
 جو آئے دردِ دل اپنا زباں پر

مری سب عیش کی پوجی گنوائی
 ہوا میں غم کے تیروں کا نشا نا
 اسے کیا ہووے خواب و خور کی فرصت
 نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو
 اسے پھر نیند کس کی بھوک کس کی
 متاعِ صبر و تسکین لیگیا لوٹ
 صبح سے شام تک رو رو کے مرنا
 بھلا وہ عمر بھر کیوں کر نہ رووے
 پڑا مشکل مجھے اب اپنا جینا
 کسی نے درد کو میرے نہ جانا
 کیا ٹھٹھا ہر اک پیرو جواں نے
 ہووے گردِ آمرے لڑکے شہر کے
 تماشا کو بھی وہ لیکن نہ آیا
 سمجھتا ہے ہر اک سودائی مجھ کو
 کوئی مہدم نہیں جز دردِ فرقت
 نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو
 گذر جس دلیں حضرت عشق کا ہو
 وہی اس دردِ غم سے آشنا ہو
 کہ ہو جو بتلائے دردِ فرقت
 غمِ فرقت سوا کوئی نہیں یار
 نہیں واقف کوئی غم سے ہمارے
 بناؤں ایک عالم کو جنونی
 کروں شرمندہ دوزخ کو شرر کو
 تو اک بلبل پڑے عالم کے اندر
 پڑے آفت کا ٹکڑا ایک جہاں پر

حقیقت دل کی گراپنے دکھاؤں
 نہ کہہ سکتا ہوں کہ اب کیا کروں میں
 ہوئی ایسے ستمگر سے محبت
 تڑپتا ہوں میں جس کے غم سے ذرات
 ارے یار و کہو ہو جس کو الفت
 محبت نام جس کا یاں رکھا ہے
 کہے ہے عشق جس کو ساری خلقت
 ارے یار و کسی کو دل نہ دیجو
 کیا جب عشق نے بیتاب مجھ کو
 کہ صبر آئے دل غمگیں کو کیوں کر
 نہ دیکھے جب تلک دیدارِ دلبر
 سوتیرے عشق میں اے دلکے دلبر
 کہ اک تو سر پہ افلاک الم ہے
 بے چاروں طرف فوجِ درد گھیرے
 یہ آکر ناتوانی نے کیا زور
 جنوں نے مجھ پہ کی آکر چڑھائی
 کیا وحشت نے آکر جب مجھے تنگ
 جو آکر مجھ کو رسوائی نے گھیرا
 پڑی یہ مجھ پہ فوج بے قرار
 ڈبوتے ہیں ادھر اشکونکے نا۔ لے
 ہوا ہے ہاتھ سے عاجز گریباں
 لگاتا ہے سدا سوزِ جگر آگ
 بچوں کیوں کر کہو اب اس بلا سے
 کروں میں صبر اب کس کس بلا پر
 کہ تیرے عشق نے مجھ کو ستایا

ہسوں میں اور عالم کو رلاؤں
 نہ ہو سکتا ہے جو چپ ہی رہوں میں
 نہیں ہے اس میں اصلا بوئے الفت
 خبر اس کو نہیں یہاں یہاں
 مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت
 بلا اوپر بلا اوپر بلا ہے
 قیامت ہے قیامت ہے قیامت
 جو دو امید جینے کی نہ کیجو
 کہا میں نے یہ اس پیارے سے رورو
 ہو تسکیں عاشق مسکیں کو کیوں کر
 قرار اور صبر ہووے اسکو کیوں کر
 ہوا ہے حال میرا حد سے ابتر
 تلے پاؤں کے پھر دریا لے غم ہے
 سدا آہوں کے مارے تیر میرے
 کیا تاب و تواں کا مار کر بھور
 میری سب ہوش کی پونجی لٹائی
 گئے اس کے سبب ناموس اور رنگ
 لیا عزت کا سب اسباب میرا
 متاعِ صبری ہے لوٹ ساری
 لگے ہیں اس طرف آہوں کے بھالے
 ہے گریاں سیل اشک غم سے داناں
 میرے پیارے بنا جاؤں کدھر بھاگ
 میں ہوں اک اور ہزاروں خونکے پیا سے
 ہے بہتر جاؤں اس غم سے کہیں مر
 مرے دل کو بھر اک دشمن بنایا

ابھی جس کا ہو دشمن دل سا پیارا
خدا کی واسطے جلدی خبر لے
جو اپنی جان کی جاں سے جدا ہو
اگر آنے میں ہو گی دیر تجھ کو
کہ بس جب پاس اپنے دلبر با ہو
طیب درد دل ہے گا مرا تو
جو کوئی عشق کا بیمار ہو وے
میں دام زلف میں تیرے پھنسا ہوں
محبت میں بلا کی جو پھنسا ہو
خدا کے واسطے جلدی سے آؤ
لگائی تھی جو یونہی سے پیارے
جو تھی منظور کرنی بے وفائی
کوئی ایسا بھی کرتا ہے پیارے
اگر یہ بیوفائی جانتا ہیں
بہت سرہم نے رگڑا خاک پا سے
ہر اک صورت سے میں نے غم اٹھایا
ہوئی ہے کیا خطاب مجھ سے جانی
اگر تقصیر مجھ سے کچھ ہوئی ہو
نظر مت رکھ مری تقصیر پر تو
میں جانوں ہوں نہیں ہے چاہ تجھ کو
دوا اب کیا کروں اے میرے دلدار
نہیں لگتی ہے بھوک اور پیاس مجھ کو
خدا کے واسطے اب مت ستم کر
اگر رونا مرا خوش آؤ تا ہے
تو درد و غم سے نت روتا رہوں گا

بچے کیوں کر کہو پھر وہ بچہ سارا
کہیں یہ آپ خوں اپنا نہ کر لے
نہ کیوں اس زندگانی سے خفا ہو
نہیں پانیکے زندہ پھر تو مجھ کو
فنا ہونے سے پہلے وہ فنا ہو
کروں کس سے علاج اپنا بتا تو
علاج اس کا نہ جز دلدار ہو وے
خلاصی تو بتا میں کس سے چاہوں
وہ جز دیدار دلبر کب رہا ہو
تڑپ اور بیقراری کو مٹاؤ
پھر آتے کیوں نہیں ہو گھر ہمارے
تو کی تھی مجھ سے پھر کیوں آشنائی
تڑپتا چھوڑ عاشق کو سدھارے
تو پھر کیوں خاک در در چھانتا میں
نہ گذرا تو مگر اپنی ادا سے
وے تجھ کو نہ مجھ پر رحم آیا
جو پہلی سی نہیں ہے مہربانی
خدا کے واسطے تم بخشد بخو
کرم پر اپنے پیارے کو نظر تو
کہ میری کچھ نہیں پرواہ تجھ کو
ہوا ہوں عشق کے ہاتھوں سے ناچار
کیا جیتے سے اب بے آس مجھ کو
خدا کے واسطے اب تو کرم کر
یہ درد و غم تجھ کو بجاؤ تا ہے
تری الفت میں جی کھوتا رہوں گا

جو ہوگا شعلہ رخ کانرے دھیان
جو یاد آئیگی وہ زلفِ پریشاں
تصور تیری پیشانی کا گر ہو
جو آئے تیرے گوش و چشم کا دھیان
خیال اس تیغِ ابراد کا اگر ہو
تصور تیری مثرگاں کا گر آئے
دردندان کو تیرے یاد کر کے
جو خالِ رخ کا ہو تیرے تصور
جب آوے یاد تیرا قد و قامت
نرے ناز و ادا کی یاد کر چال
وہ تیرا یاد کر آرام و بستر
میں یاد اس شمع رو کو جب کرونگا
جو ہو گلزارِ تن زخمِ جگر سے
تری تیغِ نگہ کا قتل ہوں گر
غرض جو روحِ جفا سارے سہوں گا
نرے غم سے نہیں خالی رہوں گا
نہ بلیٹوں چین سے تجھ بن کبھو میں
اگر پوچھے کوئی یہ تجھ سے آکر
نہ ہرگز حالِ دل اپنا کہوں گا
نہ چھوڑوں گا کبھی الفتِ تمہاری
ذرا اس ناز اور غمِ زلے کو دیکھو
رہو پردہ میں یوں باتیں بناتے
ذرا بہرے خدا پردہ اٹھاوے
بہت نزدیک ہوں دل سے تو اے یار
ہے بو و گل کی جوں مجھ تجھ میں قربت

تو ہونگا خاکِ جلِ بھنکر میں اس آن
تو پیچ و تاب کھائے گی مریجان
تو ہو دیوارِ غم اور میرا سر ہو
کروں میں گو ہر اشکِ اسپہِ قربان
وہیں قربان اسپہِ میرا سر ہو
ہزاروں برچھیاں دل میں لگائے
سہاؤں اشک سے ٹکڑے جگر کے
سیہ داغوں سے ہو سینہ مرا پڑ
کروں بر پا وہیں شورِ قیامت
کروں میں خاک میں آپ ہی کو پامال
گزاروں عمر ساری میں تڑپ کر
تو پردانہ کی صورت جل مرونگا
کروں سیراب اس کو چشمِ تر سے
نہ لاؤں اس کو میں ہرگز زباں پر
نہ گہراؤں گانے غمگین ہوں گا
جو نالہ ختم رہا رو یا کروں گا
سدا کرتا رہوں بس ہائے ہو میں
کہ کیا گزری ہے اے دیوانے تجھ پر
سہنسوں گا اور رو کر چپ رہوں گا
اسی میں جان جاو گی تمہاری
مری جانبِ ذرا منہ اپنا موڑو
نہیں صورت و لے اپنی دکھاتے
وہ مکھڑا چاند سا مجھ کو دکھا دے
و لے تجھ تک پہنچتا ہی ہے دشوار
نہیں معلوم پھر کیوں ہے یہ فرقت

میں ہوں سایہِ نمطِ ہمراہِ تیرے
 رہے دل میں مرے پیارے سدا تو
 مجھے چھاتی سے ٹک اپنی لگاؤ
 ہو تو نزدیک میرے مجھ سے اے یار
 ہے مجھ میں اور تجھ میں ربط ایسا
 اجی کس کی ہے پھریوں انتظاری
 قریب اتنا ہو اور پھر دور ایسا
 یہ پردہ دور تک اللہ کو تو
 کہیں بے پردہ ہو کر کے پیارے
 ٹمک اپنے حسن کا جلوہ دکھا دے
 رہو گے کب تک پردے میں پیارے
 یہ ناز و شوخیاں پیارے تمہاری
 ولے اتنا تو گا ہے گا ہے جانی
 یہ جانو تم تڑپتا ہے بچارا
 ذرا اپنی مجھے صورت دکھاؤ
 کہ جس سے دور ہو یہ رنج و کلفت
 میں جان و دل سے ہوں مشتاق تیرا
 ترے ملنے کی ہوں بس آرزو میں
 تڑپتا ہے ترے غم سے مراد ل
 رہو غیروں میں تم خوشیاں مناتے
 سبھوں پر ہے کرم پیارے تمہارا
 کرو غیروں پہ لطف و مہربانی
 تمہیں تدبیر کچھ ملنے کی تیرے
 نہ جانے ٹھو کریں کھاؤنگا کب تک
 ملے گا یا نہ تو مجھ سے ملے گا

نہیں ہے وصل پر قسمت میں میرے
 ذرا تو سامنے آنکھوں کے آ تو
 یہ شعلہ عشق کا میرے بجھاؤ
 غضب ہے تسپہ بھی ملنا ہو دردِ شوار
 رواں ہو دے بدن سے خون جیسا
 یہ کیسی ہے تڑپ اور بیقراری
 نہیں کھلتا ہے یہ پردہ ہے کیسا
 مجھے اس مجید سے آگاہ کر تو
 ذرہ تو رو برو ہو جا ہمارے
 کہ اب بیخود مجھے مجھ سے بنا دے
 کبھی تو سامنے ہو گے ہمارے
 کرو گے جو اٹھاویں گے وہ ساری
 کرو ہم پر کرم سے مہربانی
 نہیں تم بن اسے اک دم گذارا
 پھر اس کے بعد چھاتی سے لگاؤ
 تڑپ جی کی گھٹے ہو جی کو راحت
 کروں کیا بس نہیں چلتا ہے میرا
 سراسر محو ہوں بس اس جستجو میں
 رہے افسوس پھر غیروں میں تو مل
 ہم اس حسرت میں خون دل ہیں کھاتے
 نہیں ہے فکر کچھ لیکن ہمارا
 ہمارے نام سے نفرت ہے جانی
 خدا جانے ہے کیا قسمت میں میرے
 یہ ایذا ہجر کی پاؤں گا کب تک
 خدا جانے مقدر کیا کرے گا

نہ اب تقصیر اس میں کچھ تری ہے
 ہے تیرے وصل کی منزل بہت دُور
 کشش میں کچھ اثر میری جو ہوتا
 جو کزنا شوق میری رہنمائی
 کہوں میں آہ کیا تیری حقیقت
 نہ میرے درد و غم کا کوئی غم خوار
 کہو کس سے کہوں میں اپنا احوال
 سنے جو درد کا طومار میرا
 سو تو نے غم مرا رکھا گوارا
 یہی بہتر ہے اب رویا کروں میں
 سنے تو یا نہ سن غم میرا مجھ سے
 ترا دیدار پاؤں یا نہ پاؤں
 مشرف وصل سے ہوں یا نہ ہوں نہیں
 نشانِ عیش اور عشرت مٹاؤں
 کہاں تک درد و غم ظاہر کروں میں
 یہی بہتر ہے اب خاموش رہنا
 جو کچھ گذریگا سو گذریگا جاں پر
 کبھی آویگا آخر رحم تجھ کو
 دکھا دیگا مجھے دیدار اپنا
 اگرچہ ہوں بُرا پر ہوں تمہارا
 تمام امداد کریہ دس دقا ص
 یہ درد اپنا بس اب اظہار مت کر
 کہ تیرے درد اور اس غم کو سنکر
 بس اب ٹک شکر کر مت ہو دیوانہ
 نہو ایسا تری گستاخیوں پر

نصیبوں میں لکھا میرے یہی ہے
 اثر ہے لنگ اور مہبت ہے رنجور
 گذر بیشک ادھر بھی تیرا ہوتا
 تو ہوتی کیوں مری تجھ سے جدائی
 مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت
 ہر اک ہے اپنی اپنی بوجھ کا یار
 کہ ہے غیروں سے کہنا جی کا جنجال
 نہیں تجھ بن کوئی غم خوار میرا
 کہ یوں مجھ کو تپِ فرقت نے مارا
 سر اشک غم سے منہ دھویا کروں میں
 کئے جاؤں گا پر میں عرضِ تجھ سے
 ولے سب جستجو میں دن گنواؤں
 کروں دن رات تیری جستجو میں
 تمنائی محنتیں غم کی اٹھاؤں
 نہیں کچھ انتہا بس چپ رہوں میں
 جو کچھ گذرے ہے دل پر اس کو سہنا
 نہ لاؤں پر کبھی ہرگز زباں پر
 چھڑا دیگا تو درد و غم سے مجھ کو
 مٹا دیگا مرے دل کا یہ کھٹکا
 نہیں بن تم مرا کدم گزارا
 کہیں ایسا نہو پھٹ جائے خامہ
 خدا کیواسطے رکھ جی کے اندر
 بھنا جاتا ہے دل عالم کا یکر
 کہ بہتر درد دل کا ہے چھپا تا
 خفا ہو جاوے تیرا تجھ سے دلبر

نہ کرا ب شور و شر ز نہار ز نہار
 کہ تا امید بر لاوے وہ تیری
 ملال آوے نہ شاید اسکے دل پر
 وہ چاہے سو کرے تو دم نہ مارے
 نہ پڑے گز خودی کی تو بلا میں
 خلاف اس کے نہ دم تو مارگا ہے
 تو کہہ اللہ ہی اللہ دل سے ہر دم

وہ تیرے حال دے ہے خبردار
 نہ کر غل صبر کر یہ مان میسری
 بس اب خاموش ہو گفتار کم کر
 اسی پر سو نہ پ دے اب کام سارے
 رضا گم اپنی کر اس کی رضا میں
 وہ مالک ہے کرے جو کچھ کہ چاہے
 بس اب خاموش ہو گفتار کم کر

بس اب اللہ بس اللہ بس ہے

سوا حق کے جو ہے باقی ہوس ہے

— — — — —

گلزار معرفت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التماس جامع اوراق

بعد حمد و صلوة یہ نیاز احمد معترف بہ تقصیرات احقر متوسلین و کترین مقبلسین حضرت امام العارفین مقدم الراستخین
سراج الاولیاء تاج الکبر از بدۃ الواصلین قدوة الکاملین شیخ المشائخ سید السادات جنید الزماں بایزید الدوراں سیدی
سندی و معتمدی و مستندی ذخیرۃ یونی و غدی مکان الروح من جسدی حضرت مرشدنا و مولانا الحافظ الحاج الشاہ
محمد امجد اللہ المہاجر تھانوی مولد الملکی مورڈ الفاروقی نسباً الخفی مذہباً الصوفی مشرباً ادمہ اللہ تعالیٰ
کا سمہ الشریف امداد امن اللہ علی العباد و افاضۃ علی طالبی الرشاد خدمت میں انخوان طریقت و خلان الحقیقت کے
عرض رسالہ ہے کہ حضرت پیر مرشد محترم الیہم دایم ظلہم کا کلام منظوم ہدایت مفہوم اس کثرت سے ہے کہ اسکا احصا و ضبط
دشوار ہے مگر احقر کو کچھ متفرق و منتشر اوراق ہاتھ لگ گئے بغرض انتفاع و استمتاع و احتفاظ و التذاذ دوسرے پیر بھائیوں
وغیرہ کے جی میں آیا کہ اُن اوراق کو جمع کر کے اُن کی خدمت میں پیشکش کروں اور نام اس مجموعہ کا گلزار معرفت رکھا
بڑی غرض اس سے حضرت قبلہ پیر مرشد کی رضامندی ہے

گر قبول افتد زہے عز و شرف :: یرحم اللہ عبد اُقال آمینا

مناجات

آہی یہ عالم ہے گلزار تیرا	عجب نقشِ قدرت نمودار تیرا	جہاں لطفِ گل ہے وہی غارِ غم ہے	بے گلِ خار میں گل میں ہے خار تیرا
عجب رنگِ ہر رنگ میں ہے	یہ ہے رنگِ صنعت کا اظہار تیرا	خوشی غم میں رکھی ہے غمِ خوشی میں	عجب تیری قدرتِ عجب کار تیرا
یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے	ہے پردے میں روشنی سب انداز تیرا	یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہے یارب	ترے نور کو سمجھیں اغیار تیرا
ہر رنگ ہر شے میں جا بہ دیکھو	چمکتا ہے جلوہ قمر دار تیرا	نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکان ہے	کہ جس جا نہیں ذکر و از کار تیرا
تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں ہے تو	تو باطن ہے اور محبتِ اظہار تیرا	تو اول نہیں ابتدا تیرا یارب	تو آخر نہیں انتہا کار تیرا
تو اول تو آخر تو ظاہر تو باطن	تو ہی ہے تو ہی یا کہ آثار تیرا	نظر کو اٹھا کر جہر دیکھتا ہوں	تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا
آہی میں ہوں بس خطا دار تیرا	مجھے بخش ہے نامِ غفار تیرا	عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا	کہو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا
آہی بتا چھوڑ سرکار تیری	کہاں جاوے اب بندہ ناچار تیرا	نگاہِ کرم ملک بھی کافی ہے تیری	میں ہوں بندہ گرچہ بہت خوار تیرا
دروا یا رضا کیا کروں میں آہی	کہ وار بھی نیری اور آزاد تیرا	عرض ملاؤ کی دوا کس سے چاہوں	تو شافی ہے میرا میں بیمار تیرا

میں ہوں چیز نیری جو چاہے سو کر تو	تو مختار میرا میں ناچار تیرا	الہی میں سب چھوڑ گھر بار اپنا	لیا ہے پکڑا اب تو دربار تیرا
سو اتیرے کوئی نہیں میرا یارب	تو موتی ہے میں عبد بیکار تیرا	کہاں جاوے جبکہ نہ کوئی تجھ بن	کسے ڈھونڈھے جو مطلبگار تیرا
کیا اپنے در سے اگر دور اس کو	کدھر جاوے عاجز بہ ناچار تیرا	نہ پوچھے سوانیک کاروں کے گرتو	کھل جاوے بندہ گنہگار تیرا
گناہوں نے ہر طرف سے مجھ کو گھیرا	سنا جب سے ہے نام غفار تیرا	رہے گا نہ کچھ نقد عصیاں سے میرا	لگے گا جو رحمت کا بازار تیرا
دلیر ہم گناہوں نہ کیونکر نہ ہوں	کہ ہے نام غفار و ستار تیرا	سدا خواب غفلت میں سوتا رہا میں	نہ اکدم ہوا آہ بیدار تیرا
چلا نفس و شیطاں کے احکام پر میں	نہ مانا کوئی حکم زہار تیرا	برے کام میں عمر افسوس کھوئی	کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا
نہ رتوا ہوں جلیسا یہاں حشر کو بھی	نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا	مری مشکلیں ہویں آسان اکدم	جو ہو جا کر دم مجھ پہ اکبار تیرا
خبر لیجو میری اس دم الہی	کھلے جبکہ بخشش کا بازار تیرا	ہوں ظلمات عصیان سے ستاروشن	جو ہو مہر رحمت نمودار تیرا
کہاں میرے عصیاں کہاں نیری رحمت	کہاں خس کہاں بجز زخار تیرا	لگے کرنے کا فر بھی امید بخشش	لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا
گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یارب	مجھے چاہیے رحم بسیار تیرا	نہ ڈرو دشمنوں سے رہا مجھ کو جب سے	کہا تو نے میں ہوں مددگار تیرا
تمنا ہے اس بات کی مجھ کو ہر دم	کہ دل سے زبانی ہو اذکار تیرا	ترا نام شیریں حلاوت ہے دلی	ہر اک بات سے خوش ہے تکرار تیرا
الہی رہے وقت مرنے کے جاری	بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا	نہ کوئی مرا ہے نہ ہوں میں کسی کا	تو میرا میں عاجز دل افکار تیرا
تو میرا میں تیرا میں تو میرا	ترا فضل میرا مرا کار تیرا	نہیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں میں	تو ہے نور میرا میں آثار تیرا
میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا	تو مسجود میں ساجد زار تیرا	الہی بجا قہر سے اپنے مجھ کو	کہ ہے عفو بخشش کرم کار تیرا
یہ جو روح جفا ہم سے ہم پر ہے یارب	نہیں ظلم اور جور اطوار تیرا	بدوں کو کرے نیک نیکوں کو بد	کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا
نہیں کافروں کو جو توفیقِ ایماں	کہ ہے نام قہار و جبار تیرا	حکومت ہوئی اسکو حاصل جہانگی	ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا
فنا ہو گیا جو تری دوستی میں	تو ہے یار اسکا وہ ہے یار تیرا	دو عالم خریدار ہو اسکا بیشک	جو ہو تقدیر جاں سے خریدار تیرا
کھلی اسکی آنکھیں کریں بند جس نے	عیاں ہو نہاں اسپہ اسرار تیرا	رہے ہوش اسکو کسی کا نہ اپنا	الہی ہوا جو کہ ہنشیار تیرا
الہی مجھے ہوش دے اب تو ایسا	رہوں میں سدا مست دمیخوار تیرا	تو کرے خبر سدا خبروں سے مجھ کو	الہی رہوں اک خبردار تیرا
میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤں	جو لگ جا محبت کا آزار تیرا	الہی وہ جلوہ محبت عطا کر	جو کر دے مجھے عاشق زار تیرا
الہی عطا ذرہ درد دل ہو	کہ مرتا ہے بے درد بیمار تیرا	بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھ کو	ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا
جو جا کا سو یا جو سو یا سو جا کا	سلا مجھ کو تا ہوں میں بیمار تیرا	بھکاری ترا جاوے محروم کیونکر	کہ نت خوان بخشش ہے تیار تیرا
ترا خوان انعام ہے عام سب پر	ہے شاہ و گدا نہر نمک خوار تیرا	بھکاری کو دروں ترے ہوں نہ کیونکر	نہیں کرنا معمول انکار تیرا
کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے	میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا	نہیں اس سے زیادہ مجھ کوئی خواہش	ہر اک شے سے ہے وصل و ملا تیرا
نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھ کو مطلب	تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا	ہے جنت کی نعمت تو سب میرے سر پر	بیسر ہوا ہے کاش دیدار تیرا
دل میں ملک جلوہ فرما الہی	کہ تجھ بن ہے ویران اب دار تیرا	نہیں وصل افسوس قسمت بن میری	میں سایہ نبط گرچہ ہوں جار تیرا

تو ہے جان دل سے بھی نزدیک میرے یہ قرب و معیت ہے پھر بعد ایسا ذرا آپ اپنے میں امداد آ تو زبان سے طرف دل کے مشغول ہو تو نہ ڈر فوج عصیاں سے گرچہ بہت تو پڑھ اس مناجات کو پنج وقتی نبی کریم آل و اصحاب صلب پر	وے آہ ملنا ہے دشوار تیرا نہیں گھلتا یارب یہ اسرار تیرا کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا وہی جلوہ فرما ہے دلدار تیرا کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا کہنا جاوے ہر غم یہ آزار تیرا درد اور سلام ہو دے ہر بار تیرا	ہوں باوصف اس قرب کے دُر ایسا حجاب خودی میرا یارب اٹھا دے تو صیقل آئینہ دل نام حق سے اٹھا غم بکھ امید امداد حق سے اسی کی تو خدمت میں رہ دے ہر دم اپنی قبول ہو مناجات میری میرے پیر استاد ماں باپ پر بھی	ستانا ہے پھر ہجر خوشخوار تیرا کہنا دیکھوں بے پردہ دیدار تیرا کہنا جلوہ گرامس میں ہو یا تیرا تجھے غم ہے کیا رب ہے غم خوار تیرا تو چاکر ہے اسکا وہ سردار تیرا کہ رد کرنا ہر گز نہیں کار تیرا اپنی رہے رحم بسیار تیرا
---	---	--	--

غزل نعتیہ

کر کے شہر آپ پہ گھر بار یا رسولؐ اچھا ہوں یا بُرا ہوں غرض جو کچھ ہوں ہو ذات آپ کی تو رحمت و الفت ہے سر بسر جسد تم عاصیوں کے شفیع ہو یکیش حق تم نے بھی گرنے کی خبریں حل زار کی کیا ڈر ہے اسکو لشکر عصیان و جرم سے ہوا آستانہ آپ کا امداد کی جبین	اب آپڑا ہوں آپ کے دربار یا رسولؐ پر ہوں تمہارا تم میرے مختار یا رسولؐ میں گرچہ ہوں تمام خطاوار یا رسولؐ اسو نہ بھولنا مجھے نہ ہار یا رسولؐ اب جا کہ تباؤ یہ ناچار یا رسولؐ تسا شفیع ہو جبکا مددگار یا رسولؐ ہوا آستانہ آپ کا امداد کی جبین	عالم متقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا کس طرح آہ میں کروں خدمت میں حاضر کریے نہ میرے فعل بروں پر نگاہ تم بچو خدا کی واسطے اسدن مری خبر دونوں جہان میں مجھ کو وسیلہ ہے آپ کا گھیرا ہے ہر طرف سے مجھے درد و غم نے آہ اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یا رسولؐ	ہوں اُمّتی تمہارا گنہگار یا رسولؐ ہوں غفلت گناہ سے سرشار یا رسولؐ کیجو نظر کرم کی بس اکبار یا رسولؐ عصیاں کا میرے جب کھلے اخبار یا رسولؐ کیا غم ہے گرچہ ہوں نہیں بہت خوار یا رسولؐ اب زندگی بھی ہو گئی دشوار یا رسولؐ
---	--	--	--

غزل نعتیہ

ذرا چہرے پر دیکھو اٹھا لیا رسول اللہؐ اٹھا کر لطف اقدس کو ذرا چہرہ مبارک سے پیاسا ہے تمہارے شربت دیدار کا عالم چھپیں خجالت سے جا کر پردہ مغرب میں چھو یقین ہو جائیگا کفار کو بھی اپنی بخشش کا ہوا ہیں نفس اور شیطان ہاتھوں سے بہت بڑا کرم فرماؤ پھر اور کرو حق سے شفاعت تم مشرق کر کے مجھ کو کلمہ طیب سے اپنے تم	مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہؐ مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یا رسول اللہؐ کرم کا اپنے اک پیالہ پلاؤ یا رسول اللہؐ گر اپنے حسن کا جلوہ دکھاؤ یا رسول اللہؐ جو میراں میں شفاعت کے تم آؤ یا رسول اللہؐ میرے اب حال پر تم رحم کھاؤ یا رسول اللہؐ ہمارے جرم عصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہؐ پھر اب نظروں سے اپنی مت گراؤ یا رسول اللہؐ	کرو دئے نور سے مری آنکھوں کو نورانی شفیع عاصیاں ہو تم وسیلہ بیکساں ہو تم خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اس کے لگے کا خوش کھانے خود بخود دیا بخشائش مجھے بھی یاد رکھو ہوں تمہارا اُمّتی عاصی الکرچہ بیک ہوں یا مبتدہا ہو چکا ہوں نہیں جہاز امت کا حق نے کرایا ہے آپ کے ہاتھوں بچنا ہوں بطرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر	مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہؐ تمیں چھوڑا اب کہاں جاؤں تباؤ یا رسول اللہؐ ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یا رسول اللہؐ کہ جب حرف شفاعت لب پہ لایا رسول اللہؐ گنہگار کو جب تم بخشاؤ یا رسول اللہؐ تم اب چاہو نہ سناؤ یا پلاؤ یا رسول اللہؐ بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہؐ مری کشتی کنا سے پرگاؤ یا رسول اللہؐ
---	---	---	---

اگرچہ ہوں نہ لائق دانگے پر اسید بنے تم سے	کہ پھر خجہ کو مدینے میں بلاؤ یا رسول اللہ	حبیبِ کبریا ہو تم امامِ انبیا ہو تم	ہمیں بہ خدا حق سے بلاؤ یا رسول اللہ
شرابِ بخودی کا جام اک خجہ کو پلا کر اب	دوئی کے حرفِ نود سے ملاؤ یا رسول اللہ	بہت جھکا پھر ایسے دلوئی فرقیں جو وحشی	کرم فرماؤ انبوت پھر او یا رسول اللہ
مشرف کر کے دیدارِ بارک سے مجھے اکدم	مرے غمِ دین و دنیا کے مہلاؤ یا رسول اللہ	خدا کی واسطے رحمت کے پانی سے مرے اگر	تب ہجران کی آتش کو بجھاؤ یا رسول اللہ
		پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں امداد عاجز کو	بس اب قیدِ دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

غزلِ نعتیہ

کے میں ہوں پر ہے بوس کوئے مدینہ	دے ہے رخِ کعبہ خبر روئے مدینہ	لانے لگی اب بادِ صبا بوئے مدینہ	دل اڑنے لگا ہو کے ہوا سونے مدینہ
پہنچا دے مجھے منزلِ مقصود کو جلدری	یار بے لگی دل کو تنگ و پوئے مدینہ	ابتویہ تمنا ہے کہ یہاں کہے کیوں گرد	قربانی ہوں سر ہر کوئے مدینہ
گرچہ میں بہت شہرِ جہان میں خوش و چھپ	لیکن ہے عجب دلبر و دلجوئے مدینہ	حاصل ہے بہشت اسکو یہاں اور ہاں بھی	جو دل سے ہوسا کن پہلوئے مدینہ
دلِ عزقِ حالات ہے وہی ہے شکرستان	تو طی زباں ہے جو تنہا کوئے مدینہ	اہلِ فیوضات ہیں عالم میں جہاں تک	ہے اصل مگر سب کی وہی جوئے مدینہ
وہ چھوٹ گیا بند دو عالم سے سراسر	جو پھنس گیا اندرِ خم گیسوئے مدینہ	محفوظ ہے آفات دو عالم سے وہ مومن	کی جسے سکونت تہہ بازوئے مدینہ
خوش آدے کب لائے کو خوشبوئے دو عالم	ہے جسکے بس مغز میں خوشبوئے مدینہ	کس ذوق سے لپٹے ہے کلام اپنا زبانی	جب ہو دے زباں اپنی طرح گوئے مدینہ
ایذا کے عوض دیتے دُعا سنگدلوں کو	دل نرم تھے کیا سر و رخِ خوشبوئے مدینہ	کب پوچھتا عاشق کوئی خوابان جہاں کو	
	امداد سے نت کو بہ صلوٰۃ و سلامی	یار بے ہوتا رشتہ نیکوئے مدینہ	

غزلِ نعتیہ

کہے ہے شوقِ نبیؐ یہ آکر چلو مدینے چلو مدینے	میں ہوں گادل سے تہدارِ پیر چلو مدینے چلو مدینے
صبا بھی لانے لگی ہے ابتو نسیم طیبہ نسیم طیبہ	کہے ہے شوقِ اب ہو امیں اڑ کر چلو مدینے چلو مدینے
خدا کے گھر میں تورہ چکے بس عمر بھی آخر ہوئی سے آخر	مرنگے اب تو نبیؐ کے در پر چلو مدینے چلو مدینے
شہرِ شہر کیوں پھرے ہے مارا جو دونوں عالم کی چاہے دولت	تو سر قدم ہو کے درد یہ کر چلو مدینے چلو مدینے
یہ جذبِ عشقِ محمدیؐ ہیں دلوں کو اُمت کے کھینچتے ہیں	کہے ہے ہر دل جو ہو کے مضطر چلو مدینے چلو مدینے
جو کفر و ظلم و فسادِ عصیاں ہر اک شہر میں ہوئے نمایاں	تو دینِ اسلام اٹھے یہ کہہ کر چلو مدینے چلو مدینے
رجب کے ہوتے ہیں جب مینے پھرے ہیں شوقِ نبیؐ سے سیلے	صدایہ مکے میں کو بکو ہے چلو مدینے چلو مدینے
ہلاکتِ امدادِ ابتو آئی جو فوجِ عصیاں نے کی چڑھائی	
نجات چاہو تو آئے برا در چلو مدینے چلو مدینے	

غزل

نہ دیکھا خار میں گل خار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا یار کو گھر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 جہاں کے گلشن و بازار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 مہ و خورشید کے انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 اگر آئینہ جو ہر دار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 اگر شمشیر کی اک دھار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 سما پر ابر کو ہر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 اگر لعل و درِ شہوار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 وہاں منصور صاحبدار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا حالِ دل بیمار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 فلک سے گرچہ لاکھ آزار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا اول آخر کار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا سایہ میں انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا آپ میں دلدار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا یار میں اغیار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا ایک کو دو چار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 اگرچہ دفترِ اشعار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا داغِ دل گلزار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 اگرچہ کوئے جاناں میں بھی آپھر پھر کے سہارا
 تماشا ئے دو عالم ہے مرے دلدار کا کوچہ
 رُخِ رشتاں جاناں کی تجلی چاہئے دیکھے
 کفِ پاکی صفائی کو مرے دلدار کی دیکھو
 نہ دیکھا برشِ تیغِ نگاہ یار کو تم نے
 ہماری چشم سے لعل و گہری دیکھے بارش
 لب و دندانِ دلبر کی ٹمک آب و تاب کو دیکھو
 یہاں نوکِ مژدہ پر نحتِ دل کی دیکھ جانا بازی
 طبیبوں نے علاجِ مرض اپنا خوب کر دیکھا
 نہ دیکھا ایک بھی تم نے اگر درِ جبرانی کو
 یہاں جو دیکھنے کا ہے اسی دم دیکھ لے غافل
 دلِ مضطرب ظاہر یار کو تھا چاہئے دیکھا
 نظرِ جب کھل گئی اپنی جسے دیکھا اُسے دیکھا
 ادھر دیکھا ادھر دیکھا جدھر دیکھا اُسے دیکھا
 اُسے دیکھا اُسے دیکھا نہ یہ دیکھا نہ وہ دیکھا
 ہمارے شعرِ ادا دِلنی سے ہیں ٹمک دیکھو

غزل

پکتا ہے سنگِ قناعت پہ سدا نان اپنا
 شکرِ شکر سے شیریں ہے لبِ جان اپنا
 تیغِ تسلیم پہ سر کرتے ہیں قربان اپنا
 پوششِ اپنی ہے لباسِ تنِ عریان اپنا

میرِ نعم فیض توکل سے ہے بس خوان اپنا
 تلخیِ صبر میں حاصل ہے حلاوتِ دل کو
 طوقِ تفویض و رضا کا ہے گلے میں اپنے
 بھوک اپنی ہے خورشِ پیاس ہے اپنا تبرت

پامالی ہے ہمیں تاج و سریر شاہی لالہ و گلشن و گل کی نہیں پروا ہم کو خواب گاہ اپنی ہے اک خاک کی مٹھی آخر دوستی کی سہی اب کس سے توقع یار و درد و غم کا مرے درد ہی ہے نہ کوئی غمخوار آسکے غیر مرے خانہ دل میں لیے وسعت دل کی کیا کرتے ہیں سیراے امداد کون سنتا ہے کہو اپنی پریشانی کو	فوج غم سر و سامانی ہے سامان اپنا کثرتِ داغ سے سینہ ہے گلستان اپنا کیوں عبث کھینچیں پھر ہم چرخ پہ ایوان اپنا جب ہوا دشمن جاں دل سامہربان اپنا غم ہی غمخوار ہے اور درد ہے درماں اپنا کہ خیال رُخ دلدار ہے دربان اپنا کہ یہی باغ ہے اپنا یہی میدان اپنا ہو پریشاں جو سُننے حال پریشیاں اپنا
--	---

غزل ثعنیہ

ہو جائے عاشق ہی رہبر کسی صورت ہے بلبلِ دل شائقِ گلروئے دیمبر لکھا یا کروں بس ٹھوکرینِ نواؤں کی تیرے دی ساقی کو تر جو تجھ بادۂ الفت	جوں نقشِ قدم جاچوں دگر کسی صورت بے دیکھ نہ ٹھہر گیا یہ مضطر کسی صورت اے کاش ہوں درکار تیرے پیچہ کی صورت چھوٹے نہ لبوں سے مرے ساو کی صورت	جوں بادلِ صبا پہنچوں گا اڑ کر کسی صورت جوں نقشِ قدم نہ اٹھاؤں تیرے در سے اے مادرِ رش کیجے گزند تک تو ادھر بھی ہو جا کہیں رہبر ہمارا غلِ تمنا	جوں بادِ صبا پہنچوں گا اڑ کر کسی صورت لڑاچوں مرو و ہا پر کسی صورت ہو جائے مرا گھر بھی منور کسی صورت آجائے نظر کفندہ اخضر کسی صورت
---	---	---	--

ہو مغز پریشاں وہیں مشکِ خن کا
کھل جا و جو وہ زلفِ معنبر کسی صورت

غزل ثعنیہ

ذکرِ ذکرِ خدا اور ہے تذکیرِ عبث حمدِ حق میں ہو یا نعتِ ہمیر میں رقم لکھو سیکے کون یہاں حمدِ خدا نعتِ رسول لائی ہے بادِ صبا بُوئے قدمِ احمد آئی ہے شاہ کی دنیا میں نویدِ مقدم سیکھتے حق سے رہے سارے علومِ حکمت پیر کے دن جو ہوئے پیر و عالم پیدا نورا حمد سے منور ہے دو عالم دیکھو آپ کے عتبہِ عالی کا بیاں ہو کس سے نصرتِ اسلام سے اُن کے نہ رہا کفر کا نام	جز کلامِ حق کے ہے ہر بات میں تقریرِ عبث پہلے ان دنوں سے ہے ہر بات میں تحریرِ عبث جز خدا اور کی اس فن میں ہے تسطیرِ عبث کب خوشی سے ہے ہنسی غنچہ کی تصویرِ عبث قصرِ شادی کی نہ ہر گھر میں ہے تعمیرِ عبث یاں کے آنے میں نہ مٹی شاہ کی تاخیرِ عبث پیرِ آیام ہے دن پیر کا نے پیرِ عبث دیکھتے ہومہ و خورشید کی تنویرِ عبث عرش کی اُس کے مقابل میں ہے توقیرِ عبث یارِ اب زلفِ بتاں کی بھی ہے تکفیرِ عبث
--	---

اٹھ گیا ہے کسی گلزنک کا پروہ منہ سے
آپ کے بخشش و انعام کی کچھ حد ہی نہیں
چاہے عشق محمدؐ میں مستحسّر ہونا
دل میں کافی ہے خیال رخ انوار تیرا
جسم اپنا نہ ہوا ہائے مدینے کا غبار
دیکھئے کب ہو مسیر مجھے وصل محبوب
شکل کو بھی تو نہ چاہا کہ بہ شبہ محبوب

ہے نہ رنگ رخ گلشن میں نہ تغیر عبث
ہے قلیل آپ کا بس اور کی تکثیر عبث
کیا کریں ملک سلیمان کی تسخیر عبث
شمع و مصباح کی اس گھر میں ہے نور عبث
اس میں عیب کے حق میں ہوئی اکسیر عبث
ہو گئی اب تو مری آہ کی تاثیر عبث
منع کی حق تے کہ ہے کھینچی تصویر عبث

غزل

ہو کے بس شیفہ نقشہ تصویر عبث
خواہش نام و نشان یاں کا ہے اے میر عبث
ہو گئے سیکڑوں گھر مثل بگولہ بر باد
مثل انجم کے ہیں گردش میں یہاں اہل فروغ
چہن و آرام بنے کس کو کہو اس کے نیچے
دیکھو غنچے کو کہ آخر ہے گل پڑ مردہ
بلبل سا نہ اچھر بحر جہاں میں اتنا
مازتا آپ کو تا کیا خود بن حباتا
لطف جینے کا اگر پاس ہو جاں بخش اپنا
کیمیا اپنی ہے خاک قدم یار اے دل
دھونڈنا پھرنا ہے دو سمع لئے کچھ تو ضرور
اے عروسی مری موزوں طبع کے آگے
مسکن اس بحر فنا میں نہ بنا تو امداد

جان بے جان کو دے کر نہ ہو دیگر عبث
مثل امواج کے پانی پہ ہے تحریر عبث
بس بلند اتنی یہاں کرتے ہو تعمیر عبث
ہے فلک سگھلب عزت و توقیر عبث
چرخ سے ہے ہوس راحت و تسیر عبث
اے جواں ہنستا ہے کیا دیکھ سوئے پیر عبث
دم میں ہوگا یہ تر نقشہ تعمیر عبث
مارا اگر پارے کو لے صاحب اکسیر عبث
ورنہ جوں خضر ہے بس عمر کی تکثیر عبث
کس لئے کرتا ہے پھر خواہش اکسیر عبث
یہ فلک کی نہیں دن رات کی تدویر عبث
تیری فعلان فعلان کی ہے تفریر عبث
صورت بلبل پانی میں ہے تعمیر عبث

غزل

ہو کے میں شیفہ زلف گرہ گیر عبث
ہنستے ہو کیا مری گر ہو گئی تدبیر عبث
گردش بخش سے اپنے ہیں سناے ہم آپ

لی بلا سر پہ ہوا پائے بہ زنجیر عبث
جملہ تدبیر کو کردیتی ہے تقدیر عبث
پھر تو پھر پھر نہ سنا اے فلک پیر عبث

آپ کی جبینِ جبیں ہم کو سلاسل بس ہے
سرکوف میں ہوں یہاں آپ ہیں شمشیر بکف
تیغِ ابرو کا اشارہ ہے تمہارا کافی
صنعتِ تن سے ہوں ہوا سانہ پھنسو نگاہِ رگڑ
خوابِ غفلت سے جگاتے ہیں یہ جوں حشر کا شور
قوسِ ابرو سے ذرا تیرنگہ کو چھوڑو
عشق کہتا ہے کہ نہ نہر لہو کی جاری
چشمِ بد میں دل بند خواہ میں مار لے امداد

پاہ زنجیر کو پھر کرتے ہو پتھر عبث
اب شہادت میں مری کرتے ہو تاثر عبث
تیز کرتے ہو مرے قتل کو شمشیر عبث
زلفِ پر باد سے دکھلاتے ہو زنجیر عبث
تیرے مستوں کی نہیں نالہ شبنم عبث
لوں گا سینہ پہ بجائے گا تر اثر عبث
تو رواں کرتا ہے فر باد جوئے شیر عبث
اچرخ پر مارتا ہے آہ کا کیوں تیر عبث

غزل

گرچہ سہرا بہت سب گئی تدبیر عبث
قیمتِ اُلٹی نے مری لا اسے در سے الطاف
دل میں آئے غمِ دلیر تو رکھوں آنکھوں میں
اُن کی زلفوں کے تصور میں ہے یہ آہ و فغاں
ضربِ اک مارتا خسرو کے دل سنگین پر
نچھ سادیوانہ بھی زنداں میں ٹھہرتا ہے کہیں

سچ ہے پیشانی کی ہوتی نہیں تحریر عبث
ہو گئی جذبِ محبت کی وہ تاثیر عبث
ایسے مہمان کی کیوں کر کروں تحقیر عبث
کب ہے نالہ مرا پالستہ زنجیر عبث
کو بہنِ تیشہ سے کی کوہ کی تکسیر عبث
یار و پانوں میں مرے پڑتی ہے زنجیر عبث

غزل

نام اُس کا دفترِ عشق میں ہرگز رقم نہیں
بے مرگِ زندگی وصالِ صنم نہیں
ہے کون سا قیاسِ ترا جس پر کرم نہیں
کرتا ہے تو کبوترِ دل کو جو میرے ذبح
ہم پر جفا و جور جو کچھ ہے نصیب سے
پھولانہ تخمِ عشقِ مرا اور نہ چشمِ و دل
غمگین ہمارے غم میں ہے عالمِ مگر ہمیں
روتی ہے خلقِ میری خرابی کو دیکھ کر
اے شمعِ جان صحبتِ پروانہ مفتنم

اول قدم پہ جب کا یہاں سر قلم نہیں
موجود کب وہ ہو ہے جو اولِ عدم نہیں
خمورِ تیرے دور سے پراپک ہم نہیں
کیا تجھ کو پاسِ حرمتِ صیدِ حرم نہیں
ورنہ طریقِ یار کا جو روستم نہیں
گرمیِ مہر و ابرِ بہاری سے کم نہیں
غم ہے تو بس بیغم ہے کہ کچھ بھی تو غم نہیں
روتا ہوں میں کہ ہائے مری چشمِ نم نہیں
ورنہ یہ بکھر معاملہ تا صبح دم نہیں

منعم نہ کر غرور کہ بازار عشق میں امداد رکھ کے سرنہ اٹھا دے یار کے	جز نقد جان پر بسش دام و درم نہیں اس سے زیادہ کوئی جگہ محترم نہیں
--	---

غزل

عیش بریں پہ آپ ہیں زیریں ہوں میں گر تخت حسن و ناز پہ ہیں آپ جلوہ گر مثل نظر ہے آپ کا آنکھوں میں میرے گھر ہے بود گل کی طرح سے مجھ تجھ میں ربط آہ اے وائے بے نصیبی کہ ملنا نہیں نصیب وہ تیری تکتے تکتے دم آنکھوں میں آ رہا دام بلا میں کس کے تو امداد جا چھنسا	ملنا کہاں سے ہو کہ کہیں تم کہیں ہوں میں اقلیم عشق میں شبہ مسند نشیں ہوں میں باوصف ایسے قرب کے بس دور ہیں ہوں میں پھر ڈھونڈتا غضب ہے کہیں کا کہیں ہوں میں سایہ کی طرح گرچہ جہاں تم وہیں ہوں میں آ جا نظر کہیں کہ دم واپس ہوں میں مرگ سے جو پتہ ترا پاتا نہیں ہوں میں
--	---

غزل

دے کے دل دلدار کو جب ہو گئے آزاد ہم خانہ ہستی کہ ہے بس تنگ جڑ سے کھود کر خاک ہو کر آ پڑے ہیں اب تو کوئے یار میں میں وہ ہم صید ہوں پھر جا کے پھنستے دام میں چرخ میں ہیں جیسے کھائی عشق کی ہم نے ہوا مُرخِ دل اپنا جو اس کے دام زلفوں میں پھنسا ہم تڑپنے سے چھٹینگے تو ہماری فکر سے بس ہے اپنا ایک بھی نالہ اگر پہنچا وہاں ہیں کفن بردوش سر بر کف تامل کیا ہے پھر بال بال اپنا ہے نشتر ہر بن موسیٰ ہو قصرِ جنت کا رہے تم کو مبارک واعظو زہد و تقویٰ اور عبادت کا سہارا ہے تمہیں آہ اپنے آپ کو کرتے ہیں بس خوار و تباہ ہم نہ شاعر ہیں نہ ملا ہیں نہ عالم ہیں و لے	آفریں وہ ہم کو دیں اُن کو مبارک باد ہم ڈالتے ہیں اب تو قصرِ عشق کی جنبیاد ہم پر یہی ڈر ہے نہ پڑ جائیں بدستِ باد ہم چھوٹ جاتے گر قفس سے تیرے اے صیاد ہم ہو رہے ہیں اب تو گویا آسیائے باد ہم پھنس گئے پر سب بلاؤں سے ہوئے آزاد ہم ذبح کرا حساں ترا مانینگے اے صیاد ہم گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم قتل کریم کو ترے قرباں ہوں اے جلاد ہم ہے رواں خود کیا کریں پھر تجھ کو اے فساد ہم ہو چکے ہیں اب تو کوئے یار میں آ باد ہم اور یہاں رکھتے ہیں جز فضل حق کچھ زاد ہم اپنے دشمن آپ میں پھر کس سے چاہیں داد ہم رکھتے ہیں سرِ باب میں اللہ سے امداد ہم
---	---

اے خدا بخش اس زمیں میں لکھ غزل اک اور تو | تاکہ جانیں شعر گوئی میں تجھے استاد ہم

غزل

اپنے ہاتھوں سے ہوئے جاتے ہیں بس برباد ہم
آپ پر کرتے ہیں ظلم اور اپنے ہی منقاد ہم
بارغ عالم میں ہیں باآہ فغاں آزاد ہم
داغ دل گلشن ہے اپنا مرغ دل ہے نالہ گر
عشق کے صحرا میں اپنا آپ کرتے ہیں شکار
ہو گئے جب محو لب عشق پھر کس کا رہا
قتل اپنے آپ کو کرتے ہیں بے تیغ و تبر
دے ہیں اپنے آپ کو فقر و فنا کا ہم سبق
آپ ہی اچھے ہیں اور میں آپ ہی سب سے بُرے
بے نشان بے نام میں دلِ نشاں ہیں اور میں نامور
علم اپنا جہل ہے اور جہل اپنا علم ہے
اپنے دشمن آپ ہیں اور آپ ہی ہیں اپنے دوست
کیوں نہ ہو گلِ خار میں ظلمات میں آپ حیات
ہے بہار ہم کو خزاں میں اور خزاں اندر بہار
شادی دُغم اپنا محو لطف و قہر یار ہے
ہے برابر ہم کو قہر ہجر و لطف و وصل یار
ہم سے ہم پر آپ ہے ظلم و ستم ورنہ بحق
میں نہ یہ شعر و غزل ہے اپنی محزو بانہ بڑ
ڈر ہے کیا فوجِ گنہ سے ہے خدا بخش دینا نام

۱۰

یا الہی کس سے تجھ ہی جا کر یں فریاد ہم
آپ ہی مظلوم ہیں اور آپ ہی بیداد ہم
آپ ہم قمری ہیں اور میں آپ ہی شمشاد ہم
آپ ہی ہم گل ہیں اور میں بلبِلِ ناشاد ہم
آپ ہی ہم صید ہیں اور آپ ہی صیاد ہم
آپ ہی شیریں ہوئے لہر آپ ہی فریاد ہم
آپ ہی مقتول ہیں اور آپ ہی جلا دہم
آپ ہی شاگرد ہیں اور آپ ہی استاد ہم
الغرض جو کچھ ہیں پر ہیں : مع اصدا دہم
جو کہو سب کچھ ہیں پھر نا چیز بے بنیاد ہم
میں اسی دانش سے یار و صاحبِ اشلو ہم
آپ کو کرتے ہیں ویراں تاکہ ہوں آباد ہم
ہو گئے آباد تر جتنے ہوئے برباد ہم
غم ہے شادی میں ہمیں اور غم میں ہیں بس شلو ہم
ہے مساوی ہم کو گرہوں شادیاں شاد ہم
عاشقِ ذاتی ہیں اُن کے ہر طرح منقاد ہم
یار کو کب جانتے ہیں ظالم و بیداد ہم
بڑ نہیں عشاق کو کرتے ہیں کچھ ارشاد ہم
اور نسپر رکھتے ہیں اللہ کی امداد ہم

غزل

غمِ جاناں نہ لیں کیوں جان میں ہم شادماں ہو کر
رہو ہو پردہ دل میں مرے پیارے نہاں ہو کر
نہ رکھیں کیوں نہ ہم پوشیدہ سرِ الفتِ جاناں
کہ یہ وہ درد ہے دل میں رہے دماں جاں ہو کر
ذرا توجہ گر مہ جاؤ آنکھوں میں عیاں ہو کر
کہ عظمتِ اسمِ اعظم کو ملی آخر نہاں ہو کر

نہ کیوں ہو تخم ملکر خاک میں سر سبز و بار آور
نکالیں بحر الفت سے دُرِ مطلوب وہ جن کے
اٹھایا بار غم تو نے دلا صد آفریں تجھ کو
ہمارے غم کے گھر میں خواب راحت آسکے کیونکر
ادب بند نہاں ہے کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا
ہمیں پرواہ کب ہے لالہ و گلزار و گلشن کی
کہاں جادے کہ کر کے ترک جو گھر بار کو اپنے
کہاں جائے کسے ڈھونڈے نہ ہو جس کا کوئی تجھ بن
ترے قربان پیارے مت اٹھا امداد کو در سے
ملے ہے گوہر مطلوب بحر عشق سے اُن کو

ہوئے ہم نامور ذیشان بے نام و نشان ہو کر
نکل کر بہ گیا آنکھوں سے دل اشک لعل ہو کر
لیا کوہ گراں سر پر ضعیف و ناتواں ہو کر
کہ صورت اُن کی آنکھوں میں پھرے ہے پاسباں ہو کر
کہ دل کے دل میں رہ جاتے ہیں بس شور و فغاں ہو کر
دکھانا داغ دل ہے سیر ہم کو بوستاں ہو کر
درِ جاناں پہ آبیٹھا ہو نقشِ آستاں ہو کر
پڑا ہو جب کہ آور پر ترے بے خادماں ہو کر
مرضِ عشق تیرا پڑا ہے ناتواں ہو کر
کہ جن کے بہہ گیا آنکھوں سے دل اشک و دل ہو کر

غزل

صوفی نہ شیخ عالم مسند نشین ہوں میں
عافل ہوں یاد لیوا نہ ہوں مجنوں ہوں یا بہوش
گدا نام بے نشان ہوں ذیشان ہوں نامور
ظاہر ہوں اور چھپا بھی ہوں آنکھوں میں جیسے نور
سر میں ہوائے ماہ ہے اے ناصح اس لئے
مت کر زکوۃ حسن سے محروم بہر حق
گرچہ ذلیل و خوار ہوں امداد ساو لے

بندہ ضعیف و عاصی بس کمتر ہیں ہوں میں
جو کچھ کہ ہوں پہ عاشق ماہ حبیب ہوں میں
سب کچھ ہوں اور جو پوچھو تو کچھ بھی نہیں ہوں میں
عالم میں سیر کرتا ہوں خلوت گزیں ہوں میں
در در پھروں ہوں اور کبھی خانہ نشین ہوں میں
مسکین غریب و عاجز و اندوگ ہیں ہوں میں
انگشتری خلق میں مثل نگین ہوں میں

غزل

تپ غم سے جو دیدہ تر میں ہوتا خشک پانی ہے
ہوا بازارِ شوق اب گرم ہے وہ شمع روکس جا
نہ چاہوں کس لئے قاتل سے میں اپنی شہادت کو
نہ اپنی آہ سوزاں ہے دھواں سارا بگاں جاتا
میں طور عشق پر تیرے ہوں گرچہ دفترِ ارنی
ادب بند زباں ہے عرضِ مطلب میں مری ورنہ

تو بے آبی سے باغِ دل میں اک سوز نہانی ہے
کہ جان اپنی ہمیں اُس آتشِ رو پر جلانی ہے
کہ واں آب دم شمشیر یاں تشنہ دہانی ہے
کہ پہنچانے کو کعبہ وصل تک مرکبِ رخانی ہے
نہیں لاتا زباں پر کیونکہ خوفِ لہرِ ترانی ہے
گرہ میں اپنے خامہ کی شکایت کی کہانی ہے

ہمارے کارواں میں کب ہے جس قیل و قال ایل
ہے آوازِ جس گویا جگانا رہزنوں کا بس
صدف کی جوں رہے گا منہ کھلا اُس کا قیامت تک
جو ہیں ہم صاف مشرف سمجھے ہر قوم اپنا سا
غزل اور اس زمین میں پڑھکے امدادِ الہی سے

کہ راہ کشف میں گمرہ دلیل طے لسانی ہے
زباں کا گھولنا غارت گر ستر نہانی ہے
جہاں خامہ سے دائم مثل دریا دم فشانہ ہے
کہ اپنے رنگ پر ہر طرف بقیا صاف پانی ہے
حلاوت بخش عالم کو تری شیریں زبانی ہے

غزل

تپِ سحراں میں جی جلتا ہے جا آنکھوں سے پانی ہے
حریفِ نفس کب ہو عقل جو سحر معانی ہے
ہے اپنا نطق ہر نکتے میں سونگِ شکر رکھنا
ہے بے دردوں سے اپنے درد کی کرنی دوا ایسی
ہیں بے کسر شاں ہونا مقید بندِ عزت میں
گل آسا صبح پیری میں وہ بے حسرت کے خمیا زلے
جو زرا آتش میں گم ہو جا تو خاکستر سے ملتا ہے
لئے جاتا ہے کوثر ساتھ صحرائے قیامت میں
ہمارے جرم سے چہیں برجیں کیوں عفو ہو اُس کا
سکے ہے دیکھنا بادیدہ کثرتِ نور وحدت کو
نہ گیوں ہو زنگِ آئینہ کا ریسر سوئے روشنی گہ
عبث کھاتا ہے فکرِ زید میں غم سخت انسان کیوں
بڈا رہی قبر سے گروہ نہیں شکوہ ہیں اُن سے
بلاویں نہربانی سے بڈا رہی کچھ نہیں شکوہ
مثالِ جان و تن ہے تجھ میں اسیں قربِ پھرِ قدری
نہ دونا شاد کو آرام دن کو اور نہ شب کو تم

اجی دیکھو تو اس بارش میں کیا آتش فشانہ ہے
کہ روغن پر کبھی غالب نہیں ہو سکتا پانی ہے
حلاوت بخش تلخوں کو مری شیریں زبانی ہے
کہ نوکِ خار پا کو نیشِ کثردم سے اٹھانی ہے
مثالِ اسمِ اعظم بلکہ خود عظمت بڑھانی ہے
جو کھوتا خوابِ غفلت میں شبِ قدرِ جوانی ہے
جوانی کا عمل پیری میں پیری میں جوانی ہے
کہ جو اشکِ ندامت سے لٹا کھو نہیں پانی ہے
کہ آئینہ کو بد صورت سے کب ہوتی گرانی ہے
کہ حرفِ وحیم ہر اک شاہدِ روح و معانی ہے
مجھے زشتی سے حاصلِ کعبہ مقصود جانی ہے
کہ تابِ خور سے پتھر میں غزلے لعل کافی ہے
بلاویں نہر سے اپنی تو اُن کی نہربانی ہے
ہمیں اُن کی بہر صورت بجا مرضی کو لانی ہے
نہیں کھتا ہے اے امدادِ کیا ستر نہانی ہے
اجی اے دل تمہیں کیا علوت ایذا رسانی ہے

غزل

رخ سے کا کل اٹھلایا کس نے عرش اور فرشتی سب کو پانہ سکیں ابر گریاں میں برق حسن دکھا ہے نہ عالم میں وہ نوعالم میں شعلہ رخ دکھا کے اپنا ہمیں میں تو نام و نشان مٹا بیٹھا شخص واحد ہے سیکڑوں میں نام	رات میں دن دکھا دیا کس نے میرے دلیں سمدیا کس نے روتے روتے ہنسا دیا کس نے شورائیں کا مچا دیا کس نے سر سے پانک جلا دیا کس نے شہرہ میرا اڑا دیا کس نے ایک کو سونہ بنا دیا کس نے حسن پیلے دکھا کے اے امداد	لاکھ کو ایک ایک کو لاکھوں دھوٹے نکلے آپ کو کھویا منہ تو عاشق سے پھیرا تو نے اُمسے نغمہ سہری سٹا کے ہمیں عشق معشوق عاشق اک کہنکر اول آتر عیاں نہاں ہو کر ہنستے ہنستے جودم میں رونے لگی تجھ کو مجھوں بنا دیا کس نے	کر کے ظاہر چھپا دیا کس نے مجھ کو اس میں گما دیا کس نے ہنستے ہنستے رولا دیا کس نے مست و بخود بنا دیا کس نے سیر و صحت سجھا دیا کس نے حرف شرکت مٹا دیا کس نے شمع تجھ کو جلا دیا کس نے
--	---	---	--

غزلیات فارسی

اگرچہ بیخود و مستم دے ہشیار میگردد چو بدیدم رونے خوش را بہر جلے ہرنگے ز چہمت مے بخور اوں سید از لب بتل قند شراب شوق عالم را تو می طلبی و می بخشی	بیاطن شاہ کو نیم بظاہر خوار میگردد انہیں در بحر و بر کوچہ بازار میگردد چو من با این نہا آنم ز حرام خوار میگردد مگر محروم گرد خانہ خمار میگردد بیانور محمد کن دل امداد را روشن	مرا بطیست جاہاں چو نور خور نفوس آں عجب بخود و بدستم کہ طرہ ماجرا این است چو شد منظور قبل من تغافل حسیت اے قاتل مرا نافع نخواہد شد نصیحت ناخدا ہرگز کہ عکس نوبے کیفم پے انوار میگردد	بصورت زہد و امن گرجہ سایہ وار میگردد کہ دلدارے بنور وارم پے دلدار میگردد کہ سر بر کف کفن بردش گزوار میگردد کہ سووالیش لبس دارم نہ من بیکار میگردد
---	---	---	--

جواب خط شاہ سید علی احمد صاحب تخلص صل علی احمد انبیطھوی

چو آمد ساقے مشکل کشا دشوار کار من صبا آور دچوں بوئے گل وصل نگار من بجد اللہ چہ راحت یافت جان بیقرار من خبر آمد خط آمد قاصد آمد ہم پیام آمد بایں شکرانہ برویدہ نہادم پلے قاصدا چو من منظور جذب اشتیاقم در جناب تو پس از مدت برآمد آرزوی جان و دل یعنی بے ذوق حیات من بسا تلخ از غم ہجران بدیدہ گریہ لب نالاں بجانم سوز تن لرزاں بعین گریہ من خنداں و ہم درخندہ من گریاں گئے گریاں و گہ خنداں گئے حیراں گئے نالاں	بیک جبرے زے بکشد عقد دلفگار من برآمد برہوئے شوق این مشت غبار من کہ آمد خاکہاں نامہ ز کوئے شہر یار من ولم حیراں کہ باشد بر کدانی جاں نثار من کہ از نامہ منور کرد چشم انتظار من بجرم دوستان گوئی و لبس عز و وقار من سحر گردید از مہر خط شہائے تار من خوشا این طالع شیریں کہ گشتے غمگسار من ہمیں تسکین دل بودے ہمیں صبر و قرار من بہارا ندر خزاں بود و خزاں اندر بہار من بجز این شغل یک لحظہ نہوے روزگار من
---	--

نمیگرد و بیان شوق وصل و شکوہ ہجران
کہ آمد نامہ خوش ناگہاں وصل علی احمد
ادائے شکر آں ساقی نہ گرد و از زباں و دل
بیاد خود نگہدارش ز مشغولی غیر حق
ز لطف چشم آں دارم کہ دایم بچنین جاری
کنم تحریر اے امداد تا کے شوق وصل او

غرض جز ذکر و فکر تو بنودے پیچ کار من
یکایک رفت غمہائے دل اندوہ گار من
کہ از یک جرعه زانے بر دکل رنج و خار من
باحسانیکہ یادم کردائے پروردگار من
بماند در ولت یاد دل امیدوار من
رسد اے کاش جائے نامہ آں نامی نگار من

عزل شوقیہ ارکان حج

رفتیم چو بمکہ ہوں کوئے تو گردم	دیدم رخ کعبہ دکر دئے تو گردم	محراب حرم گرچہ بہ پیش نظر شد	من سجدہ ولے درم ابروئے تو گردم
چوں حلقہ در کعبہ بصد عجز گز نفتم	در گردن خود سلسلہ گیسوئے تو گردم	سر میدہ عالم پے بوسہ حجر اسود	من میل خجال سیہ ہندوئے تو گردم
در سعی و طواف وہ جہیم بمقامے	ہر سمت تمنائے نیکوئے تو گردم	لبیک و دعا خواں تمہ مخلوق بعرفات	حوں قبلہ نما من دل خود سوئے تو گردم
در عرصہ عرفات ہوا شتر نمودم	چوں یاد من آں قلمت دلجوئے تو گردم	قربانی حیوان بمنی میکند عالم	قرباں سر خود من بسر ہوئے تو گردم

عرضی عبداللہ مسکین در مدح شریف عبداللہ بن عون بصنعت توشیح

شاد باش اے شاہ اقلیم عرب	رحمت حق بر تو باد از روز و شب	یا الہی وارسائش را و راز	فیض بخش بر سر اہل حجاز
خون حق با تو بورائے ابن عون	باد خوش از تو غزلے برد و کون	دوست خوش دشمن بر باد باد	اہل حرمین از تو بس دل شاد باد
لنگر انعامت اے شاہ کرم	سہست جاری وائما بر ہر امم	ای دعا گو ہم ز خوان عام تو	بود نعمت خوار از انعام تو
نیرت فوٹش شد کنوں محتاج سخت	عین رحمت بر کشائے نیک بخت	در دماکن جاری وہ لقمہ مرا	نعمت داریں بخشد حق ترا
	نام حمد و تحسین چو خواہی اے امیر	حرف آدل از سر ہر مصرع گیر	

شجرہ قادریہ فیصیہ منظومہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمای حمد اے محبوب مطلق	ہذا تو سزاوارست ولایت	پس از حمد و ثنا صلوات بیک	بدر گاہ تو بندہ عرض وارد
خداوند بحق ذات پاکت	پذیرا کن مناجاتم بر حمت	خداوند بحق شاہ لولاک	مرا کن از غم دنیا و دین پاک
بانکہ اسمہ احمد محمد	امام انبیا سلطان سرمد	عطا فرما طریقت با شریعت	دل روشن کن از نور حقیقت
بحق مرتضیٰ شاہ ولایت	خداوند انمارہ ہدایت	بحق شیخ حسن بصری الہی	ز سر خویش کن آگہ کہا ہی

بجی شہج حبیب عجی شہ دیں	دعار بفضل خویش گزین	بجی حضرت داؤد طائی	مرا ز قید استی وہ رہائی
بجی خواجہ معروف کرخی	مرا محفوظ دار از شر چرخ	خداوند بجی سری سقطی	تبا تم وہ براہ نیک بجتی
بجی شہ جنید آن شیخ بغداد	ز قید دو جہاں مارا کن آزاد	بجی خواجہ بو بکر شبلی	بکن بر عاشقان خود تجلی
بجی عبد واحد بو الفضل شاہ	خداوند کن از اسرار آگاہ	بجی بو الفرج آن شاہ طرطوسی	بکن بازار رحمت خویش یا بوس
بجی بو الحسن ہنکاری با حق	بہ تیغ عشق خود کن سینہ ام شق	بجی بو سعید آن شاہ بو الخیر	بکن محو از دل من الفت غیر
خداوند بجی شاہ جیلان	محی الدین غوث قطب دوران	بکن خالی مرا از ہر خیا لے	ولیکن آنکہ زو پیدا است حالے
بتاج الدین شاہ عبد رزاق	بدہ چالا کیم در راہ عشاق	بجی شاہ زین الدین والا	مزین کن مرا از دین و تقویٰ
بجی شیخ یحیی زاہد حق	مشرق ساز از دیدار مطلق	خداوند بجی شاہ موسیٰ	بمانم بر درت دائم جہیں سا
بآن عبد الوہاب بحر ثانی	مرا کن عزق در موج معانی	بہ عبد القادر راسی الہا	بملک معرفت کن شاد مارا
بجی احمد قدسی عاقل	نشان ماسوا کند از درد دل	بجی شاہ مولانا مے مغرب	بگرداں مدفنم در خاک یشرب
بجی شاہ عبد الحق عالی	دل مرا کن ز حب غیر خالی	خداوند بجی شاہ الیاس	پناہ خواہم بتواز سر خناس
بجی حضرت قمیص الاعظم	بکر یہ چشم راوہ عشق با ہم	بجی بو محمد شاہ محمد	عطا فرما مرا عرفان بے حد
بجی شاہ محمد غوث ثانی	مدہ درد و غم و سوز نہانی	بجی شاہ عبد الحق کامل	جہاں خویش چشم ساز شامل
بجی شاہ سید عبد رزاق	بوصل خویش مارا دار مشتاق	خداوند بجی رحم علی شاہ	باسرار لدنی ساز آگاہ
بشیخ عبد الرحیم آن شاہ شہدا	شہیدم کن بہ تیغ عشق شاہا	بجی حضرت نور محمد	منور کن دل مرا از نور بید
خداوند بجی جملہ پیراں	مرا ہم در طریق شاں بمیراں	بجی آل و ازواج و صحاب	بجملہ اولیا ابدال و اقطاب
بغوث و فرد و ابرا و بادناو	بعشاق و لعباد و بزہاد	ز دست نفس کافر کیش خو نخواہ	آلہ العالمین مارا نگہدار
بخود مشغول دارا نہ در حیاتم	اگر میرم بدہ یارب نہا تم	بہیباں بیشوم بر باد اللہ	بیاؤ جلد کن انداد اللہ
خداوند بایں پیران عظام	بوقت مرگ کن بالجیر انجام	بیراں شخصے کہ ایں شجرہ بخواند	مرا ہم از دُعائے یاد آرد

رباعے

ہے بُرا اچھا جو سمجھے آپ کو	اور بالاسب پہ کھینچے آپ کو
مردم دیدہ سے سیکھ انداد تو	سب کو دیکھے اور نہ دیکھے آپ کو
عید کی	
عید گاہ ما غریباں کوئے تو	انبساط عید دیدن روئے تو
صد بلال عید قرپانت کنم	اے بلال عید ما بردے تو

رسالہ در بیان وحدۃ الوجود

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

از فقیر حقیر امداد اللہ فاروقی حشقی صابری عفا اللہ تعالیٰ عنہ
بعد حمد و صلوة و اقیات و بتقدیم سلام و تحیات مودت سمات بخدمت مکرم و معظم درویشان و قدرد
ایشان حقایق آگاہی معارف و ستگا ہی جناب مولوی محمد عبدالعزیز صاحب حشقی صابری زاد اللہ تعالیٰ مجدہ
مہربن و مکشوف باد معاوضہ سانی بمضمون عجیب با اشارات غریب موصول شدہ ممنون یاد آور بہا فرمود
بلحاظ ہم مشربی و ہم طریقی در بارہ مسئلہ وحدۃ الوجود ماینتقل بہا استدراکی شدہ است و بطلب جوابش
مبالغہ رفتہ محذوفا فقیر این لیاقت کجا دار و خود را در زمرہ عارفین حقایق شناس کجانی شمارد کہ متصدی
چنین امر خطیرہ گردد۔ اما از آنجا کہ جناب بکمال جوشش و کوشش جواب طلب فرمودہ اند و پیامہا لکثہ فرستادہ
لا علاجاً امتثالاً للامر قلم برداشت و ہر چه حق ست در فہم رسید از رطب و یالیں نگاشت و اللہ الموفق و المعین
رجائی بدارم کہ اگر سبوی و خطای و یا بند پیوشند بلکہ باصلاح آن کوشند کہ منت خواہد بود۔ چرا کہ فقیر ہیچداں
راجز منصب ترجمانی ہیچ نیست۔

آغاز

فقیرہ مانو ذمکتوب بطریق انتخاب مضامین آن سوال اول مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم معتقدان
وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود را ملحد و زندیق میگفتند مرید و شاگردشان مولوی احمد حسن صاحب نیز ہمچنان
میگویند و اقوال ضیاء القلوب را مافول میدانند تاویل و آن جو خود دیگرے را نمی شمارند و مولوی رشید
احمد مولوی محمد یعقوب صاحب نیز ہمہرہیں مسلک بودہ اند با وجود آنکہ اجازت از تو گرفتہ اند و مشرب اہل چشت میدانند
خلاف مشارع چشت سخنان می گویند

جواب

نکتہ شناسا مسئلہ وحدۃ الوجود حق و صحیح است در این مسئلہ شک و شبہ نیست مقتد فقیر و ہمہ مشارع

فقر و معتد کسانیکو با فقر بیعت کرده و تعلق میدارند، پس دست مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم و مولوی میرزا احمد صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب و مولوی احمد حسن صاحب و غیرهم از عزیزان فقیراند و تعلق با فقیر می دارند، هیچگاه خلاف اعتقادات فقیر و خلاف مشرب مشایخ طریق خود مسلکی نخواند پذیرفت مگر با اعتماد کیفیت است قلبی که بنده را از کمال علم و یقین صدق برامری و رد دل مستحکم گردانید و این را در عرف شرع شریف تصدیق قلبی کافی است این مسئله و حدة الوجود چنان نیست بلکه در نیانه تصدیق قلبی و یقین و گفت لسان واجب است چنانکه اسلام شرعی تعلق با خدا و با خلق میدارد اسلام حقیقی محض تعلق با خدا دارد و آنجا تصدیق با قرار ضرورت اینجا فقط تصدیق باید - سوائے آن در استفسار این مسئله فائده همین که اسباب ثبوت این مسئله بسیار نازک و نهایت دقیق فهم عوام بلکه فهم علماء ظاهر که از اصطلاح عرفا عاری اند قوت درک آن نمی دارد و چه علماء بلکه صوفیایمکه هنوز سلوک خود تمام نکرده باشند از مقام نفس گذشته بمرتبه قلب نارسیده از این مسئله فروری یابند و از فکر نفس و تنزل و لغزش پا در چاه اباحت و قعر ضلالت سرنگون می افتند بلکه گروه با افتاده اند که شاهد ناقص نفع و بالذات من ذلک جنابم نیکو میدانند که این مسئله خاصیت عجیبی دارد و بعضی را هادی و بعضی را مضل هر چند نعمت خوشگوار است اصحاب ازال لذت حلاوت حاصل مرضی را تلخ و ناگوار و در حق مثال از بهر قائل برای همین فرمود من مراح اسرار الربوبیة فقد کفر استعار آن لازم افشای آن نابجواز اول کیسه در این مسئله خوش فرمود شیخ محی الدین ابن عربی است قدس سره اجتهاد او در این مسئله و اثبات آن بهر این واسطه بر گردن جمیع موصدان تا قیام قیامت منت نهاد و لطف اینجا است که شیخ الشیوخ شهاب الدین عمر سهروردی قدس الله سره همه و هم بلد او بود مردمان حال شیخ اکبر از او پرسیدند گفت هنوز ندانم از صحبت او احترامی کرد و نه چوں و فائ یافت از شیخ الشیوخ حال آخرت او پرسیدند فرمود صحت قطب الوقت من کانت ذلی الله همه مردمان تعجب کردند پرسیدند که چرا او را ندانم گفت ما را از استفاد محروم داشتی گفت او ولی و واصل و محقق بود اما مجذبه قوی داشت هر چند مقرب بارگاه بود لکن قابل اتباع نبود و در زمان اخیر مجذوب شده بود زبان او در افشای اسرار بے اختیار شده اگر شما در صحبت او میرسیدید گمراه می شدید چرا که از غلبه حال سخنان که می گفت در فهم شما نمی آمد و عوام را زبانی دارد اگر دانید بر شما منت نهادم پس اینجا غور باید فرموده که مردمان را چه می رسد که با کس او ناکس باز از مسئله و حدة الوجود گرم داریم و عوام را که جزوی از ایمان تقلیدی میدارند از آن هم بی نصیب سازیم در اینجا گفتگو حاصل است وقت خود اعتقاد عوام ضائع کردن است معارف آگاه را برای همین احتیاط احباب فقیر مثل فقیر زبان از این قبل و قال لبته میدارند و احترام میکنند سائلان را اشارت بتاویلات می نمایند ممانکار آن مسئله نکرده بسیار مردم بدستادین از این مسئله سریشی برداشته مجلسهای آرایند خود گمراه شده گروه مسلمانان را گمراه می سازند چنانچه مشاهد می افتد پس از این قبل و قال چه فائده اگر بیاید مردمان را بطلب حق و ترک تعلق و نهاد

و کثرت ذکر و فکر تحریریں باید فرمود و در آن باید کوشید و چون ازین سلوک تزکیہ نفس و تصفیہ قلب حاصل گردد خود ضرورت آن قسم مراقبہ کہ در ضیاء القلوب مرقوم شدہ پیش می آید خدا خود در پیری میکند و **الَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا** غرض از ہدایت کردن سبیل تجلی ذاتی است بر قلب سالک تا حقیقت مسئلہ وحدۃ الوجود منکشف گردد۔ این را رفتنی است گفتنی نیست از گفتن تا دانستن تا دیدن و شدن فرق بسیار است خدا لے تعالیٰ ما واجباً ما را شما واجباً شمارا در این راہ از ذلت پانگہ دارد۔ پیرو شیخ اکبر حضرت جانی قدس اللہ سرہ السامی میگوید **قطع** از ساحت دل غبار کثرت رفتن بہ خوشتر کہ بہرہ در وحدت سفتن بہ معرور سخن مشکوکہ توجہ خدا لے واحد دیدن بود نہ واحد گفتن۔ اگر از راہ انصاف نگذاریم و بتعمق نظر در حقیقت این مسئلہ نگرییم جز حیرت و حیرت برون فنا در فنا پیچ بدست نمی آید چہ خاک نویم کہ چنین است و چنان است ع آں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد تا طغیہ در تشریح این اسرار وجدانی لال است مثل نابینائی مادر زاد کہ در خواب رنگہا و چیز ہائے عجیب می بیند بامردمان چہ توان گفت کہ چنین بود یا چنان بود چرا کہ در محسوسات چیز لے ندیدہ است کہ بدان مشابہ کند و فہماند اگر احیاناً گوید و فہماند واقعی نگفتہ باشد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

فقرہ دوم بطریق انتخاب از مضامین مکتوب

سوال ۲۔ حالانکہ در ضیاء القلوب بوزنش لا موجود الا اللہ و مراقبہ ہمہ اوست بتصریح تاکید است و ہم در مراقبہ ہمہ اوست ملاحظہ معنی لازم گفتہ پس این مراقبہ بلا لحاظ عینیت و اتحاد صورت نبندد و نیز جائے دیگر ضیاء القلوب درجہ است تا وقتیکہ فرق در ظاہر و مظهر پیش نظر سالک است بولے شرک باقی است ازین مضمون معلوم شد کہ در عابد و معبود فرق کردن شرک است۔ جواب ۲۔ شک نیست کہ بغیر این ہمہ در ضیاء القلوب نوشتہ است اگر گویند کہ ہر چہ گفتہ نمی شود چگونہ نوشتہ شد گویم اکابر دین کشفیات خود را بہ تمثیلات محسوسات تعبیری کنند تا طالب صادق افہمانند نہ آنکہ کاتہ گفتہ باشند مثلاً اگر نابینا در خواب ماری بیند و در بیان آن عاجز آید گوید کہ مثل ساعد من بود و در آن حال بدست ادا اگر رسد و بند و گویند کہ آہ چنین بود گوید ہاں چنین بود اینست تفہیم یہ تمثیلات ازین قبیل است تحریرات پیشینان برای آگاہی پس آیندگان تا افاضہ برقرار ماند و وقت حاجت رفع شک کہ گردد و اسرار یکہ بسینہ فی آمد و الہ العلم کردن مناسب دانستند در راہ حقیقت کشاودہ دانستند و گفتند ما آن کہ سائیم کہ ما اہل را در کتاب مانظر کردن حرام است حقیقت حال نیست فقیر ہم بتقلید ایشان قول ایشان را ترجمانی کردہ است با وجود آنجناب استفسار می فرمایند و انکشاف چگونگی آن می خواہند اعلاماً متناً لا مرنیزی ایضاح آن ضروری افتاد تا خاطر نشین آن حقایق شناس گردد و اطمینان دست در اترد و نماید مختصارش اینکہ از بیان ما سبق مبرسین گردید کہ در اصل مسئلہ مذکور حق و بالیقین است صدق

آن نگاه معلوم گردد که طالب از محنت و درنگها و محاربت استغراق و ترک محاربت مایه از خودی خود و در سود چوں از خیال خود گذشت بهیچ شئی در نظر او و خیال او نماند همه هستی حق میماند و تنبیه از نظر سالک توحید است و سستی بر سوا مرتفع گردید جز خدا هیچ نه بیند و نیز هر دو بلکه شعور این معنی هم مرتفع شود هر چه بیند خدا بیند هر چه گویند خدا گویند این مرتبه را فنا در فنا گویند این گفته را زنی نباید فهمید بلکه نائی میگوید مولانا قدس سره است

فی که هر دم نغمه آرائی نمی کند؛ فی الحقیقت از دم نائی کند؛ بے فنائی خویش و بے جذب قوی یکی حکیم و مل را محرم شوی
ایضاً عارفی گفته تو مباش اصلاً کمال نیست و پس اگر تو در آن گم شود و مال نیست و پس از این وقت خود خبردار
سلطان الانبیاء صلی الله علیه و سلم می گوید الله دقت لا یستغنی فیه ملائک مقرب و لا نبی مرسل و از خواص
امت می گفت باید دید بطاعتی بسمانی ما اعظم تشانے منور حلاج انا الحق این همه از این همه باب است
با وجود این همه غریب اعتباری که اصطلاحی است از میان عباد در مرتفع نه شد هر چند در حالت فنا می شعور و نظر سالک
نماند باشد زیرا که چوں از بے شعور بے بازیشور درآمد دانست که من از خود بیخبر شده بودم مثل آن آئین یاره که
در آتش سرخ شده نغمه زد که من آتشم انکار این قول دے کرده نمی شود اما واقعی آتش نشده است این حالتی است
بر پاره آئین عارض شده و گرنه آئین آئین است آتش آتش این است سکه از حقیقت وحدۃ الوجود در اینجا کیفیت
عینیت و غیریت اند که دانستن از واجبات است تا آنکه از این آگاهی نه باشد کیفیت وحدۃ الوجود مفهوم نگردد و در
درزش مراقبه همه اوست و ملاحظه عینیت صورت نمی بند و کسانیکه بجزدخوص در مسئله وحدۃ الوجود در زنده
افتاده اند از نا دانستن مسئله عینیت و غیریت بوده است هر که ادل بیش دو امر به تحقیق دانست دانستن همه
مسائل برادر آسان گردد اگر چه تحقیق این مسئله عینیت و غیریت متعلق است به دانستن تنزلات سته اما فی باطنات
آن همه پرداختن نمی تواند مختصری نگارد و آن انیکه در عباد و رب عینیت و غیریت و هر دو ثابت و مستحق است آن بوجهی
و این بوجهی اگر در بادی النظر اجتماع ضدین در شخص واحد محال ینماید الضدان لا یجتمعان صحیح است اما این
دو ضد لغوی است ضد اصطلاحی جمع میشود برای همین است که محققین را جامع الاضداد می گویند که اصطلاح صوفیان
دیگری باشد مثل آنکه نور و ظلمت ضد لغوی است این ضد در یکجا در یک وقت جمع نمیشود زیرا که معنی این دو لفظ
بر وضع خود قائم است اگر بر وضع خود قائم نباشد اجتماع آن جائز است مثل آن سایه را اگر ظلمت گویند مجازاً
از روی استعاره میتوان شد و این سایه را که ظلمت نام نهاده شد با نور در یک جا و در یک وقت جمع میشود
زیرا که سایه ظلمت اصطلاحی بود پس از این تمهید معلوم شد که در عباد و رب عینیت حقیقی لغوی نیست و هم
غیریت حقیقی لغوی نیست اجتماع این بر دو ضد در شئی واحد محال است که پس ضد که در علم معقولات ممنوع واقع شده
آن بمعنی لغوی است نه اصطلاحی این قوم محققین از پنجت جامع الاضداد اند که دو ضد را جمع نمی کنند آن دو ضد

معنی لغوی نیست زیرا که اجتماع ضدین لغوی نزد ایشان هم محال و لایکچوز است بمثال دیگر تفهیم اینکه اگر شخصی گرداگرد خود آئینه ها گذارد و هر آئینه بذات خود وصفات خود کانه نمودار شود نموداری صفات آنست که هر حرکت و سکون و هر هیات شادمانی و غمگینی و خنده و گریه شخص در عکس هویدا میشود از جهت شخص عین عکس است عینیت حقیقی اصطلاحی است اگر لغوی بودی هر کفایتی که بر عکس گذرد بر شخص گذشتن واجب گشتی چرا که عکس در هزار آئینه است این کثرت در وحدت شخص فرقی نمی آرد اگر بر آئینه و بر عکس سنگ زنند یا نجاستی اندازند شخص ازاں متضرر و نجس نمیشود بحال خود است و ازین نقصانات منزله و مبرا است ازین در غیرین حقیقی اصطلاحی به ثبوت میرسد پس در شخص و عکس عینیت و غیریت هر دو مستحق شد بدانکه در عبودیت عینیت حقیقی لغوی هر که اعتقاد دارد غیریت بجمع وجوه انکار کند ملحد و زندیق است ازین عقیده در عابد و معبود و ساجد مسجود هیچگونه فرقی نمی ماند این غیر واقع است **نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ** اگر شخص غیریت حقیقی لغوی در خالق و مخلوق اعتبار کند و هیچ نسبت و تعلق عینیت در عبودیت جز نسبت خالق و مخلوقی ثابت نه نمایند مثل نسبت کلال با ظروف اگر کلال بمر و ظروف ساخته او بجائے خود ماند این بسبب غیریت لغوی است در ظروف و کلال این تم غیریت در عبودیت باقی نیست بدین غیریت که قائل اند علماء ظاهر و متکلمین اند غافل از اصطلاح موحیدین شده حی ترسند که عبودیت و رب یک میشود نمیدانند که موجب اصطلاح محققین و عکس و شخص با وجود ثبوت هر دو جهت گاه به این آں نشد آں این نگردید عکس عکس است شخص شخص عکس مخلوق و حادث و ناقص است و شخص قدیم و باقی و کامل پس اینست حقیقت این مقدمه بیت جانی ۱۰ - هر مرتبه از وجود علمی دارد بجز حفظ مراتب نکی زندقی و بمصداق مزج البحرین یلتقیان بینهما بزرخ لایبغیان همین بحرین حدوث و قدم است نیز اینجایک تمثیل لطیف یاد آید یعنی بنده قبل وجود خود باطن خدا بود خدا ظاهر بنده گشت کنزاً محقیقاً برین معنی گواه است حقایق کونیه که نتائج علم الهی اند در ذات مطلق مندرج و مخفی بودند و ذات بر خود ظاهر بود چون ذات خود است که ظهور خود بر پنج دیگر شود اعیان و لباس قابلیات شان بجلوه تجلی خود ظاهر فرمود خود از شدت ظهور خود از چشم بصیر ایشان مخفی گردید مثل تخم که شجر با تمام شاخ و برگ و گل و ثمر در آن پوشیده بود گویا تخم بالفعل بود و شجر بالقوه چون تخم باطن خود را ظاهر نمود وجود خود پنهان گردید هر که بیند شجر می بیند تخم بنظر نمی آید اگر بغور بینی تخم لباس شجر ظهور فرموده تخم بالقوه شد شجر بالفعل شد هر چند از وجهی تخم و شجر یک است جدائی نیست عینیت یافته می شود اما دلائل غیریت و جدائی نیز در و پیدا واقعی است حفظ مراتب ضرورت زیرا که صورت و شکل تاثیر و خواص تخم دیگر و اجزائے شجر دیگر است وجوہات غیریت هم کثیر است مرد صاحب فطانت انکار آں نخواهد کرد از روی عینیت تخم و شجر اگر چه واحد است این وحدت اعتباری و اصطلاحی است در اینجا اول است نه اتحاد معنی بالفعل و بالقوه شراکت دارد پس هر چه بالفعل بود بالقوه شده و آنچه بالقوه بود بالفعل گردید **فَهُمْ جَلَّةٌ حَکَمَتُهُ وَ عَظُمَتُ شَأْنُهُ** بیت تراز در دست بگویم حکایتی بے پوست پشم از دست اگر نیک بنگری همه اوست

فانکہ چون نسبت دو جهت در عہد رب ثابت و متحقق گردید لازم آمد کہ برای الہی از مرتبہ پست ترین نزول و حصول
و قرب و وصال و رسیدن بدرجہ عبدیت حقیقی کار با ضرورتاً افتاد و آن مجاہدہ و مراقبہ است و مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ
وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ عبادت کردن اعی عبد شدن است در حقیقت عبد اللہ حقیقی خاتم المرسلین محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم است عبد شدن دشوار است تا از دہم الوہیت خود تماماً و کمالاً بگذر و بدین مرتبہ نرسد بنا بران
مجاہدہ در ریاضیات و ترک تعلق دنیا و حش نفس و ترک توہم ماسوا واجب گردید تا ذکر فکر بد رستی و راستی بظہور
رسد چون اول بمصقلہ ذکر نفس مطیع و قلب صافی شود ذوق و شوق رو بترقی آرد دل از خطرات بایسند وقت مراقبہ
لا موجود الا اللہ در آمد چون درین مراقبہ از سہمہ اوست اغماض نظر کرده سہمہ اوست را پیش نظر دارد درین
استغراق فیض باطنی و جذبہ غیبی مدد میفرماید از ہر چہ جزا دست بے خبر گردد شعور این بی خبری ہم نمی ماند نبید ہر چہ بیند
داند ہر چہ داند گوید ہر چہ گوید معذور است۔ اینست وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود مثل آہن پارہ کہ در آتش رنگ آتش
گرفتہ لغرہ انا النار و آنکہ بالقلب حقیقت آتش شدہ این از حال تعلق دارندہ از قال مقام غور است اعی در
حالتیکہ آہن پارہ خود در احوالہ آتش کردہ از خیال آہن پارگی خود گذشتہ منتظر آنست کہ آتش بر خود مستولی گردد
و رنگ خود بخشد درین تصور اگر خیال دیگر گذرد در حق دے شرک است کہ مانع مقصود و قاطع الطریق اوست
اینست معنی آنکہ در ضیاء القلوب بملاحظہ سانی در آمدہ کہ در مراقبہ و ہمہ اوست تا وقتیکہ فرق در ظاہر و مظهر پیش نظر سالک
ست بوی شرک باقی است واللہ اعلم کہ اعلم انا لا اله الا انت اگرای قدر از فقیر بے مہا با طول لسانی کرد چہ کند کہ
بدون آن سخن تمام نمی شود ہر چند ازین تحریر خود نادم می شوم اما شادم کہ بہر تقدیر جواب رقائم متعددہ جناب ادا
گردید اگر پسند خاطر و منظور والا گردد بندہ ضعیف را بدعائی خیر خاتمہ یاد دارند ورنہ باز فقیر را نیاز دارند و اسلام
وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

درین مشہد بگویائی مزین دم سخن را ختم کن واللہ اعلم
محرمہ ۲۱۔ ذی الحجہ ۱۲۹۹ در مقام خیر البلاء مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا و تعظیما

س

نوم مختصر احوال وصال عاشق ذوالجلال والجمال حضرت حاجی امداد اللہ

حضرت حاجی صاحب کی کچھ عمر زائد نہ تھی کل چوراسی سال تین تین بیس روز کاسن شریف تھا مگر کچھ خلقتہ
ضعیف خفیف اللحم تھے اس پر مجاہدات و ریاضات و تعلیل طعام و منام پھر ہجوم خواص و عوام اور
سب سے بڑھ کر عشق حسن ازلی جو استخوان تک کو گھلا دیتا ہے ان اسباب سے آخر میں اس قدر

ضعیف ہو گئے تھے کہ کروٹ بدلتا دشوار تھا کھانا پینا بار تھا گردل عشق منزل ہر وقت نشہ نقایس سرشار تھا اسی میں اسباب شروع ہو گیا مگر نظافت و لطافت و استقلال و استقامت و شفقت بجال و تربیت طالبان خدا میں ذرۃ برابر فرق نہ آیا تھا آخر کار ضعف زیادہ ہو گیا حتیٰ کہ بارہ یا تیرہ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۵ھ ص روز چہار شنبہ وقت اذان صبح اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہوئے اور جنت المعلىٰ و مقبرہ اہل مکہ میں ہم پہلو مولانا رحمت اللہ صاحب دہاجر کے رکھے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ واقعہ یہ ہے کہ ایسا شخص کامل مکمل کسی نے کم دیکھا ہوگا۔ اللہم ارفع درجۃ فی اعلیٰ علیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین اللہم لاتحر منا اجرہ ولا تفتنا بعدہ آمین یا رب العالمین حقیر نے ایک مختصر مادہ تاریخیہ کہا ہے حتیٰ و خل الخلد کہ قول اولیاء اللہ لایموتوں سے مستنبط ہے حضرت صاحب کے ایک خلیفہ عالم رویا میں مشرف بہ زیارت ہوئے اس طرح کہ کوئی مقام نہایت بلند مثل طبلہ کے ہے اس پر ایک سفید خیمہ کھڑا ہے جس میں حضرت رضی اللہ عنہ رونق افروز ہیں اور خطاب کر کے فرماتے ہیں۔

آئینہ ہستی چہ باشد نیستی : نیستی بگزین گر ابلہ نیستی

سبحان اللہ اس خواب میں حضرت رضی اللہ عنہ کے علو مقام و قرب تام پر کئی وجہ سے دلالت ہے اول مقام کا بلند ہونا کہ مطابق آیہ و رفعناہ مکاناً علیاً و حدیث کشیان مسک کے رفعت مرتبہ کی طرف اشارہ ہے دوم خیمہ میں ہونا جو حسب آیت مقصود رات فی الخیام نعیم جنت ہے ہے سوم خیمہ کا سفید ہونا کہ احب الالبان البیاض او نحوہ وارد ہے و نیز لباس سفید موافق حدیث صحیح و رقہ کے علامت جنتی ہونے کی ہے چہاں تعلیم و تلقین فرمانا کہ اشارہ ہے طرف مقبولیت شان ارشاد حضرت رضی اللہ عنہ کے بیچم معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو بدولت اس پستی و نیستی کے جو خاص مشرف و مذاق حضرت کا تھا جیسا کہ اہل مشاہدہ پر مخفی نہیں بڑی دولتیں ملی ہیں اسی لئے اس طرف مخاطب کو متوجہ فرمایا۔ ششم ثنوی شریف کے مضامین میں رکہ حسب قول اہل حقیقت کے معنی کلام حق ہے، آپ کی روح مطہر کا مستغرق و مشغول ہونا دلیل مناسبت روحانی مولوی معنوی ہے اور حسب آیت مع الذین انعم اللہ علیہم الخ دلیل قرب الہی ہے۔ ہفتم حضرت رضی اللہ عنہ کی شفقت و توجہ اپنے خدام کی طرف کہ موقوف ہے حصول اطمینان و سکون پر جس سے ظہور مضمون لا تتخافوا و لا تحزنوا کا بخوبی ہوتا ہے اور اس سے انا غفر برزخیہ کی تائید بھی ہوتی ہے جس کا محققین اثبات کرتے ہیں۔ ایسا ہی خواب رویائے صالحہ کہلاتا ہے جس کے باب میں ارشاد نبوی ہے یراہا المسلم او تری لہ والحمد للہ تعالیٰ علی ذالک۔ ختم شد

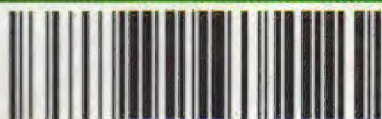
اللہ تعالیٰ نے جن و انس کو عبادت کیلئے پیدا فرمایا اور اسی میں ان کی عزت و شرف ہے۔ عبادت مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا ایک حق ہے اور عبادت کا فائدہ مخلوق ہی کو پہنچتا ہے، عبادت اسی وقت درست ہو سکتی ہے جب وہ رب کی وضع کردہ شریعت کے موافق ہو، اور خالص اسی ذات اقدس کیلئے ہو، ہر قسم کے شرک کے شائبہ سے بالکل پاک ہو، عبادت کے لئے ایک اہم عنصر صفائی و طہارت قلب ہے جب تک انسان علائق دنیا سے تعلق توڑ کر رب کی طرف مکمل توجہ نہیں کرے گا عبادت کی تکمیل نہ ہوگی۔ تکمیل عبادت کے اسی زینے کا نام **تصوف** ہے۔ غرض تصوف اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ احکام شریعت پر بندے کے عمل کرنے کا ما حاصل ہے بشرطیکہ اس کا عمل علتوں اور نفس کی لذتوں سے پاک ہو۔

سید الطائفہ **حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی** کی ذات ایک ایسا چشمہ فیض تھی جس سے نہ صرف برصغیر بلکہ دور دراز علاقوں کے مسلمان مستفید ہوتے تھے جنہوں نے اتباع سنت پر مبنی دین کی خالص اور بے غل و غش فہم کو عملی صورت میں مجسم کر کے دکھایا اور شریعت و طریقت کا حسین امتزاج اپنے قول و فعل اور تعلیم و تربیت کے ذریعے عام کیا۔

زیر نظر کتاب **”کلیات امدادیہ“** حضرت اقدس کی تصوف و سلوک، تزکیہ نفس اور اصلاح اخلاق میں بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور دس کتابوں ضیاء القلوب، فیصلہ ہفت مسئلہ، نالہ امداد غریب، ارشاد مرشد، جہاد اکبر، مثنوی تحفۃ العشاق، غذائے روح، دروغمناک، گلزار معرفت، وحدۃ الوجود کا مجموعہ ہے۔

E-mail: ishaat@pk.netsolir.com
ishaat@cyber.net.pk

کلیات امدادیہ



DIU03813

کتاب تصوف و سلوک

قیمت	احیاء الموم الدین امام غزالیؒ کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ تصوف و سلوک اور اسلامی فلسفے کی زندہ جاوید کتاب۔ ترجمہ مولانا محمد احسن نانوتوی (چار جلد کامل) مجلد اولی	احیاء العلوم مذاق العارفین حجۃ الاسلام امام غزالیؒ
	اسرار تصوف تزکیہ نفس اور اصلاح ظاہر و باطن میں بے نظیر کتاب لائحہ امت مستند اردو ترجمہ۔ کتابت، طباعت اعلیٰ مضبوط و حسین جلد	کیا ہے سعادت اکیسویں حدیث حجۃ الاسلام امام غزالیؒ
	اس مجموعے میں تصوف، عقائد، کلام اور فلسفہ پر امام غزالیؒ کی ۱۶۰۰ مستقل کتابیں شامل ہیں جو عربی سے نایاب تھیں۔	مجموعہ رسائل امام غزالیؒ اردو ۳ جلد
	تصوف کی مشہور کتاب	مکاشفۃ القلوب
	مولانا کی قلمی بیاض جس میں تصوف و سلوک کے مسائل کے علاوہ کلیات و لطائف، تعویذات اور طبی نسخہ جات درج ہیں۔ مجلد	بیاض یعقوبی مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ
	اصلاح ظاہر و باطن اور تزکیہ نفس اور راہ طریقت کی مشکلات کا حل اور روحانی علاج کی سرابادین۔ تین جلد کامل	تربیت السالک حکیم الامت مولانا اشرف علی
	اسلامی شریعت کے حقائق و اسرار اور تمام علوم اسلامی پر تحقیق و کتاب کا مستند اردو ترجمہ۔ مجلد اولی	حجۃ اللہ البالغہ (اردو) شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
	دعوت و تقریر اور نصیحت میں بلند پایہ کتاب جس میں امامیہ شریعت و بدعت کا رد و اصولیئے مقدسین کے حالات ہیں۔ مجلد	مجالس الابرار شیخ احمد رومی
	مولانا نانوتویؒ کے ملفوظات جمع کردہ مفتی محمد شفیع	مجالس حکیم الامت
	حضرت حاجی اماد اللہؒ کی جلد دس تصانیف کا مجموعہ مجلد	کلیات امدادیہ
	اس موضوع پر بہترین کتاب۔ شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا صاحب	شرعیات و طریقت کا ائلازم
	امام جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب کا ترجمہ مولانا محمد عیسیٰؒ	نور الصدور فی شرح القبور
	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ (تصوف و اخلاق)	تعلیم الدین مدلل
	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مواظ کا نام فہم ترجمہ۔ ترجمہ مولانا ماسق ابوبکر علی	فیوض یزدانی
	فتح جلیل القادر جیلانیؒ کی عقائد اسلام و تصوف پر بے نظیر کتاب۔ ترجمہ عبداللہ جلال	غنیۃ الطالبین
	دارالاشاعت اردو بازار کراچی	نہایت کتب مفت ناکہ کے تحت بیمبج کر طلب فرمائیں